www.naqshbandiaowaisiah.com

المرشد

ماھنامہ لاھور

مارچ 2001

اللہ
رسول
محمد

قد افلح من تزکی وذکر اسم ربه فصلی

القرآن الکریم

ترجمہ

وہ فلاح پا گیا جس نے تزکیہ کر لیا اور اپنے رب کے نام کا ذکر کیا پھر نماز کا پابند ہو گیا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان اور نہایت رحم کرنے والا ہے۔

www.naqshbandiaowaisiah.com

اسرار التنزیل

امیر محمد اکرم اعوان کے ایمان افروز قلم سے لکھی گئی تفسیر "اسرار التنزیل" قرآن پاک کی روح کو سمجھنے میں بہت مدد دیتی ہے۔ تصوف کے حوالے سے آیات کی تفسیر بڑے خوبصورت انداز سے کی گئی ہے۔ صاحب تفسیر نے بالکل سادہ انداز سے لکھا ہے۔ تفسیر کا انگریزی ترجمہ بھی شائع ہو چکا ہے۔

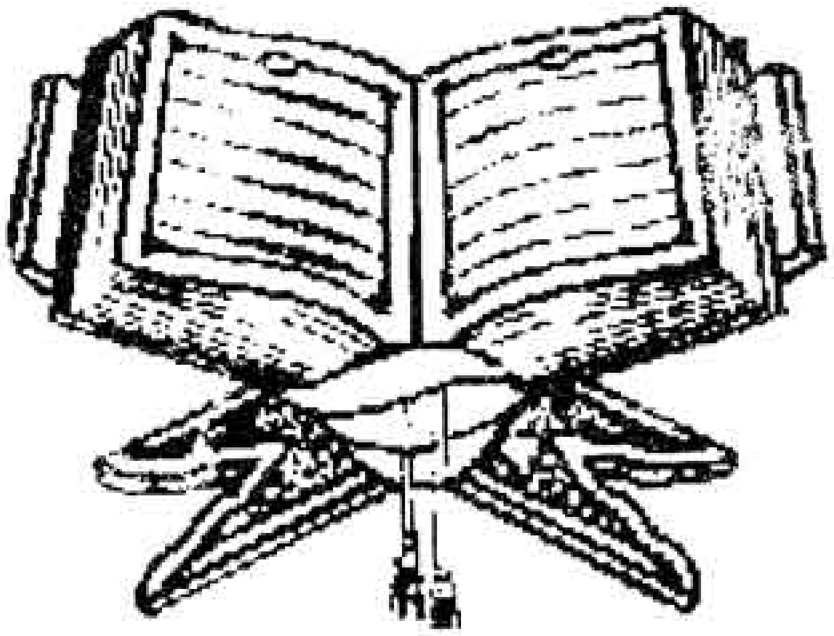

فلا[illegible] کے اقوال آسمان کے بارے

فلاسفہ کا خیال ہے کہ [illegible] نیلگوں نظر آنے والا آسمان نہیں۔ بلکہ فضاء میں جہاں انسانی نگاہ کام کرنا
چھوڑ دیتی ہے وہاں اسے نیلگوں [illegible] روشنی نظر آتی ہے مگر اس بات سے فلاسفہ بھی انکار نہیں کر سکتے کہ
شاید اس روشنی میں آسمان [illegible] ی موجود ہو اور اس کا رنگ بھی ایسا ہی نظر آتا ہو۔ یہاں ارشاد ہے
کہ یہ آسمان ہے جسے تم دیکھتے [illegible] پھر اس نے عرش کو تخت سلطنت اور نظام عالم کے چلانے کا مرکز قرار
دے دیا۔ یہ خیال کہ اللہ عرش [illegible] یف فرما ہے درست نہیں اس کی ذات حدود سے بالاتر ہے۔ اور اگر
عرش پر بیٹھنا مانا جائے تو ایک حد [illegible] ر ہو گئی جو ناجائز ہے۔ ہاں اپنی شان کے مطابق وہاں جلوہ فگن ہے کہ
تمام نظام عالم کو چلانے کا مرکز [illegible] دے دیا ہے۔ پھر اسی نے سورج چاند یعنی نظام شمسی کو ایک فریضہ
ادا کرنے پہ پابند کر دیا کہ [illegible] ں سالوں سے ایک خاص رفتار پر ایک خاص راستے پر ایک مقررہ
انداز سے چل کر خدمت انجام [illegible] رہے ہیں اور پورا نظام عالم ان سے اثر پذیر ہے۔ اگر ان کی رفتار یا
روشنی اور قوت کی مقدار میں [illegible] توازن آجائے۔ انسانی زندگی اور نسل تک متاثر ہو مگر ایسا کبھی نہیں
ہوتا۔

www.naqshbandiaowaisiah.com

ماہنامہ

المُرشد

لاہور

بانی: حضرت العلام مولانا اللہ یار خانؒ مجدد سلسلہ نقشبندیہ اویسیہ

سرپرست: حضرت مولانا محمد اکرم اعوان مدظلہ شیخ سلسلہ نقشبندیہ اویسیہ

ناظم اعلیٰ: کرنل (ریٹائرڈ) مطلوب حسین ناظم اشاعت: چوہدری غلام سرور

مارچ 2001

جلد نمبر 22 شمارہ نمبر 8

مدیر ــــــ چوہدری محمد اسلم

نائب مدیر ــــــ الطاف قادر حسن

سرکولیشن مینجر ــــ رانا جاوید احمد

کمپیوٹر گرافکس ـ اعجاز احمد اعجاز

CLP No. 3

قیمت 20 روپے

اس شمارے میں

1	معین الدین حیدر کی بدحواسیاں (اداریہ)	محمد اسلم	3
2	اسلام کی تعبیریں	امیر محمد اکرم اعوان	4
3	قبر کی زندگی	محمد اکرام قریشی	12
4	ان الدین عند اللہ الاسلام	امیر محمد اکرم اعوان	20
5	سید عطاء اللہ شاہ بخاری	عامر چوہدری	31
6	فرقہ بندی ہے کہیں اور کہیں ذاتیں ہیں	امیر محمد اکرم اعوان	34
7	ذکر الٰہی	عبدالودود شاہ	40
8	عدل و احسان	امیر محمد اکرم اعوان	42
9	درود کی فضیلت	ڈاکٹر لیاقت علی نیازی	49
10	میکڈونلڈ کا برگر	ڈاکٹر ظہور الحق	52
11	من الظلمت الی النور	محمد ریاست	54
12	الوداع	پروفیسر عبدالرزاق	57

بدل اشتراک	سالانہ	تاحیات	بدل اشتراک	سالانہ	تاحیات
پاکستان	175 روپے	2700 روپے	برطانیہ اور یورپ	25 سٹرلنگ پاؤنڈ	130 سٹرلنگ پاؤنڈ
بھارت، سری لنکا، بنگلہ دیش	400 روپے	4000 روپے	امریکہ	45 امریکن ڈالر	300 امریکن ڈالر
مشرق وسطیٰ کے ممالک	90 سعودی ریال	700 سعودی ریال	کینیڈا	50 امریکن ڈالر	350 امریکن ڈالر

رابطہ آفس ـ دارالعرفان، عقب عبداللہ پور ویگن سٹینڈ، ریلوے کالونی، فیصل آباد ـ فون 542284

ناشر پروفیسر حافظ عبدالرزاق انتخاب جدید پریس لاہور 6314365

ہیڈ آفس ـ ماہنامہ المرشد، اویسیہ سوسائٹی، کالج روڈ ٹاؤن شپ، لاہور ـ فون 5182727

www.naqshbandiaowaisiah.com

اداریہ

معین الدین حیدر کی بدحواسیاں

اسلامی جمہوریہ پاکستان کے وزیر داخلہ معین الدین حیدر ان دنوں ہاتھ دھو کر جہادی اور دینی تنظیموں کے پیچھے پڑے ہوئے ہیں۔ پہلے انہوں نے جہادی تنظیموں کے چندہ جمع کرنے پر پابندی لگانے کا بیان دیا اور پھر ان تنظیموں پر ہی پابندی لگانے کی بات کی۔ فروری کے وسط میں ایک تقریب کے بعد صحافیوں سے گفتگو کرتے ہوئے وزیر داخلہ نے کہا کہ حکومت جہادی تنظیموں کی سرگرمیوں پر پابندی لگانے کا فیصلہ کر چکی ہے اور اس کا نوٹیفکیشن جلد ہی جاری کر دیا جائے گا۔ اس کے علاوہ انہوں نے کھلے الفاظ میں نفاذ اسلام کے لئے اسلام آباد کی طرف مارچ کرنے والی جماعتوں کو بھی دھمکی دی کہ اگر کسی نے اسلام آباد کی طرف مارچ کرنے کی کوشش کی تو اسے سختی سے کچل دیا جائے گا۔ وزیر داخلہ کے ان خیالات پر جہادی تنظیموں اور دینی جماعتوں کے سربراہوں کے ساتھ ساتھ عوامی حلقوں نے بھی سخت رد عمل کا اظہار کیا اور اسے اسلام دشمنی اور مغرب پرستی قرار دیا۔

وزیر داخلہ معین الدین حیدر کے خیالات کے برعکس چیف ایگزیکٹو پاکستان جنرل پرویز مشرف واشگاف الفاظ میں جہاد کی حمایت کرتے رہے ہیں۔ وہ متعدد بار جہاد کشمیر کے حوالے سے یہ بات کہہ چکے ہیں کہ "مغربی دنیا کشمیر میں ہونے والی آزادی کی جدوجہد کو دہشت گردی تصور نہ کرے۔ چیف ایگزیکٹو نے مغربی طاقتوں پر جہاد اور دہشت گردی کا تصور واضح کرتے ہوئے انہیں باور کرایا کہ "مجاہدین دہشت گرد نہیں بلکہ دہشت گرد بھارتی فوج ہے جو نہتے کشمیروں کا قتل عام کر رہی ہے اور کشمیر میں شہریوں کو ظلم و بربریت کا نشانہ بنایا جا رہا ہے۔"

چیف ایگزیکٹو جنرل پرویز مشرف کے انہی خیالات کی بدولت جہادی تنظیموں میں ان کا امیج خاصا بڑھ گیا تھا۔ خاص طور پر تنظیم الاخوان کے سربراہ امیر محمد اکرم اعوان نے بھی اس بات کو سراہا تھا کہ فوجی حکومت نے اور کوئی قابل ذکر اچھا کام نہیں کیا لیکن جہاد کے حوالے سے مغربی دنیا سے دو ٹوک الفاظ میں بات کرنا احسن اقدام ہے۔ افسوس کہ وزیر داخلہ نے چیف ایگزیکٹو اور حکومت کے تمام کئے دھرے پر پانی پھیر دیا ہے۔ معلوم نہیں وزیر داخلہ کس کے اشارے پر اس طرح کے الٹے سیدھے اقدامات کر رہے ہیں۔ شاید انہیں اس بات کا احساس نہیں کہ جہاد اسلام کا اہم رکن ہے اور امت مسلمہ کی تاریخ اس کے بغیر مکمل نہیں ہوتی۔ یوں محسوس ہوتا ہے کہ وزیر داخلہ امریکہ اور مغربی طاقتوں کو خوش کرنے کے لئے اس حد تک گر گئے ہیں کہ وہ اسلام دشمنوں کے خلاف برسرپیکار تنظیموں کی سرگرمیاں روکنے اور انہیں کچلنے کا سوچنے لگے اور تو اور انہوں نے وطن عزیز میں اسلامی نظام کی خواہاں تنظیموں کو سختی سے کچلنے کی بات کر کے کھلم کھلا اسلام دشمنی کا ثبوت دیا ہے۔

وزیر داخلہ نے نام لئے بغیر تنظیم الاخوان کے اسلام آباد کی طرف مارچ کا ذکر بھی کیا ہے۔ ہم یہ واضح کرنا چاہتے ہیں کہ حکومت کو تنظیم الاخوان جیسی پر امن جماعت سے خوفزدہ ہونے کی ضرورت نہیں۔ ویسے بھی امیر محمد اکرم اعوان نے بارہا حکمرانوں پر واضح کیا ہے کہ تنظیم الاخوان کا مقصد اقتدار کا حصول نہیں بلکہ صرف اور صرف ملک میں اسلامی نظام کا نفاذ ہے اور اسی مقصد کے لئے جدوجہد کی جا رہی ہے۔ تنظیم الاخوان کوئی فرقہ وارانہ جماعت بھی نہیں کہ اس سے خوف زدہ ہوا جائے۔ اس تنظیم میں ہر مسلک اور ہر مکتبہ فکر کے افراد شامل ہیں جو متحد ہو کر ملک میں نفاذ اسلام کے لئے جدوجہد کر رہے ہیں۔ یہ بات بھی واضح ہے کہ تنظیم الاخوان یہ جدوجہد پوری قوم کی بہتری کے لئے کر رہی ہے۔ ان کا کوئی اقدام فوج یا بیوروکریسی کے خلاف نہیں بلکہ نفاذ اسلام کے ثمرات آنے والی تمام نسلوں تک پہنچیں گے اور ان نسلوں میں حکمرانوں کے بچے بھی شامل ہوں گے۔

www.naqshbandiaowaisiah.com

اسلام کی تعبیریں

میرے لئے عالم صوفی دینی قیادت قابل احترام ہے کہ انہوں نے مجھ تک اللہ کا پیغام پہنچایا لیکن جب اس کی تاویل اور تعبیر کا مقام آیا اس کے معانی و مفاہیم کی بات آئی تو جو معنی انہوں نے مجھے سمجھایا وہ سن کر تو اللہ بھی حیران ہے لانے والا فرشتہ بھی اور اللہ کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم بھی

خطاب:۔ امیر محمد اکرم اعوان
دارالعرفان 5-5-2000

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ومن یتق اللہ یجعل لہ مخرجا و یرزقہ من حیث لا یحتسب۔ (الطلاق)

زمن بر صوفی و ملاں سلامے کہ پیغام خدا داوند مارا
تاویل شان درحیرت انداخت خدا و جرائیل و مصطفیٰ را

ہماری اس دور کی ایک بہت بد نصیبی یہ ہے کہ مسلمان ہونے کے باوجود اسلام کی تعبیر میں ہم دھوکا کھا رہے ہیں۔ شاعر مشرق مفکر اسلام نے یہی شکوہ اس رباعی میں کیا ہے کہ میرے لئے عالم صوفی دینی قیادت قابل احترام ہے کہ انہوں نے مجھ تک اللہ کا پیغام پہنچایا لیکن جب اس کی تاویل اور تعبیر کا مقام آیا اس کے معانی و مفاہیم کی بات آئی تو جو معنی انہوں نے مجھے سمجھایا وہ سن کر تو اللہ بھی حیران ہے لانے والا فرشتہ بھی اور اللہ کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم بھی کہ یہ مقصد قرآن کا تو نہیں تھا۔

آج کے عہد کی سب سے بڑی دین داری یہ ہے کہ جو بندہ اپنے لئے بھی روزی نہ کما سکے معاشرے پر بوجھ بن کر بیٹھ جائے۔ جو بندہ اپنے لباس کا بھی احساس نہ کر سکے پھٹے ہوئے کپڑوں سے گزارہ کرے میلا رہے وہ بہت پہنچا ہوا برگزیدہ اور کھرا انسان ہے اور جو کام کاج کرتا ہو روزی کماتا ہو دوسروں پر بوجھ بننے کی بجائے کئی لوگوں کا بوجھ اٹھاتا ہو وہ دنیا دار ہے۔ انسان چونکہ اس عالم آب و گل میں رہتا ہے اور اپنی ضرورتوں کا اسیر ہے قیدی ہے ان سے بھاگ نہیں سکتا اسے زندہ رہنے کے لئے پیٹ بھی بھرنا ہے اسے سر چھپانے کے لئے جھونپڑا بھی چاہیے اسے بچوں کو پالنا ہے۔ اگر یہ سب چیزیں نصاب سے خارج کر دی جائیں تو عام آدمی اس فلسفے کو قبول نہیں کرتا اور یہ آج کی ہماری ناکامی کا بنیادی سبب ہے کہیں بھی جہاں کوئی دینی ادارہ دینی درسگاہ دینی مرکز ہے میرے علم میں کوئی خود کفیل ادارہ نہیں تمام اداروں کا مدار خیرات صدقات زکوۃ قربانی کے چمڑوں پر ہے جہاں سے ہم دین سیکھتے ہیں جہاں اللہ اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا تعارف ہمیں دیا جاتا ہے وہ ہمیں جو ہمیں قرآن اور حدیث سکھاتی ہے وہی خود کفیل نہیں محتاج ہے تو اس سے جو ہم سیکھیں گے اس سے سیکھ کر جو آئیں گے وہ زندگی میں کونسا انقلاب لائیں گے گدا گر کبھی انقلاب نہیں لا سکتے ایک انگریزی کی ضرب المثل ہے۔ گدا گر کبھی کوئی چیز منتخب کر کے اپنی مرضی سے لینے کے مستحق نہیں ہوتے۔ گدا گر کو جو مل جائے وہی اس کا مقدر ہوتا ہے کوئی شے اپنی مرضی سے نہیں لے سکتا۔ ایسا کیوں ہے قرآن حکیم نے فرمایا۔

من یتق اللہ یجعل لہ مخرجاو یرزقہ من حیث لا یحتسب.

جو لوگ اللہ کو اس قدر قریب پاتے ہیں کہ اس کی نافرمانی کرتے ہوئے گھبراتے

> **جس نے اللہ کا تقویٰ اختیار کیا۔ وہ اس کی نافرمانی کرتے ہوئے گھبراتا ہے۔ ڈرتا ہے**

www.naqshbandiaowaisiah.com

اللہ کا بندہ وہ ہے جو اللہ کے حکم کے مطابق اللہ کے نبیؐ کی پیروی کرے

ہیں ڈرتے ہیں۔ ومن یتق اللہ۔ جس نے اللہ کا تقویٰ اختیار کیا تقویٰ کیا ہے ایک ایسا تعلق ایک ایسا رشتہ جس کی بات سے باہر جانا آدمی کے اختیار میں نہ رہے ہمارا بعض دوستوں سے تعلق ایسا ہوتا ہے عزیزوں سے ایسا تعلق ہوتا ہے کہ کوئی کام کرنے سے پہلے ہم چاہتے ہیں کہ ان کی پسند کا پتہ چل جائے ان کی مرضی کے خلاف نہیں کروں گا اگر اللہ اور بندے کا ایسا تعلق بن جائے کہ کوئی بھی کام کرنے سے پہلے وہ یہ سوچنے لگے کہ کہیں اللہ کی پسند کے خلاف نہ ہو اسے تقویٰ کہتے ہیں فرمایا جو اللہ کا تقویٰ اختیار کرتا ہے (یجعل لہ مخرجا) زندگی کے ہر مسئلے کا حل اللہ اس کے لئے پیدا فرما دیتا ہے مخرج بنا دیتے ہیں مسائل سے نکلنے کا راستہ پیدا کر دیتے ہیں (ویرزقہ من حیث لا یحتسب) اور اسے اس انداز سے اللہ کی نعمتیں نصیب ہوتی ہیں جس کا اسے کبھی خیال بھی نہ گزرا ہو۔ یہ آیت بہت جامع ہے اور اس کی جامعیت میں پوری زندگی کا نصاب داخل ہے یتق اللہ سے مراد صرف یہ نہیں کہ نمازیں زیادہ پڑھتا ہو۔ اس سے مراد یہ ہے کہ اپنی زندگی کے نصاب میں لوگوں کے ساتھ تعلق میں دوستی دشمنی میں لینے دینے میں کاروبار میں ملازمت میں تجارت میں جہاں جب کوئی کام آتا ہے تو وہ یہ ضرور سوچتا ہو۔ میں اللہ کے حکم سے باہر نہیں جاؤں گا اگر اس سے [illegible] وہ کام کرتا ہے تو اس پر نتائج اس کی توقع سے زیادہ آتے ہیں اللہ اس کے نتائج اس کے حق میں بڑھا دیتا ہے۔ اب اس میں کام نہ کرنے کا تصور کہاں سے آ گیا جو تعبیر آج کے دور میں ہم تک پہنچتی ہے وہ ہے کہ یتق اللہ سے مراد یہ ہے کہ تم گوشہ نشین ہو جاؤ اللہ اللہ کرتے رہو (یرزقہ من حیث لا یحتسب) اللہ مفت میں تمہیں روزی روٹی بھیجتا رہے گا ان دونوں باتوں میں زمین اور آسمان کا فرق ہے قرآن کی یہ تعبیر کہ زندگی کا ہر کام کرو مزدوری کرو تجارت کرو کھیتی باڑی کرو ملازمت کرو مصروف رہو ذرائع رزق کمانے کے۔ چاروں میں سے جو تمہیں نصیب ہے وہ اختیار کرو لیکن پوری دیانت داری سے پورے خلوص کے ساتھ جو ذمہ داری ہے وہ ادا کرو اس لئے کہ اللہ تمہیں دیکھ رہا ہے غلط کام نہ کرو چوربازاری نہ کرو ڈاکے میں اشتراک نہ کرو لوٹ مار میں کسی کے حصہ دار نہ بنو اس لئے کہ تمہیں اللہ سے ڈرنا ہے۔ جائز کام طریقے سے بھرپور محنت سے کرو تو زندگی کے جو مسائل پیدا ہوتے ہیں اقوام عالم میں رہنا ہے اسی شب و روز میں بسر کرنا ہے دوست اور دشمن کے درمیان رہنا ہے جو ہزارہا مسائل سامنے آ کر کھڑے ہو جائیں گے لیکن اللہ قادر ہے وہ تمہارے لئے راستے پیدا کر دے گا (یرزقہ) ہماری مصیبت یہ ہے کہ ہم نے رزق سے روٹی مراد لی ہے حالانکہ ہر وہ نعمت جو اللہ سے کسی کو ملتی ہے وہ رزق ہے علم ملتا ہے وہ رزق ہے طاقت ملتی ہے وہ رزق ہے اللہ کی طرف سے اقتدار ملتا ہے وہ رزق ہے (یرزقہ من حیث لا یحتسب) اپنی نعمتیں تمہیں اس انداز سے دے گا کہ تم نے کبھی سوچا بھی نہیں ہوگا کہ اتنی نعمتیں مجھ پر بھی کبھی اللہ وارد کر دے گا۔

اب اس کی تعبیر اگر ہم اللہ کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کریں تو اسلامی ریاست کی بنیاد جب آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم نے رکھی تو مدینہ منورہ میں سب سے پہلا کام جو کرایا وہ یہ تھا کہ جو لوگ ہجرت کر کے آئے ان میں اور جو وہاں انصار تھے جنہوں نے اپنا سینہ وا کر دیا تھا کہ آپ ہجرت کر کے ہمارے پاس آئیں ان میں مواخات بھائی چارہ قائم کر دیا۔ بھائی بھائی اس طرح سے بنایا کہ جو جس کا بھائی بنا وہ اس کی جائیداد وراثت زمین باغات میں حصے دار ہو گیا اور سب سے پہلے ہر آدمی کو کام پر لگا دیا ہر آدمی اپنی کدال لے کر اپنے اپنے کھیت میں اپنی مزدوری پر پہنچ گیا۔ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام مسجد نبوی میں جلوہ افروز

www.naqshbandiaowaisiah.com

تھے ایک آدمی خدمت میں حاضر ہوا عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کوئی چیز کھانے کو نہیں ہے کوئی صورت نہیں ہے فرمایا تمہارے گھر میں کچھ تو ہوگا آٹا ہو تو ہم گوندھ لیتے ہیں یا ہانڈی بنا لیتے ہیں یا اس کے علاوہ کوئی تو ہوگا روٹی بنا لیتے ہیں فرمایا جو بھی ہیں سارے اٹھا کر بیچ آؤ پھر میرے پاس آؤ۔ غالباً جیسا مجھے یاد پڑتا ہے ڈیڑھ درہم کے وہ برتن اس کے بک گئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ ڈیڑھ درہم لے کر بازار جاؤ ایک کلہاڑا خریدو جو باقی بچے بچیں ان کی رسی لے لو اور بازار سے جنگل چلے جاؤ شام سے پہلے لکڑیوں کا گٹھا لے آؤ وہ بیچ کر بازار سے روٹی خریدو۔ نبی علیہ الصلوۃ والسلام کیا یہ نہیں فرما سکتے تھے کہ اچھا نہیں بیٹھ جاؤ اللہ دینے والا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرما دیتے ساری زندگی بیٹھا رہتا ساری زندگی اس پر رزق برستا رہتا۔ لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا منصب جلیلہ تو مفاہیم قرآن اللہ کے بندوں تک منتقل فرمانا تھا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے توکل کا مفہوم بتا دیا کہ جو تمہارے بس میں ہے وہ تم کرو رزق اس نے دینا ہے اس میں برکت وہ دے گا وہ غالباً جو ایک رسی اور ایک کلہاڑی لے کر نکلا تھا کون جانتا ہے کہ باقی زندگی میں وہ کتنا امیر ہوا ہوگا پھر تو اسی مدینہ منورہ میں قیصر و کسریٰ کے خزانے انہیں صحابہ پر تقسیم ہوئے اس کے حصے میں نہ جانے اربوں کی دولت آئی ہوگی یمن کے خزانے اس مدینہ منورہ میں انہی لوگوں پر تقسیم ہوئے انہوں نے ہی جہاد کیے اور کوئی نہیں تھا صحابہ میں سے جس کے پاس بے شمار دولت نہ آئی ہو۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم جلوہ افروز تھے مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں ایک شخص آیا کپڑے میلے تھے بال پریشان آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سخت ناپسند فرمایا ضروری نہیں ہے کپڑا قیمتی ہو لیکن جو تم نے پہنا ہوا ہے وہ صاف تو ہونا چاہیے کیا تم کپڑا دھو نہیں سکتے جہاں سے پھٹ گیا کیا تم اس کی سلائی نہیں کر سکتے اور یہ بے ترتیب بال کیوں دیوانوں کی طرح حلیہ کیوں بنا رکھا ہے کیا تم منہ دھو کر داڑھی پر کنگھی نہیں کر سکتے اس کو صحیح انداز سے سنبھال کر نہیں رکھ سکتے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اٹھا دیا واپس جاؤ اور اپنا حلیہ ٹھیک کرو۔ یہ کونسا اسلام ہے حلیہ بھی انسانی نہ ہو انسانی معاشرے پر بوجھ بن جائے بے کار ہو اور وہ اچھا مسلمان کہلائے۔

حضرت ابوبکر صدیقؓ جب خلیفہ بنے تو تب بھی کپڑے کے تھان ہاتھوں پر رکھ کر بیچا کرتے تھے

ابھی لاہور سے مجھ سے ٹیلیفون پر بات ہو رہی تھی ایک بہت اللہ کے برگزیدہ بندے ہیں وہ کچھ کرتے نہیں کماتے نہیں کام کاج نہیں کرتے اللہ اللہ کرتے رہتے ہیں انہوں نے ایک دوائی بنائی ہے اس سے شوگر فوراً ٹھیک ہو جاتی ہے اور مفت دیتے ہیں۔ میں نے کہا مفت کھانے والے مفت کیا دیں گے میں ایسی باتوں کا قائل نہیں ہوں۔ اگر اس سے ٹھیک ہوتی بھی ہو تو مجھے اس کی ضرورت نہیں ہے۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ یہ محض دھوکا ہے اس سے ٹھیک نہیں ہوتی ہاں ان لوگوں کی ضرور ٹھیک ہو جاتی ہے جنہیں مرض نہیں ہے۔ نفسیاتی ہو یا جب آدمی پہ آتا ہے تو اس سے بھی شوگر میں اضافہ ہو جاتا ہے اس کا علاج نفسیاتی تسکین ہوتی ہے تو یہ ایک نفسیاتی علاج ضرور ہے لیکن یہ اس بندے کے لئے ہے جو اتنا کمزور ہو کہ اس پر بھروسہ کر لے تو میں تو اسے مجرم سمجھتا ہوں تم ولی اللہ سمجھتے ہو یہ تو بہت سا فرق ہے میرے اور تمہارے خیال میں۔ تمہیں اس سے فائدہ ہو سکتا ہے مجھے نہیں ہو سکتا چونکہ میں تو اس بندے کو شریعت کا مجرم سمجھتا ہوں جسے اللہ نے ہاتھ دیے ہیں پاؤں دیے ہیں بینائی دی ہے قوت دی ہے اور وہ بالکل مار کر بیٹھا ہے کہ میں اللہ کا بندہ ہوں ہم کس کے بندے ہیں۔

اللہ کا بندہ وہ ہے جو اللہ کے حکم کے مطابق اللہ کے نبی کی پیروی کرے نبی علیہ السلام معصوم ہوتے ہیں نبی علیہم السلام ازل سے ہی اللہ نے منتخب کر لیے اور ابھی وجود نہیں بنے تھے جب روحیں پیدا فرمائیں تو قرآن بتاتا ہے کہ اس وقت نبیوں سے (واذ اخذنا میثاق النبیین) جب ہم نے نبیوں سے وعدہ لیا یہ بات ہے عالم امر کی جب

www.naqshbandiaowaisiah.com

سلامتی کا راستہ اختیار کرو اس سے تم بھی سلامت رہو گے

ابھی اعلان بنے۔ تو نبی اس وقت بھی نبی تھے تو اس کا مطلب ہے کہ نبی معصوم ہی پیدا ہوتا ہے معصوم عن الخطا ہی رہتا ہے اور نبی دنیا میں عالم امر میں نبی تھا دنیا میں نبی ہوتا ہے برزخ میں نبی رہتا ہے آخرت میں نبی نبی ہی ہوگا۔ نبوت وہی چیز ہے اللہ کی طرف سے عطا کی جاتی ہے اور وہی چیز وہب الٰہی ذاتی ملکیت بن جاتی ہے اس کی ذات کا حصہ بن جاتی ہے لہٰذا انبیاء علیہم السلام الصلوٰۃ والسلام میں سے کسی نبی کا قبل بعثت بھی کوئی ایسا کام نہیں ملے گا جو خلاف شریعت ہو۔

نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بچپن میں

جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دادا کا وصال ہوگیا تو اپنے چچا ابوطالب کی کفالت میں آئے یہ ایک تاریخی حقیقت ہے کہ ابوطالب ایک ٹانگ سے کمزور تھے تجارتی سفر زیادہ نہیں کر سکتے تھے۔ لہٰذا مال دار آدمی نہیں تھے اور کثیر الاولاد تھے بہت سی اولاد تھی۔ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام جب ان کی کفالت میں آئے تو بجائے چچا پر بوجھ بننے کے بچپن میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ڈیڑھ درہم ماہانہ پر بکریاں چرائیں۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قبل بعثت بچپن میں جب چچا کی کفالت میں آئے تو ڈیڑھ درہم ماہانہ پر بکریاں چرایا کرتے تھے اور بجائے بوجھ بننے کے ابوطالب کے لئے مدد کا سبب بنے اپنا بوجھ اپنے چچا پر نہیں ڈالا بلکہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے چچا کا بوجھ بٹایا یہ اسلام ہے۔ یہ تعبیر ہے دین کی اور بعثت عالی سے لے کر وصال تک جو قوم تیار فرمائی ان کی بنیاد اس بات پر تھی۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب امیر المومنین بن گئے وصال نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد تب بھی کپڑے کے تھان ہاتھوں پہ رکھ کے بیچا کرتے تھے اور اپنی روزی خود کماتے تھے کہ مجبور کیا گیا کہ خلافت کے امور اتنے ہیں کہ آپ اپنے کام پہ نکل جاتے ہیں پیچھے سرکاری کام رہ جاتا ہے تو آپ نے فرمایا اگر ایسی مجبوری ہے تو میرے لئے اتنا الاؤنس مقرر کر دو جس میں میری گزر بسر ہو جائے اس سے زیادہ کی ضرورت نہیں اور وہ بھی وقت وصال آپ کی وصیت میں موجود ہے کہ حضرت عائشہ سے آپ نے فرمایا کہ میرے مرنے کے بعد حساب کیا جائے بیت المال سے جتنی رقم میں لے چکا ہوں میری جائیداد بیچ کر وہ رقم بیت المال کو لوٹا دی جائے۔

یعنی اسلام نے زندگی کے مسائل کا حل دیا ہے یہی وجہ ہے کہ جب قیصر کے پاس والا نامہ پہنچا آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم کا اس نے پڑھا۔ تو اس نے اپنے امراء سے مشورہ کیا تو انہوں نے کہا کہ ہم تو نہیں مانیں گے کسی عرب کو نبی مان کر اس کی پیروی کیوں کریں نبی تو پھر بادشاہ سے بھی مقدم ہو جائے گا ہم نبی کیوں مانیں نہیں مانیں گے ہم مانتے ہیں اپنے نبی کو وہ ٹھیک ہے اس نے کہا ٹھیک ہے نہیں مانتے لیکن میں تمہیں ایک بات جہاں آج میرے تخت کا پایہ ہے یہاں اس کے امتی گھوڑے باندھیں گے ہم نے بڑی آسانی سی اس کی تعبیر بنا دی کہ جی وہ نجومی تھا اس نے ستاروں کی چال دیکھ لی۔ ہم یہ راز نہ سمجھ سکے کہ ایک جملہ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لکھوایا تھا اس میں (اسلم تسلم) سلامتی کا راستہ اختیار کرو۔ تم بھی سلامت رہو گے۔ سلامتی کا راستہ یہ تھا کہ اللہ کے ہر بندے کو زندہ رہنے کا حق دے دو۔ اور وہ تو فرعون بنے ہوئے تھے تمام لوگوں کی زندگی کے حقوق چھین کر ایک شہنشاہ بنتا ہے دوسروں کے زندہ رہنے کے حقوق چھین کر کوئی ان کا بادشاہ بنتا ہے کوئی ان کا شہنشاہ بنتا ہے اس کے اشارہ ابرو پہ دوسرے کٹ جاتے ہیں اس کے اشارہ ابرو پہ دوسرے جی اٹھتے ہیں بادشاہ بھائی بھائی سے لڑ جاتا ہے پھر ان کی آپس میں صلح بھی ہو جاتی ہے لاکھوں لوگ میدان کارزار میں مارے جاتے ہیں شہنشاہ اکبر اور جہانگیر آپس میں بگڑ گئے باپ بیٹے میں لڑائی ہوگئی پھر باپ بیٹے میں صلح ہوگئی ہندوستان کا وارث جہانگیر ہی ٹھہرا اور لاکھوں لوگ صلح ہونے

www.naqshbandiaowaisiah.com

تک دونوں طرف سے قتل ہو گئے ہزاروں لوگ مارے گئے مرنے والوں کو کون پوچھتا ہے بادشاہت کا مفہوم ہی یہ ہے کہ دوسروں کی سلامتی چھین کر ساری سلامتی ایک شخص کے لئے جمع کر دی جائے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغام یہ تھا کہ سلامتی کا راستہ اختیار کرو اپنے حصے کی اپنے لئے رکھو دوسروں کی ہر فرد کو پہنچاؤ اس نے کہا یہ بات جب لوگوں کی سمجھ میں آئے گی وہ اس شخص کی غلامی کریں گے جو انہیں زندگی دیتا ہے اور ہم جیسے شہنشاہوں پر تھوکیں گے اور اس کے غلام یہاں گھوڑے باندھیں گے جہاں میں نے تخت بچھایا ہوا ہے یہ بات نجوم کی نہیں تھی یہ بات فراست کی تھی یہ بات حم کی تھی کہ بات اس والا نامہ کی اس ایک جملہ کی یہ سارا والا نامہ تھا سارا خط ہی یہی تو کہ اس کی ابتداء اور انتہا کے درمیان خط کی عبارت تو یہی تھی القاب و آداب یا ابتدائیہ یا آخری کے بعد جو اصل عبارت تھی وہ تو یہی تھی دو لفظ تھی لیکن دو لفظوں میں کائنات سموئی تھی محمد رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اور وہ سمجھ گیا تھا کہ سلامتی فرد کو جہاں سے ملے گی وہ وہاں جائے گا۔

آج ہمارا مسلمان بھی اسلام سے بیزار ہے جس بندے کو دو وقت کی روٹی میسر ہے وہ آپ کے اسلامی نظام کا نام لینا نہیں چاہتا اس لئے کہ آپ نے اسلام کی تعبیر ہی بدل دی آج تو لوگوں سے زندگی چھیننے کا نام آپ نے اسلام رکھ دیا اور اسلام تو فرد کو زندگی دینے کا نام تھا Islam is the code of life. جس طرح گھڑی کے ساتھ اس کی کتاب آتی ہے جس طرح موٹر کے ساتھ اس کی کتاب آتی ہے جس طرح ٹیلی ویژن کے ساتھ آپ کو اس کی کتاب ملتی ہے۔ جس طرح ریڈیو خریدتے ہیں ساتھ بک لٹ ملتی ہے اسی طرح یہ قرآن زندگی کی کتاب ہے یہ Code of Life ہے زندگی کا سلیقہ ہے کہ زندگی کس طرح سے بسر کرنی ہے اور اگر کسی سے زندگی ہی چھین لی جائے۔ کھانے پینے کو چھوڑ دو جی کاروبار کو دفع کرو جی پیسہ کمانا کر کیا کرنا ہے جی بس بیٹھو اللہ اللہ کرو ارے اللہ اللہ شاید اللہ کو بھی

ہم اس شخص کی غلامی کریں گے جو ہمیں زندگی دیتا ہے، ورنہ شہنشاہوں پر تو تھوکیں گے بس نہیں

منظور نہ ہو زندگی سے دوری اور اسلام کی یہ غلط تعبیر آج ہمیں اس مقام پہ لے آئی ہے کہ ہمارا مسلمان جو کاروباری ہے یا جس کے پاس چار زندگی کی سہولتیں موجود ہیں یا جس کے پاس سیاسی اقتدار و اختیار ہے وہ بھی اسلام اور اسلامی نظام کے نام سے ڈرتا ہے۔

یہی سرزمین تھی برصغیر کی اللہ نے اس پہ مسلمانوں کو قبضہ دیا مسلمانوں نے یہاں کا نظام تعلیم بنایا جب انگریز نے یہاں قبضہ کیا تو لارڈ میکالے نے جو پہلی رپورٹ انگلینڈ بھیجی تھی اس کی نقل برٹش انڈیا آفس برطانیہ میں موجود تھی اور اب لاہور کی مرکزی جناح لائبریری میں بھی وہ نقل موجود ہے اس میں اس نے حکومت برطانیہ کو لکھا تھا کہ برصغیر میں مسلمانوں کو محکوم رکھنا آسان نہیں ہے اس لئے کہ ان میں چوراسی فیصد لوگ پڑھے لکھے ہیں لٹریسی ریٹ جو مسلمانوں کا تھا برصغیر پر انگریز کے قبضے کے وقت چوراسی فیصد تھا یعنی سو میں سے چوراسی آدمی پڑھے لکھے تھے آج آپ کا لٹریسی ریٹ ہے چار فیصد اور وہ بھی حکومت کے اعداد و شمار میں درست کا پتہ نہیں کتنا ہے یہ کون نظام تعلیم تھا مدارس بنائے گئے لیکن ان کی بنیاد دین پر تھی ہر مدرسے کو حکومت نے جاگیریں عطا کیں پانچ پانچ سو ہزار ہزار مربع زمینیں دیں جتنا بڑا مدرسہ تھا اتنی جاگیر دی اس کا اپنا بورڈ ہوتا تھا جو اس جاگیر کا اہتمام کرتا تھا تعلیم مفت ہوتی تھی ہر بچے کے لئے رہائش مفت ہوتی تھی کتابیں مفت ہوتی تھیں کپڑے تک مفت ہوتے تھے اساتذہ کو قیام کی سہولتیں میسر تھیں بہترین تنخواہیں ملتی تھیں قابل اساتذہ ہوتے تھے دنیا کا ہر شعبہ اس میں موجود تھا اسی لئے اسے جامعہ کہتے تھے جامعہ ترجمہ ہے انگریزی لفظ کا جسے آپ یونیورسٹی کہتے ہیں گاؤں گاؤں میں اور شہر شہر میں متعدد

www.naqshbandiaowaisiah.com

جامعات تھیں گلی گلی میں یونیورسٹی ہوتی تھی بچے سے لے کر بوڑھے تک ہر کوئی پڑھتا تھا ڈاکٹر وہیں سے آتے تھے جرنیل وہیں سے آتے تھے افسر بیورو کریٹس وہیں سے آتے تھے سائنس دان وہیں سے آتے تھے مورخ وہیں سے آتے تھے علماء وہیں سے آتے تھے واعظ وہیں سے آتے تھے مقرر وہیں سے آتے تھے زندگی کے ہر شعبہ کے لوگ اسی جامعہ سے نکلتے تھے اور جہاں ملک کے شہنشاہ کا بیٹا پڑھ سکتا تھا اسی جامعہ میں مزدور غریب کسان کا بیٹا بھی اسی کے ساتھ اسی کلاس میں پڑھ سکتا تھا جس کا نتیجہ یہ تھا کہ قوم علم سے آشنا تھی اور چوراسی فیصد لوگ پڑھے لکھے تھے۔ اسی لارڈ میکالے نے نظام تعلیم بنایا جو ابھی تک چل رہا ہے یہ اسی کا ترتیب دیا ہوا ہے۔ دینی تعلیم بند کر دی گئی مدرسوں سے جاگیریں چھین لی گئیں اور یہ پنجاب کے جاگیردار یہ جو بھی ہمارے برصغیر کے جاگیردار کہہ لیجئے کو جو جاگیریں انگریز نے دیں ان میں اسی فیصد سے زیادہ حصہ وہ جاگیریں تھیں جو مدارس سے چھینی گئیں۔ کتابیں چھین لی گئیں گیارہ منزلہ وسیع عمارت ہے جس کے ایک فلور میں سینکڑوں کمرے ہیں انڈیا آفس لائبریری دینی کتابوں سے بھری ہوئی ہے جو ہندوستان سے لوٹ لی گئیں۔ علمائے حق کو اللہ نے ہمت دی جرات دی اور یہ جہاد تھا کہ انگریز کے مقابلے میں انہوں نے گدا کیا وہ لوگ جن کے قدموں کو زمین بوسے دیتی تھی وہ لوگ گدا کرتے تھے اور وہ جہاد تھا انہوں نے دینی تعلیم کو انگریز کی پوری مخالفت کے باوجود ختم نہیں ہونے دیا زکوۃ مانگی صدقات مانگے خیرات مانگی گدا کیا لیکن قرآن اور حدیث قال اللہ وقال الرسول صلی اللہ علیہ وسلم پڑھاتے رہے یہ جہاد تھا جب تک انگریز کی حکومت رہی جب انگریز چلا گیا اور حکومت مسلمانوں کی آ گئی تو کیا حق نہیں تھا کہ وہ تعلیمی نظام بحال کیا جاتا جو انگریز کے آنے سے پہلے تھا اسی طرح کی یونیورسٹیاں بنائی جاتیں جو خود کفیل ہوتیں قومی بجٹ کا بنیادی حصہ تعلیم پہ خرچ ہوتا اسی میں قرآن و حدیث اور فقہ بھی پڑھائی جاتی اسی میں سائنس بھی پڑھائی جاتی اسی میں جدید ٹیکنالوجی بھی پڑھائی جاتی وہیں سے ڈاکٹر آتے وہیں سے جرنیل آتے وہیں سے بیوروکریٹس آتے وہیں سے سائنٹسٹ آتے زندگی کے ہر شعبے کے لوگ وہیں سے آتے کیا یہ حق نہیں تھا اگر تھا تو ہمارے جو حکمران طبقہ تھے یہ تو دین سے نا آشنا تھے کس عالم نے یہ تحریک جلائی کہ دینی مدارس کو نصاب میں شامل کیا جائے اور ملکی بجٹ میں شامل کیا جائے آج کے مولوی کو اس بات پہ مزا آ گیا کہ جناب چندے مانگو زکوۃ اکٹھی کرو قربانی کے چمڑے مانگو اور اس کا حساب تو کسی کو دینا نہیں بیٹھ کے مدرسہ چلاؤ اب جہاد نہیں ہے جب تک انگریز کی سلطنت تھی یہ جہاد تھا اب مسلمانوں کی سلطنت ہے یہ فساد ہے کیوں آپ نصاب میں داخل نہیں ہوتے کیوں قومی بجٹ سے اپنا حصہ نہیں لیتے اس لئے کہ اس کا حساب دینا پڑے گا اس لئے کہ اس کا حکومت پوچھ لے گی اور اس کا کوئی حساب نہیں اس کا حساب لینے والا ابھی بڑا سخت ہے روز حشر لے گا اور پائی پائی کا لے گا۔ جہاں تک قومی زندگی کا تعلق ہے ہمارے آج کے دینی شعبے کے سربراہ جو ہیں آج کی مسلمان قوم کی محرومی کا سبب یہ ہیں ہر ایک نے اپنے آپ کو ایک ایک ادارے کا سلطان بنا رکھا ہے۔ زکوۃ صدقات اور قربانی کے چمڑوں پہ اور لوگوں کے عطیات پہ کروڑوں روپے جمع کر رکھے ہیں اور اس کا حساب کسی کو نہیں دینا چاہتے اگر اسلام نافذ ہو جائے تو سب سے پہلے یہ چیزیں بیت المال میں جائیں گی انہیں بھی قومی بجٹ میں سے حصہ ملے گا اور اس کی پائی پائی کا حساب دینا پڑے گا یہ بات مولوی کو پسند نہیں ہے فتوے لگاتے ہیں ناراض ہوتے ہیں لیکن کسی مفتی کو ہمیں حساب نہیں دینا کسی انسان کے سامنے ہمیں جواب نہیں دینا میدان حشر میں اللہ کے روبرو کھڑا ہونا ہے اللہ کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے جواب دینا ہے

ہر مدرسے کے پاس اتنی جاگیریں ہوتی تھیں جن سے بچوں کو کتابیں، کاپیاں، کپڑے تک مفت دیئے جاتے تھے۔ حکمران سے لیکر عام آدمی تک کا بچہ اس مدرسہ میں تعلیم حاصل کرتا تھا۔

www.naqshbandiaowaisiah.com

میدان میں جواب دینا ہے اور بات وہ کریں جو اللہ کو پسند ہو اللہ کے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو پسند ہو اور جو حق ہو۔ آج اسلام کے نفاذ کے راستے کی رکاوٹ وہ لوگ ہیں جو اسلام کی غلط تعبیر پیش کرتے ہیں جنہوں نے اسلام کے مفہوم کو بدل دیا جنہوں نے عام آدمی تک اسلام کو پہنچنے ہی نہیں دیا ہم بھی ذمہ دار ہیں ہم جوتا خریدنا ہو تو دس دکانوں سے پوچھ لیتے ہیں کپڑا لینا ہو تو پچاس دکانوں پہ پھرتے ہیں سگریٹ خریدنا ہو تو ہمیں پتہ ہوتا ہے کہ کونسا برانڈ لینا ہے چائے پتی ہو تو پتہ ہوتا ہے کہ کونسی دوکان سے اچھی ملے گی دین کے معاملے میں ہم کبھی نہیں پوچھنا چاہتے بلکہ ہم خود مفتی ہوتے ہیں کہ یہ ٹھیک ہے یہ بھی ٹھیک ہے میں نے کسی کو نہیں دیکھا کہ وہ دین کے معاملے میں کہیں پھر رہا ہو کہ کہیں سے سچی بات مل جائے کھری بات مل جائے بلکہ کسی کو مسئلہ پیش آجائے اور اسے بتاؤ کہ تم غلط ہو تو وہ چھوڑ دیتا ہے پھر کسی اور کے پاس جاتا ہے جب تک اسے کوئی یہ نہ کہہ دے کہ تم سچے ہو تب تک وہ پھرتا رہتا ہے بیویوں کو طلاق دے دیتے ہیں پھر بعد میں خیال آتا ہے کہ یہ تو غلط ہو گیا پھر کہتے ہیں میں نے یہ نہیں کہا تھا وہ کہا تھا پھر جب تک کوئی یہ نہ کہہ دے کہ تمہارا نکاح درست ہے تب تک پوچھتے رہتے ہیں پیسے دیتے ہیں خریدتے ہیں فتویٰ لیکن اسے صحیح کراتے ہیں یہ کیا دین ہے نہ ہم میں وہ جستجو اور طلب رہی اور نہ بتانے والوں میں وہ ہدایت رہی۔

نہ وہ عشق میں رہیں گرمیاں
نہ وہ حسن میں رہیں شوخیاں
نہ وہ غزنوی میں تڑپ رہی
نہ وہ خم ہے زلف ایاز میں

قرآن کریم اللہ کی طرف سے اپنے بندوں کے ساتھ باتیں کرنے کا سبب ہے کاش ہم بھٹکنے کی بجائے قرآن کے ذریعے اپنے رب سے بات کیا کریں نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جو چاہے میں رب سے باتیں کروں (فلیقراء القرآن) وہ بیٹھ کر قرآن پڑھے ہم قرآن پڑھتے ہیں اللہ

قرآن اس طرح پڑھو کہ میرا رب میرے ساتھ، میری زندگی کے معاملات کے متعلق بات کررہا ہے

کی طرف سے بندوں کے لئے نازل ہوا جہاں دوزخ کا ذکر ہوتا ہے ہم کہتے ہیں یہ ابوجہل کے لئے ہے جہاں جنت کا ذکر ہے ہم کہتے ہیں ابوبکرؓ کے لئے ہے ہمارا اس سے کوئی لینا دینا نہیں ہم نے تو بس پڑھ دیا کسی مرے ہوئے کو بخش دو کوئی قریب المرگ ہے تو اس پر سورۃ یٰسین پڑھ دو جلدی مر جائے گا ارے یہ تو مردوں کو زندہ کرنے کے لئے تھی تم زندوں کو مارنے کے لئے استعمال کرتے ہو کہ۔

از زمین او آسمان دیگری

قرآن کی یہ تعبیر کس نے کی ہے کہ قرآن پڑھنے سے بندہ جلدی مر جاتا ہے یہ تو مردوں پہ پڑھتے تو زندہ ہو جاتے یہ تو حیات آفریں تھی یہ کس نے آپ کو بتا دیا کہ اس سے مرنا آسان ہے یہ خوشی کا ذریعہ ہے یہ تعبیر کس نے دی یہ تو مردہ قوموں میں زندگی پیدا کرتی تھی اس نے تو خانہ بدوشوں کو دنیا کا سلطان بنا دیا اس نے تو ڈاکوؤں کو عادل بنا دیا جاہلوں کو عالم و فاضل بنا دیا۔

خود نہ تھے جو راہ پر اوروں کے ہادی بن گئے
کیا نظر تھی جس نے مردوں کو مسیحا کر دیا

ہم میرے بھائی کسی جھگڑے میں پڑے بغیر اللہ سے قرآن کو پڑھو اور اس طرح پڑھو کہ اللہ مجھ سے یہ بات کہہ رہا ہے میرے ساتھ مخاطب ہے میری زندگی کو زیر بحث لا رہا ہے کہ تو نے اگر یہ کیا اس کا نتیجہ یہ ہوگا اگر تو یہ کرے گا تو اس کا نتیجہ یہ ہوگا یہ کام کرے گا میں تیرے ساتھ ہوں وہ کام کرے گا تو پھر تو جان اور شیطان جانے یہ کام کرے گا تو تیری دنیا و آخرت سنور جائیں گے یہ نہیں کرے گا وہ کرے گا تیرے دونوں عالم میں خسارہ ہوگا لیکن قرآن اس طرح پڑھو کہ میرا رب میرے ساتھ بات کر رہا ہے میری زندگی کی بات کر رہا ہے میرے پیدا ہونے اور اس سے پہلے کی بات کر رہا ہے میرے دنیا سے جانے اور اس کے بعد کی بات کر رہا ہے یہ سارا قصہ میرا

www.naqshbandiaowaisiah.com

ہے جو میرا رب میرے ساتھ بات کر رہا ہے یہ ساری بات میری گرد گھومتی ہے پھر آپ کو پتہ چلے گا کہ قرآن تو ایک ایک بندے کی ساری باتیں کرتا ہے ایک ایک بندے کی ساری ضرورتیں زیر بحث لاتا ہے ایک ایک بندے کی ساری مصیبتیں سامنے رکھتا ہے ایک ایک بندے کی ساری مشکلات پہ بات کرتا ہے اس نے تو قصہ ہی ختم کر دیا آسان کر دیا ہر جھگڑا کہ جب ضرورت پیش آئے بیٹھ جاؤ قرآن کھول کر رب سے بات کرلو راستہ بتا دے گا۔

(یجعل له مخرجا) تمہیں حل بتا دے گا اس بات کا اللہ کریم آپ سب کو توفیق دے اور اللہ کرے ہمیں اسلام کی صحیح تعبیر سمجھ آئے ہمیں اس کے مطابق عمل کی توفیق ہو اور ہم دنیا کو بتا سکیں کہ اسلام زندگی کے مسائل کا حل ہے ہمارے پاس آج اللہ کی دی ہوئی بہت بڑی نعمت افغانستان کی اسلامی سلطنت ہے جو طالبان نے ترتیب دی لیکن کیوں مار کھا رہی ہے ابھی تک معاشی نظام نہیں ترتیب دیا جا سکا۔ اگر مملکت اسلامیہ افغانستان کا معاشی نظام اسلام کے مطابق آج تک ڈھل چکا ہوتا شاید دنیا کے کئی ملکوں میں انقلاب آ چکا ہوتا کہ ہمیں وہ نظام چاہیے اور اگر وہ نہیں ڈھال سکتے خدانخواستہ اگر مملکت اسلامیہ افغانستان جس طرح آج تک اس پہلو سے غافل ہے اسی طرح رہی تو اسلامی ریاست کے چلنے کے امکان معدوم ہو جائیں گے تو چونکہ اللہ کے بندوں کو زمین پر رہنے کی ان کی اپنی مجبوریاں خود اللہ سے دور کر دیتی ہیں بندوں کے نزدیک سب رہیں گے اور اسلام بنیادی طور پر غیر مسلم کے لئے بھی اس کے انسانی حقوق کے تحفظ کی ضمانت دیتا ہے جان مال آبرو کی ضمانت دیتا ہے روزگار کی ضمانت دیتا ہے علاج معالجے کا ٹھیکہ لیتا ہے تعلیم و تعلم کا ٹھیکہ لیتا ہے ذمہ داری قبول کرتا ہے اللہ کرے مملکت اسلامیہ افغانستان کو معاشی نظام کا اسلامی سلیقہ اور اس سلیقے میں ڈھالنے والے لوگ مل جائیں اور اللہ کرے جس طرح ریاست بن گئی ہے اللہ کرے اس کا نصاب بھی اس طرح سے معاشی نظام اس طرح سے ڈھل جائے اگر آج تک ڈھل چکا ہوتا تو بجائے اس کے کہ طالبان حکومت خطرے میں ہوتی دوسری نئی ریاستیں خطرے میں ہوتیں اور لوگ اٹھ کھڑے ہوتے کہ ہمیں اس طرح کا نظام چاہیے اور یہی بات تھی جس نے روز اول اسلام کو کامیاب کیا کہ دنیا کی ساری آبادی اس طرف متوجہ ہو گئی تھی کہ اس طرح کا نظام چاہیے جس میں کوئی بندہ کسی کا محتاج نہیں ہے سارے بندے اللہ کے محتاج ہیں ہر کسی کی جان مال آبرو کو تحفظ ہے ہر ایک کے لئے روزگار کے مواقع ہیں ہر ایک کے گھر میں دیا جلتا ہے ہر ایک کا بچہ تعلیم پاتا ہے ہر ایک کی بیمار کو دوا پہنچتی ہے ہمیں وہ نظام چاہیے جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیا ہے اور ہمارے ہاں تو خیر سے تعبیریں ہی الٹی ہیں اللہ کرے کم ازکم ہمیں تعبیر تو صحیح مل جائے۔

خوشخبری
تنظیم الاخوان کے
پلیٹ فارم سے
بہت جلد
بچوں کا میگزین
شروع کیا جارہا ہے (انشاء اللہ)
اپنی تحریریں اس پتہ
پر ارسال کریں
دارالعرفان عقب عبداللہ پور ویگن سٹینڈ
ریلوے کالونی فیصل آباد

ہمارا مشن
رب کی دھرتی
رب کا نظام
منجانب۔ تنظیم الاخوان

www.naqshbandiaowaisiah.com

قبر کی زندگی

عالم برزخ کے چند مناظر

احیائے دین لائبریری ضلع کچہری سیالکوٹ نے مذکورہ عنوان کے تحت ایک کتابچہ شائع کیا ہے جس کے پیش کار محمد اکرام قریشی صاحب ہیں۔اس میں موت کے وقت اور موت کے بعد پیش آمدہ کچھ واقعات تحریر ہیں تاکہ مسلمان اپنے اعمال پر متنبہ ہوں۔

جس طرح اللہ تعالیٰ نے خارجی کائنات کے لئے اصول وضوابط متعین کر دیے ہیں اور ہمارا مشاہدہ بھی ہے کہ پوری کائنات کا نظام انہی اصولوں پر چل رہا ہے اور سارا تحقیقاتی کام انہی اصولوں کو مدنظر کیا جا رہا ہے کیونکہ یہ غیر متبدل ہیں (تفصیلات کا یہ موقع نہیں ہے) اسی طرح اس قادر مطلق نے بنی نوع انسان کے لئے بھی اصول وضوابط متعین کر دیے ہیں کہ کون سے اعمال کیسے نتائج پیدا کریں گے۔

اب یہ انسان کی اپنی صوابدید پر ہے کہ وہ ان پر عمل کرتا ہے یا نہیں جیسے کوئی اعمال کرے گا ویسے نتائج مرتب ہوتے جائیں گے اس دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی ان اصول وضوابط کو اللہ تعالیٰ ایسا نظام زندگی قرار دیتا ہے جن پر عمل کرنے والوں کی نہ صرف موجودہ زندگی بلکہ آنے والی زندگی بھی کامیابی وکامرانی سے گزرے گی۔اجتماعی طور پر ہم نے اس نظام کو مسترد کر دیا ہے اور اس کے نتیجے میں ذلت ومسکینی ہمارا مقدر بن گیا ہے۔غیر مسلم اقوام قہر الٰہی کی صورت میں ہم پر قابض ہیں۔ضرورت ہے کہ ہم قرآن کو سمجھ سوچ کر پڑھیں اس پر تدبر کریں تاکہ وحی الٰہی کی روشنی میں ہم اپنا نظام زندگی ڈھال سکیں اور اس کامیابی کے اہل ہو جائیں جس کی نصرت کا اللہ تعالیٰ نے وعدہ فرما رکھا ہے۔

پیش کردہ: محمد اکرام قریشی ایم۔اے

دنیا میں ہر قسم کے لوگ ملتے ہیں مگر موت کا منکر کوئی نہیں ملتا'' دنیا میں آنے والا ہر شخص موت کو برحق سمجھتا ہے کیونکہ یہ عام مشاہدے کی بات ہے کہ دنیا کی ہر چیز چاہے وہ جاندار ہے یا بے جان فنا کی طرف رواں دواں ہے۔موت کے بعد انسان کے ساتھ کیا معاملہ پیش آنے والا ہے۔قبر میں اس کا کیا حال ہوگا۔اور پھر یوم حساب کو یہی انسان کیونکر دوبارہ اٹھ کھڑا ہوگا۔ یہ ایسی باتیں ہیں۔ جو ہمارے مشاہدے میں نہیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ کی طرف سے دنیا میں مبعوث ہونے والے ہر نبی علیہ السلام نے اور سب سے آخر میں خاتم النبیین حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سب مراحل کو تفصیل کے ساتھ بیان فرمایا۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے بار بار ان کا ذکر فرمایا۔موت کے بعد دوبارہ زندہ ہونے پر اور یوم حساب پر دل سے ایمان لانا ہر مسلمان کے لئے ضروری ہے۔آج کل کے ماحول میں اگر کسی سے قبر حشر کی بات کی جائے تو اول تو وہ سنتا ہی نہیں اگر سنتا ہے تو توجہ نہیں دیتا یا پھر ایسا تاثر ملتا ہے کہ گویا یہ قبر وحشر کا معاملہ کسی دوسرے کیساتھ پیش آنا ہے۔بطور ڈاکٹر میں نے قریباً ایک سو مسلمانوں کو اپنے سامنے مرتے دیکھا اور میں اس جستجو میں رہا کہ اس مرنے والے کے آخری الفاظ کیا ہیں۔ سو مسلمانوں میں سے صرف تین کو آخری وقت کلمہ نصیب ہوا۔ان کے علاوہ باقی تمام دنیا کی باتیں کرتے ہوئے چلے گئے۔ مثلاً کسی نے ملک شیک مانگا تو کوئی گانے گا رہا تھا کوئی فلمی کرداروں کا نام بار بار لے رہا تھا تو کوئی ریڈر ڈائجسٹ مانگ رہا تھا اور کوئی شفعہ اور زمین داری کے معاملات کا ذکر کر رہا تھا۔

میری پچھلی چالیس سالہ زندگی میں جو کہ مریضوں کے علاج سے منسلک رہی ہے چند ایسے واقعات دیکھنے اور سننے میں آئے ہیں جن کو تحریر کرنا ضروری سمجھتا ہوں تاکہ پڑھنے والے کے لئے مفید ثابت ہوں۔ اللہ عزوجل ہم سب کو آخرت کی کبھی نہ ختم ہونے والی زندگی کی تیاری کرنے کی توفیق عطا فرمائیں۔ (آمین)

شہید کی نعش:۔

یہ قریباً تیس سال پہلے کا واقعہ ہے۔ میرے ایک دوست محکمہ انہار میں سپرینڈنٹ انجینیر تھے۔ان کا ایک بیٹا پاگل تھا جس کو وہ اکثر باندھ کر رکھتے تھے۔ورنہ وہ گھر کی اشیاء توڑ پھوڑ دیتا۔ ایک روز نوکر کی بے توجہی کی وجہ سے وہ لڑکا ڈرائنگ روم میں گھس گیا اور ہزاروں روپے کا نقصان کر ڈالا۔ وہ دوست اس لڑکے کو پکڑ کر میرے پاس لائے اور قریباً روتے ہوئے کہا کہ ڈاکٹر صاحب اس کا کچھ کریں اس نے ہمارا ناک

www.naqshbandiaowaisiah.com

ہیں دم کیا ہوا ہے ورنہ میں اس کا گلا گھونٹ دوں گا۔ میں نے انہیں سمجھاتے ہوئے کہا میاں اللہ سے ڈرو۔ایسی بات مت کرو ورنہ قیامت کے روز یہ تمہارے لئے سزا کا سبب بن جائے گا اس پر وہ کہنے لگے کہ مرنے کے بعد (نعوذ باللہ) کس نے جینا ہے اور کون پوچھے گا۔ میں اس پر چپ رہا کہ کہیں مزید کفر یہ کلمات نہ کہہ ڈالیں۔ چنانچہ بات ختم ہوگئی۔

چند دنوں کے بعد میرے وہ دوست ڈیرہ غازیخان کینال (جو تونسہ بیراج سے نکالی جارہی تھی اور اس کی کھدائی کا کام مکمل ہو چکا تھا) کے معائنے کے لئے گئے۔وہاں پہنچنے پر دیکھا کہ مزدور ایک جگہ جمع ہیں اور شور مچا ہوا ہے۔ انجنیر صاحب کو دیکھ کر مزدور ان کے پاس آئے اور بتایا کہ نہر کی تہہ میں ایک سوراخ سے انسانی جسم کا ایک حصہ نظر آرہا ہے انجینئر صاحب نے خود جا کر دیکھا اور اوپر والی مٹی ہٹانے کو کہا جب مٹی ہٹائی گئی تو نیچے سے پوری انسانی نعش نظر آرہی تھی۔ اس نعش میں دو باتیں حیران کن تھیں ایک تو اس کے کپڑے خون آلودہ تھے جس سے اندازہ ہوا کہ یہ کسی شہید کی نعش ہے دوسرے اس کے منہ کے اوپر ایک پھل نما چیز رکھی ہوئی تھی جس میں وقفہ وقفہ کے بعد کچھ قطرے نعش کے منہ میں گر رہے تھے۔ نہر کی گہرائی قریباً بیس فٹ تھی۔ اور یہ نعش اس سے بھی نیچے مٹی میں محفوظ تھی۔ جس سے یہ اندازہ ہوا کہ اس آدمی کو دنیا سے کوچ کئے صدیاں گزر چکی ہیں۔

اسی شام کو انجینئر صاحب میرے گھر آئے اور مجھے پورا قصہ سنا کر کہنے لگے کہ قرآن پاک میں یہ جو کہا گیا ہے کہ شہیدوں کو مردہ مت کہو بلکہ یہ زندہ ہیں اور رزق دیئے جاتے ہیں' میں آیت کی زندہ مثال دیکھ کر آیا ہوں اور مجھے مکمل یقین ہو گیا ہے کہ مرنے کے بعد بھی ایک زندگی ہے جس میں یوم حساب بھی ہے کیونکہ اگر ایسا نہ ہوتا تو زمین اس شہید کی نعش کو بھی کھا جاتی جو صدیوں سے زمین کے اندر محفوظ ہے کہنے لگے کہ ایسا لگتا تھا جیسے یہ مردہ اس وقت کے انتظار میں ہے جب اللہ تعالیٰ دوبارہ اس میں روح پھونکیں گے اور یہ یوم حساب کے لئے اٹھ کھڑا ہوگا۔

میں نے انجینئر صاحب سے عرض کیا کہ آپ کے اور ہمارے قیامت پر ایمان لانے میں فرق ہے۔ ہم تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بات سن کر ایمان لے آئے اور آپ نے جب تک مشاہدہ نہیں کیا آپ کو یقین نہ آیا۔

اس واقعہ کے بعد انجینئر صاحب اپنے لڑکے کو نقصان پہنچانے کے ارادے سے بھی باز آ گئے اور آخرت کے بارے میں اپنی سابقہ آزاد خیالی سے بھی پکی توبہ کر لی۔

حضرت حمزہ کی قبر کشائی:۔

یہ ۱۹۶۸ء کا واقعہ ہے میں سعودی عرب میں بریدہ کے مقام بطور فزیشن کام کر رہا تھا۔ جمعہ کے روز زیارت کے لئے مدینہ منورہ حاضر ہوا۔ وہاں اپنے ایک ڈاکٹر دوست کے پاس قیام کیا۔ ڈاکٹر صاحب بیمار تھے اور کافی مریض ان کا انتظار کر رہے تھے۔ڈاکٹر صاحب نے مجھے مریض دیکھنے کے لئے کہا۔ چنانچہ میں نے مریضوں کو دیکھ کر فارغ کر دیا ان میں سے ایک بوڑھا بدو مجھے احد پہاڑ کے پاس مریض دکھانے کے لئے لے گیا۔شہدا احد کے قبرستان کے پاس ہی خیمہ میں مریض پڑا ہوا تھا میں نے اسے دیکھ کر نسخہ لکھ دیا اس کے بعد وہ شخص مجھے حضرت حمزہؓ کی قبر پر لے گیا اور بتایا کہ آج سے پچاس سال پہلے حضرت حمزہؓ کی قبر نیچے وادی میں تھی ایک دفعہ زبردست بارش ہوئی تو حضرت حمزہؓ کی قبر زیر آب ہوگئی جو ان دنوں حجاز کے حکمران تھے کو خواب میں حضرت حمزہؓ کی زیارت ہوئی۔ حضرت حمزہؓ نے شریف مکہ کو کہا کہ مجھے بارش کا پانی تنگ کر رہا ہے اس کا بندوبست کرو۔ شریف مکہ نے علماء کو بلا کر ان سے مشورہ کیا۔ جب قبر کھودا گیا تو واقعی اس میں پانی رس رہا تھا۔ چنانچہ حضرت حمزہؓ کی نعش کو اونچی جگہ منتقل کرنے کا پروگرام بنایا گیا۔ بوڑھے بدو نے بتایا کہ قبر کھودنے والوں میں وہ بھی شامل تھا کھدائی کے دوران کدال کی معمولی سی ضرب غلطی سے نعش کے ٹخنے پر جا لگی ۔ یہ دیکھ کر سب حیران رہ گئے کہ وہاں سے تازہ خون جاری ہوگیا۔ چنانچہ اس جگہ پر پٹی باندھی گئی حضرت حمزہؓ کے جسم کو کھولا گیا تو دیکھا کہ جسم کے نچلے حصے پر کفن موجود ہے زخموں سے تازہ خون رس رہا ہے آنکھ نکلی ہوئی اور کان اور ناک کٹے ہوئے ہیں اور پیٹ چاک ہے

www.naqshbandiaowaisiah.com

وہاں پر موجود سب لوگوں نے حضرت حمزہؓ کی زیارت کی اور اس حالت میں ان کو پرانی قبر سے نکال کر اونچی جگہ پر دوبارہ دفن کیا گیا۔

یہ سارا ماجرہ بدو نے مجھے اس لئے بتایا تھا کہ میں مرنے کے بعد کی زندگی پر یقین آ جائے اگر مرنے کے بعد کوئی زندگی نہ ہوتی تو حضرت حمزہؓ جن کو شہید ہوئے چودہ سو سال کا عرصہ گزر چکا ہے اس طرح زمین میں محفوظ نہ ہوتے۔

قبر میں خوشبو۔

چند برس پہلے کی بات ہے راجن پور کے قبرستان میں ایک مردے کو دفن کرنے کے لئے ایک قبر تیار کی گئی ۔ابھی تک لوگ مردے کو لے کر پہنچے نہیں تھے کہ پورے قبرستان میں عجیب فرحت انگیز خوشبو مہک رہی تھی لوگ حیران ہوئے کہ یہ خوشبو کہاں سے آ رہی ہے جبکہ قبرستان میں صرف دو جال کے درخت اور چند جنگلی پودے تھے جو کہ خوشبو نہیں دے سکتے تھے۔ تلاش کرنے پر معلوم ہوا کہ خوشبو کا منبع نئی تیار کی گئی قبر کی تہہ میں موجود ایک سوراخ ہے لوگوں نے جب اس سوراخ کو بڑا کیا تو نیچے سے ایک اور قبر نکلی جس میں ایک سفید ریش بزرگ ہمیشہ کی نیند سو رہے تھے قابل حیرت بات یہ تھی کہ ان کی نعش کے اوپر ایک بڑا پھول پڑا ہوا تھا۔ اور خوشبو دے رہا تھا۔ تمام شہر کے لوگوں نے یہ منظر دیکھا۔

حضرت مولانا احمد علی لاہوری لاہور میں فوت ہوئے اور وہیں دفن ہوئے دفن کے بعد ان کی قبر سے خوشبو آنا شروع ہوئی۔ عقیدت مندوں نے قبر کی مٹی جس سے خوشبو آ رہی تھی اٹھانا شروع کر دی بتانے والے بتاتے ہیں کہ قبر کے ارد گرد گڑھے پڑنے شروع ہو گئے جن کو باہر سے مٹی لا کر بھر دیا جاتا اور اس مٹی سے پھر خوشبو شروع ہو جاتی۔ یہ سلسلہ چالیس روز تک جاری رہا میں ان دونوں سعودی عرب میں بطور فزیشن کام کر رہا تھا وہاں پر مجھے حضرت لاہوری صاحب کے ایک مرید نے ان کی قبر کی مٹی دکھائی جس میں اس وقت تک خوشبو آ رہی تھی۔

نیک آدمی کا آخری کلمہ:۔

ڈاکٹر نوازش علی بھٹہ بی ۔وی ہسپتال بہاولپور میں آنکھوں کے سرجن تھے بہت ہی نیک انسان تھے ان کی جگر کی بیماری کی وجہ سے یرقان ہو گیا بیماری اتنی بڑھی کہ ان کی آنکھوں کی پتلیاں پھیل گئی تھیں دل کی دھڑکن بند ہو چکی تھی ان کے بیوی اور بچوں نے جو اس وقت کمرے میں موجود تھے رونا شروع کر دیا۔ میں نے ان کے بڑے بھائی اور بیوی کو کلمہ پڑھنے کی تلقین کی اور یہ بتایا کہ ڈاکٹر بھٹہ اس دنیا سے رخصت ہو رہے ہیں اس موقع پر رونے کی بجائے کلمہ پڑھنا چاہیے۔ چنانچہ انہوں نے بلند آواز میں کلمے کا ورد شروع کر دیا اچانک ڈاکٹر بھٹہ نے آنکھیں کھول دیں بستر پر اٹھ بیٹھے کلمہ پڑھا اور کہا کہ ڈاکٹر نور تم گواہ رہنا میں کلمہ پڑھ کر اللہ کے ہاں جا رہا ہوں اس کے بعد وہ دوبارہ بستر پر لیٹ گئے اور ان کا انتقال ہو گیا۔

مرتے وقت عربی میں کلام:۔

چند سال قبل میں ایک فالج سے مریض کو دیکھنے کے لئے گیا۔ مریض کی حالت کافی خراب تھی اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ چند گھڑی کا مہمان ہے ۔ بہر حال میں نے اس کا معائنہ کیا دوران معائنہ بات چیت کرنے کی کوشش کی مگر ناکام رہا۔ پھر میں نے مریض سے عربی میں اس کا نام پوچھا اس نے جواب دے دیا عربی میں منہ کھولنے کو کہا تو مریض نے منہ کھول دیا عربی میں آنکھیں کھولنے کو کہا تو اس نے آنکھیں بھی کھول دیں تھوڑی دیر بعد انتقال ہو گیا۔ لواحقین سے پوچھنے پر معلوم ہوا کہ یہ مریض بالکل جاہل تھا۔ عربی تو کیا اردو بھی نہیں جانتا تھا علماء کرام سے سنا تھا برزخ اور آخرت کی زبان عربی ہوگی ۔اور قبر کے سوال و جواب بھی عربی میں ہوں گے۔ غالباً اسی چیز کا اللہ نے اپنی قدرت سے مشاہدہ کروایا تھا۔

عذاب قبر ایک حقیقت ہے:۔

چند سال قبل ایک جماعت کے ساتھ جانا ہوا مانسہرہ سے آگے ایک چھوٹے سے قصبے میں پہنچے مسجد میں سامان رکھا اور تعلیم شروع کی۔ مسجد سے باہر ادھر ادھر کافی لوگ فارغ بیٹھے تھے ہم لوگ ان کے پاس گئے اور مسجد میں آنے کی دعوت دی تا کہ وہ تعلیم میں شریک ہو سکیں ۔ کچھ لوگ ہمارے ساتھ مسجد آنے پر تیار ہو گئے۔ ایک صاحب نے کہا کہ میں نماز کے وقت آؤں گا اور نماز

www.naqshbandiaowaisiah.com

سے بعد عذابِ قبر کا ایک واقعہ آپ لوگوں کو سناؤں گا۔ چنانچہ ظہر کی نماز کے بعد یہ صاحب ہمارے پاس بیٹھ گئے۔ اپنا تعارف کروایا کہ وہ ریٹائرڈ فوجی جوان ہے۔ 1965ء کی پاک و ہند جنگ میں ایک قبرستان میں اسلحے کا ایک عارضی ذخیرہ بنایا گیا تھا اور کچھ اور نوجوانوں کے ساتھ اس کی بھی وہاں پہرے پر ڈیوٹی تھی دن کا وقت تھا اور کوئی خاص کام نہیں تھا چنانچہ اس نے قبرستان میں گھومنا شروع کر دیا۔ ایک پرانی قبر کے پاس گزر ہوا تو یوں محسوس ہوا جیسے قبر کے اندر سے ہڈیاں ٹوٹنے کی آواز آ رہی ہو۔ اس فوجی جوان نے بتایا کہ میں نے بندوق کے بٹ کے ساتھ قبر کی اینٹیں ہٹائیں تاکہ دیکھوں کہ یہ آواز کیسی ہے جیسے جیسے میں مٹی ہٹاتا یہ آواز اور تیز ہوتی گئی اور میری دلچسپی اور خوف بھی بڑھتا گیا دن کا وقت تھا روشنی خوب پھیلی ہوئی تھی کیا دیکھتا ہوں کہ قبر کے اندر انسانی ہڈیوں کا ڈھانچہ پڑا ہے اور اس پر چوہے کی شکل کا ایک جانور بیٹھا ہوا ہے اور جب وہ اپنا منہ اس ڈھانچے پر مارتا ہے تو سارا ڈھانچہ اکڑ جاتا ہے اور ہڈیوں کے ٹوٹنے اور چٹخنے کی آواز آتی ہے۔ میرے سامنے تین مرتبہ اس جانور نے اپنا منہ ہڈی پر مارا۔ مجھے بہت ترس آیا کہ یہ جانور مردے کو تکلیف پہنچا رہا ہے چنانچہ رائفل سے جب میں نے اس جانور کو مارنے کا ارادہ کیا تو وہ مٹی میں چھپ گیا تھوڑی دیر کے بعد وہ جانور قبر سے نکل کر میری طرف لپکا میرے اوپر ایسی دہشت سوار ہوئی کہ میں اسے مارنا بھول کر بھاگ کھڑا ہوا کافی دور جانے کے بعد میں نے مڑ کر دیکھا تو وہ جانور میرے پیچھے تیزی سے بھاگا آ رہا تھا قریب ہی پانی کا ایک جوہڑ تھا اس جانور سے بچنے کے لئے میں اس جوہڑ میں داخل ہو گیا۔ میں نے پیچھے مڑ کر دیکھا کہ وہ جانور جوہڑ کے کنارے پر آ کر رک گیا اور تھوڑے توقف کے بعد اس نے اپنا منہ پانی میں ڈال دیا۔ یکایک پانی کھولنے لگا۔ میں بھاگ کر جوہڑ سے باہر نکلا۔ میری ٹانگیں جل رہی تھیں۔ جلد سرخ ہو چکی تھی آبلے بھی پڑ چکے تھے درد کی شدت سے میرا چلنا محال تھا میں نے اپنے ساتھیوں کو آواز دی چنانچہ مجھے ایبٹ آباد کے ہسپتال میں داخل کروایا گیا اور پھر وہاں سے راولپنڈی کے بڑے فوجی ہسپتال (C.M.H) میں منتقل کر دیا گیا۔ میری ٹانگوں کا گوشت گلنا شروع ہو گیا۔ اور ہر وقت بدبودار پیپ اور خون رستا رہتا تھا کسی علاج سے افاقہ نہ ہوا تو مجھے علاج کے لئے امریکہ بھجوایا گیا مگر مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی اس وقت دونوں ٹانگوں کی صرف ہڈیاں بچ گئیں ہیں گوشت آہستہ آہستہ گل کر علیحدہ ہوتا جا رہا ہے اور ہر وقت مردے کی سی بدبو آتی رہتی ہے پھر اس نے ہمیں اپنی دونوں ٹانگیں دکھائیں جن پر پٹیاں بندھی ہوئی تھیں۔

قبر کی آگ:۔

یہ 1953ء کا واقعہ ہے۔ میں ایم۔بی۔بی۔ایس کے دوسرے سال میں تعلیم حاصل کر رہا تھا ہمیں تشریح البدن (اناٹومی) کا مضمون پڑھنے کے لئے انسانی ہڈیوں کی ضرورت پڑتی تھی۔ کالج ابھی نیا نیا بنا تھا اور انسانی ہڈیوں کا ذخیرہ بہت محدود تھا۔ چنانچہ میرے چند دوستوں نے نشتر میڈیکل کالج کے ساتھ والے قبرستان جو ان دنوں قلعہ والا قبرستان کہلاتا تھا کی طرف رجوع کیا قبرستان کے مجاور سے جا کر بات کی کچھ پس و پیش کے بعد وہ بائیس ۲۲ روپے میں پورا انسانی ڈھانچہ فراہم کرنے پر رضا مند ہو گیا لڑکے رات کو ایک بوری اور بائیس ۲۲ روپے مجاور کو دے آتے اور اگلے روز ان کو پورا انسانی ڈھانچہ مل جاتا۔ مجاور کا یہ کاروبار چلتا رہا۔

کچھ عرصے کے بعد مجھے انسانی کھوپڑی کی ضرورت پیش آئی۔ میں قبرستان گیا۔ اور مجاور سے ملا۔ وہ اس وقت مسجد میں بیٹھا تھا۔ میرے اصرار کے باوجود اس نے انسانی ہڈی فراہم کرنے سے صاف انکار کر دیا۔ جب میں نے اصرار کے ساتھ وجہ پوچھی تو اس نے بتایا کہ چند دن قبل جب اس نے ایک قبر کھولی تو قبر میں سے آگ کا ایک شعلہ نکلا جس نے اس کا پیچھا کیا مجاور نے مزید بتایا کہ وہ پوری تیزی سے جان بچانے کے لئے بھاگا۔ مگر آگ نے اس کا پیچھا نہ چھوڑا۔ جب وہ بھاگتے بھاگتے مسجد میں داخل ہو گیا تو وہ آگ واپس چلی گئی۔ اس نے بتایا کہ اب اس نے پکی توبہ کر لی ہے کہ کبھی قبروں کی توہین نہیں کرے گا۔ میں نے اس سے پوچھا کہ کوئی اور واقعہ جو اسے پیش آیا ہو سنائے تو اس نے بتایا کہ

www.naqshbandiaowaisiah.com

پیسے کے لالچ میں جب اس نے قبر کو کھولا تو اس کو بے حد وسیع پایا۔ قبر خوشبو سے مہک رہی تھی۔ اور ایک بزرگ بیٹھے تلاوت کر رہے تھے۔ یہ دیکھ کر اس نے قبر کو فوراً بند کر دیا۔

کافی عرصہ قبل جب میں نشتر ہسپتال میڈیکل وارڈ کا رجسٹرار تھا تو میرے وارڈ میں دو ۲ مزدور بے ہوشی کی حالت میں داخل ہوئے۔ ہوش آنے کے بعد وحشت زدہ ہو کر پھر چیخنا چلانا شروع کر دیا۔ علاج کے بعد جب ان کی حالت کچھ سنبھلی تو انہوں نے بتایا کہ ملتان کے ایک مشہور معروف آدمی کی قبر کو اس لئے کھودا جا رہا تھا کہ ان کی نعش کو خاص جگہ پر منتقل کیا جائے جب قبر کھولی گئی تو مردہ کی شکل کو دیکھ کر وہ اتنے خوفزدہ ہوئے کہ بے ہوشی طاری ہو گئی اس مردے کے لواحقین نے جب مردے کی یہ حالت دیکھی تو جلدی سے قبر کو بند کروایا۔ اس واقعہ کا تذکرہ وقت کے اخبارات میں بھی چھپا۔

احمد پور شرقیہ میں ایک نیک خاتون دینی مدرسہ کی مہتمم تھی۔ اس کو ایک لاعلاج مرض لاحق ہو گیا۔ میرے پاس بہاول پور وکٹوریہ ہسپتال میں داخل ہوئی اور وہیں وفات پائی ان کے علاج پر اٹھنے والے اخراجات کراچی سے ایک حاجی صاحب (جو ہمارے ایک پروفیسر صاحب کے سسر ہیں) بھیجا کرتے تھے۔ جب یہ نیک خاتون فوت ہو گئی تو حاجی صاحب کو کراچی میں اطلاع دی گئی وہ تشریف لائے اور رسید ھے اس بی بی کی قبر پر گئے واپس آ کر سب سے پہلے مجھے یہ خوشخبری سنائی کہ اللہ تعالیٰ نے بی بی کی قبر میں اپنی خاص رحمتیں نازل فرمائیں ہیں۔

اگلے روز حاجی صاحب پھر قبرستان تشریف لے گئے جب واپس لوٹے تو بے حد غمگین تھے۔ آتے ہی رونا شروع کر دیا کھانا پینا بند کر دیا مگر نماز کی پابندی جاری رہی ہر وقت استغفار میں مشغول رہتے تین دن کھانا پینا بند کرنے کی وجہ سے بہت کمزور ہو گئے تو ڈاکٹر صاحب جو ان کے داماد تھے لے گئے میں جب وہاں پہنچا تو دیکھا کہ حاجی صاحب مسجد میں پڑے ہوئے آہستہ آہستہ اللہ سے استغفار اور آہ و زاری کر رہے ہیں آواز میں اتنا درد اور سوز تھا کہ پاس بیٹھنے والے پر بھی گریہ طاری ہو جاتا تھا میں انہیں اپنی طرف متوجہ کرنے کی کوشش کی میرے بار بار کے اصرار پر انہوں نے بتایا کہ حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ نے ان کو کشف قبور کا وظیفہ بتایا تھا وہ انہوں نے پہلے روز اس بی بی کی قبر پر کیا تو نہایت اچھی خبر ملی دوسرے روز ساتھ والی قبروں پر وہی وظیفہ پڑھا تو دیکھا کہ سب قبریں آگ سے بھری ہوئی ہیں اور مردے آگ میں تڑپ رہے ہیں کسی قبر میں آگ کم ہے کسی میں زیادہ حتی کہ پورے قبرستان میں صرف تین قبریں اس آگ سے محفوظ تھیں۔

حاجی صاحب نے فرمایا کہ یہ منظر دیکھ کر روؤں نہ تو اور کیا کروں کہ اللہ سے ان کے لئے تخفیف عذاب کی دعا مانگ رہا ہوں ایسا دردناک عذاب ہے کہ اگر آپ دیکھ لیں تو ذہنی توازن کھو بیٹھیں یا دہشت سے مر جائیں پھر حاجی صاحب نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی سنایا جس کا مفہوم یہ ہے کہ عذاب قبر اس قدر دردناک ہے کہ اگر انسان اس کو دیکھ پائیں تو پاگل ہو کر جنگلوں میں بھاگ جائیں اور اپنے مردے دفن کرنا بند کر دیں۔

میں نے حاجی صاحب سے پوچھا کہ قبریں آگ سے کیوں بھری ہوتی ہیں۔ تو انہوں نے بتایا کہ ایک نماز چھوڑنے کی وجہ سے دوسرے استنجا سے بے توجہی کرنے کی وجہ سے۔

اس دردناک نظارہ کی وجہ سے حاجی صاحب اکثر رویا کرتے تھے اور اسی حال میں انکا انتقال ہو گیا۔

اعمال سانپ کی صورت میں:۔

سرگودھا شہر کا واقعہ ہے ایک محلے میں جماعت ٹھہری ہوئی تھی۔ جماعت کے کچھ ساتھی محلے میں گشت کے لئے نکلے انہوں نے دیکھا کہ ایک مکان سے بہت سارے مرد اور عورتیں خوفزدہ ہو کر جلدی سے نکل رہے ہیں دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ وہاں ایک آدمی فوت ہو گیا تھا اور اس کے تمام رشتہ دار اکٹھے تھے ابھی مردہ کو نہلانے کی تیاری ہو رہی تھی کہ ایک بہت بڑا سانپ کہیں سے آیا اور اس نے میت کو اپنی لپیٹ میں لے لیا۔ جس کی وجہ سے میت کے رشتہ دار گھر سے باہر بھاگ گئے جماعت کے ساتھی مکان کے اندر گئے تو واقعی ایسا ہی پایا جماعت والوں نے میت کے لواحقین کو بتایا۔ کہ یہ سانپ نہیں بلکہ اعمال کا وبال ہے

اس سے چھٹکارا حاصل کرنے کی ایک ہی صورت ہے کہ خوب گڑگڑا کر اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی جائے اور میت کی لئے استغفار کی جائے۔ میت کے رشتہ دار اتنے خوفزدہ تھے کہ انہوں نے قریب جانے سے انکار کردیا۔ جماعت والوں نے استغفار اور ذکر کا اہتمام کیا کچھ دیر کے بعد وہ سانپ غائب ہوگیا۔

چنانچہ میت کو نہلایا کفن پہنایا گیا۔ جب میت کو دفن کرنے کے لئے قبر کے پاس لے جاکر رکھا تو دیکھا کہ ایک بڑا سانپ قبر میں بھی موجود ہے جو کہ قبر کھودتے وقت وہاں نہیں تھا۔ بڑی مشکل سے میت کو قبر میں اتارا گیا۔ جونہی میت کو قبر کے حوالے کیا سانپ پھر میت کے گرد لپٹ گیا۔ چنانچہ وہ لوگ جلدی سے قبر کو بند کرکے واپس آگئے۔

قبر میں بچھو:۔

دس سال پہلے کا ذکر ہے میں قائداعظم میڈیکل کالج میں بطور پرنسپل کام کر رہا تھا' قریب کی بستی سے ایک ڈسپنسر اپنے ایک قریبی عزیز کے مرض کے بارے میں مشورہ کرنے کے لئے آیا کرتا تھا ایک دن اس نے بتایا کہ اس کی بستی میں ایک حجام فوت ہوگیا جب اس پر نزع کی کیفیت طاری ہوئی تو لوگوں نے اس کو بلایا اور کہا کہ کلمہ پڑھ (حالانکہ یہ غلط طریقہ تھا) اس نے کلمہ نہ پڑھا۔ لوگوں نے پھر اسے ہلایا اور کلمہ پڑھنے کو کہا موت کی سختی کی وجہ سے اس نے کلمے کو گالی دی۔ تھوڑی دیر بعد اس کا انتقال ہوگیا۔ جب دفن کرنے لگے تو دیکھا کہ قبر بچھوؤں سے بھری ہوئی ہے لوگوں نے قبر کو بند کردیا۔ دوسری جگہ قبر کھودی گئی جب میت کو قبر میں اتارنے لگے تو دیکھا کہ وہ قبر بھی بچھوؤں سے بھری ہوئی ہے چنانچہ اسی حالت میں مردے کو قبر میں رکھ کر قبر کو بند کردیا گیا۔

علماء کرام سے سنا ہے کہ نزع کے عالم میں مرنے والے کو کلمہ پڑھنے کے لئے نہیں کہنا چاہیے بلکہ اس کے قریب مناسب آواز میں کلمے کا ورد کرنا چاہیے۔

ایک ڈاکٹر صاحب کا واقعہ:۔

یہ واقعہ ایک ڈاکٹر صاحب کے ساتھ پیش آیا جسے ان کی زبانی نقل کیا جارہا ہے۔

۱۹۶۱ء میں ایک وارڈ میں بطور رجسٹرار کام کر رہا تھا۔ ایک رات عجیب خواب دیکھا جس کی وجہ سے چھ ماہ تک بیمار رہا۔ خواب میں مجھے ایک قبر کے اندر لے جایا گیا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ ایک مردہ تڑپ رہا ہے یوں معلوم ہوتا تھا کہ سخت اذیت میں ہے۔ اس کا منہ کھلا ہوا تھا مگر منہ سے آواز نہیں نکلتی دیر تک یہی حالت رہی اور پھر سکون ہوگیا۔ تھوڑی دیر بعد میں نے دیکھا کہ ایک تیسرا شخص ایک چمکدار چابک جیسی چیز اس میت کی پیشاب کی نالی میں داخل کر رہا ہے جس کی اذیت سے وہ مردہ پھر ویسے ہی تڑپنے لگتا ہے مردہ کی تکلیف اور اذیت دیکھ کر مجھ سے نہ رہا گیا۔ میں نے اس شخص سے پوچھا کہ اس میت کو یہ عذاب کیوں دیا جارہا ہے اس نے بتایا کہ یہ مردہ دنیا کی زندگی میں زنا کار تھا اور جب سے مرا ہے اسے یہی عذاب دیا جا رہا ہے میں کافی دیر تک یہ معاملہ دیکھتا رہا۔ مجھے مردے کی حالت پر بہت رحم آیا۔ ابھی میں یہ منظر دیکھ ہی رہا تھا کہ کسی نے پکڑ کر مجھے زمین پر لٹا دیا اور ویسی ہی چمکدار چابک نما چیز کسی نے میری پیشاب کی نالی میں داخل کردی مجھے اس شدت کی تکلیف ہوئی کہ میں ماہی بے آب کی طرح تڑپنے لگا آج بھی جب مجھے یاد آتا ہے تو میرے رونگٹے کھڑے ہوجاتے ہیں بہر حال کافی دیر تک میں تڑپتا رہا جب ہوش آیا تو اپنے بستر کو گیلا پایا اور تکلیف کی شدت ابھی تک محسوس ہو رہی تھی۔ میں سمجھا کہ میرا پیشاب نکل گیا ہے لیکن دیکھا کہ تکیہ تک پانی میں بھیگا ہوا تھا اس کے بعد جب میں نے پیشاب کیا تو وہ خون کی طرح سرخ تھا اور یہ خون والا پیشاب چھ ماہ تک جاری رہا۔ اور اس دوران میں بہت کمزور ہوگیا۔ ہر قسم کی لیبارٹری ٹیسٹ کروائے مثانے کے ایکسرے وغیرہ کروائے بہت سے ڈاکٹر صاحبان سے مشورہ کیا اور علاج کروایا لیکن نہ تو اس بیماری کی وجہ معلوم ہوسکی اور نہ ہی افاقہ ہوا اس دوران میں نے ملازمت سے بھی چھٹی لے لی۔ آخر کار دعا اور توبہ استغفار کی طرف متوجہ ہوا تو اللہ تعالیٰ نے اس مصیبت سے نجات دی۔

عذاب قبر کی وجہ سے مردے کی چیخ و پکار:۔

چند سال قبل ایک جماعت کے

ساتھ ایبٹ آباد جانا ہوا۔ شہر کے قریب ایک بستی کی مسجد میں قیام کیا۔ مسجد کے ساتھ ہی قبرستان تھا پروگرام کے مطابق ہم لوگوں نے گشت کر کے مقامی لوگوں کو مسجد میں اکٹھا کیا اور قبر وحشر کی بات شروع کی بات سنتے ہی مقامی لوگوں نے بلند آواز میں رونا شروع کر دیا۔ ہم لوگ پریشان ہو گئے کہ اتنا اثر تو آج تک کسی نے بھی نہیں لیا اور نہ ہی ہمارے اوپر ہوا ہے ہمارے استفسار پر ایک مقامی ساتھی نے بتایا کہ اصل میں بستی والے عذاب قبر کا نمونہ دیکھ چکے ہیں پھر اس نے ایک قبر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بتایا کہ یہ عورت کی قبر ہے جس کو مرے ہوئے قریبا ساٹھ سال بیت چکے ہیں ایک روز صبح کی نماز کے بعد قبرستان سے چیخنے چلانے کی آوازیں آنا شروع ہو گئیں تلاش اور جستجو کے بعد معلوم ہوا کہ یہ آوازیں اس قبر کے اندر سے آرہی ہیں قبر بہت پرانی اور پختہ تھی جوں جوں دن چڑھتا گیا آوازیں بلند ہوتی گئیں۔ بستی والوں پر عجیب دہشت سی طاری ہوئی عورتوں اور بچوں نے بھی رونا شروع کر دیا۔ چنانچہ ایک عالم دین کو بلایا گیا تو انہوں نے بتایا کہ قبر کے اندر عورت کو عذاب ہو رہا ہے اور اللہ تعالیٰ نے اس کا نمونہ آپ سب بستی والوں کو آخرت کی طرف متوجہ کرنے کے لئے دکھایا ہے کہ اس دنیا میں اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی مان کر چلو گے تو اس بڑے حادثے سے بچ جاؤ گے چنانچہ سب لوگوں نے اذکار استغفار درود شریف اور قرآن مجید پڑھ کر مرحومہ کی روح کو ایصال ثواب پہنچایا اور عصر کے وقت وہ خوفناک چیخ و پکار بند ہوئی۔ ہم لوگ جب بھی قبر اور آخرت کی بات کرتے تو بستی والوں پر گریہ طاری ہو جاتا۔

موت کے چند مناظر، مرتے وقت ملک الموت کا نظر آنا۔

(۱) میرے ہمسائے میں ایک شخص کی حالت بگڑ گئی مجھے بلایا گیا۔ میں وہاں پہنچا تو دیکھا کہ مریض پر نزع کی کیفیت طاری ہے اور وہ ایک سمت میں اشارہ کر کے کہہ رہا تھا کہ یہ مجھے لینے کے لئے آیا ہے اور لے جائے گا لیکن لڑکی کا کیا بنے گا یہ کلمات اس نے تین مرتبہ دہرائے اور پھر اس کی روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی۔

(۲) میری ایک عزیزہ علاج کے لئے میرے پاس ملتان آئی ہوئی تھیں۔ ایک دن ہم بیٹھے ہوئے تھے کہ اچانک وہ ایک طرف دیکھ کر کہنے لگی کہ یہ کون آیا ہے پھر کہنے لگیں کہ مجھے جلدی گھر پہنچاؤ میرے دنیا سے جانے کا وقت قریب ہے چنانچہ ان کو گھر پہنچایا گیا تھوڑی دیر بعد ان کا انتقال ہو گیا۔

(۳) روجھان روڈ پر ایک بس تیزی سے اپنی منزل کی طرف جارہی تھی اچانک ڈرائیور نے بریک لگائی اور کنڈیکٹر سے کہا کہ سواری چڑھالو کنڈیکٹر نے گیٹ کھول کر دیکھا تو باہر کوئی بھی مسافر نہ تھا چنانچہ اس نے چلو چلو کی آواز لگا دی لیکن ڈرائیور نے بس نہ چلائی ڈرائیور کے قریب جا کر دیکھا تو اس کا سر سٹیرنگ پر ڈھلکا ہوا تھا اور اس کی روح پرواز کر چکی تھی یہ واقعہ مجھے اس بس کے ایک مسافر نے سنایا۔

مرتے وقت اپنی محبوب چیز کا طلب کرنا۔

میرا ایک عزیز خورد و نوش کا بہت شوقین تھا نتیجتاً اسے شوگر (ذیابیطس) اور دل کا مرض لاحق ہو گیا بیماری کی شدت کی وجہ سے وہ میرے وارڈ میں داخل ہو گیا اس کی حالت بگڑتی گئی موت سے چند لمحے قبل اس نے پکوڑے برفی اور دودھ وغیرہ کی خواہش ظاہر کی یہ ساری چیزیں اس کو مہیا کی گئیں ابھی اس نے پہلا لقمہ منہ میں نہ ڈالا تھا کہ بستر پر ڈھیر ہو گیا دیکھا تو انتقال ہو چکا تھا۔

ایک بزرگ کا موت کے بعد زندہ ہونا۔

ہمارے ایک بہت ہی مشہور بزرگ کو معدے کے السر کی وجہ سے پاخانے کے راستے خون آنا شروع ہو گیا چنانچہ ان کی حالت خاصی تشویشناک ہوگئی ساتھ ہی دل کی دھڑکن بھی بے قاعدہ ہوگئی جس کی وجہ سے سرجن نے آپریشن کرنے سے انکار کر دیا سارے متعلقین اور معالج مایوس ہو گئے میں ان کے بستر کے پاس ہی کھڑا تھا میں نے دیکھا کہ انہوں نے چھ کلمے پڑھے اور پھر خاموش ہو گئے اس کے بعد ان کے دل کی حرکت بند ہوگئی نبض ختم ہو گئیں اور طبی لحاظ سے موت واقع ہوگئی ان پر آٹھ منٹ تک یہ کیفیت طاری رہی جس کے بعد انہوں نے چھ پہلے کلمے کا ورد شروع کر دیا میں کھڑا ہوا حیرانگی

سے ان کی یہ حالت دیکھ رہا تھا ہوش میں آنے کے بعد ان کے دل کی حرکت باقاعدہ ہو گئی چنانچہ ان کا کامیاب اپریشن کیا گیا۔ اور پانچویں دن وہ چھٹی لے کر چلے گئے جب وہ ہسپتال سے رخصت ہونے لگے تو میں نے علیحدگی میں موت نام بے ہوشی کے متعلق دریافت کیا انہوں نے بتایا کہ دو (۲) فرشتے مجھے جنت البقیع میں لے گئے اور مجھے میری قبر کی جگہ دکھائی اسی اثنا میں ایک تیسرا فرشتہ آیا اور اس نے کہا کہ اللہ جل جلالہ نے اس کو مزید مہلت دے دی ہے۔ چنانچہ مجھے واپس نشتر ہسپتال لایا گیا۔

ڈاکٹر [illegible] بقا مرحوم کالج آف [illegible] بیلناالوجی میں کام کرتے تھے۔ بہت ہی [illegible] آدمی تھے انہیں دل کا دورہ پڑا اور فوری طور پر انتہائی نگہداشت کے شعبے میں داخل کرایا گیا۔ میں ان کے بستر کے قریب موجود تھا ان کا دل یکایک بند ہو گیا۔ چنانچہ بجلی کا جھٹکا لگایا گیا انہوں نے فوراً کلمہ پڑھا جب دوسرا جھٹکا لگایا گیا تو انہوں نے بلند آواز میں درود شریف پڑھا اور دنیائے فانی سے کوچ کر گئے۔

(انا للہ وانا الیہ راجعون)

آخرت

س:۔ اسلام کے بنیادی عقائد کا آخری رکن کون سا ہے؟

ج:۔ آخرت (جس کا مطلب ہے بعد میں وقوع پذیر ہونے والی چیز)

س:۔ اللہ تعالیٰ نے آخرت کے بارے میں سورۃ الحج کی دوسری آیت میں کیا فرمایا ہے؟

ج:۔ جس روز تم اسے (قیامت) دیکھو گے یہ ہوگا کہ ہر دودھ پلانے والی اپنے دودھ پیتے بچے سے غافل ہو جائے گی ہر حاملہ کا حمل گر جائے گا اور لوگ تم کو مدہوش نظر آئیں گے حالانکہ وہ نشے میں نہ ہوں گے بلکہ اللہ کا عذاب ہی کچھ ایسا ہوگا۔

س:۔ آخرت کے بنیادی نکات کون کون سے ہیں؟

ج:۔ باری تعالیٰ کی ذات کی عدالت میں انسان کی حاضری' نیت عمل' انسان کا ہر عضو زبان' ہاتھ' پاؤں' آنکھیں' کان اور کھال کی گواہی زمین پر انسان کے افعال کی شہادت' دلوں کے اسرار کی جانچ پڑتال' عمل جزا اور سزا کا قانون' انفرادی جوابدہی' گویا انسانی زندگی کی پوری دستاویزی فلم اس روز چلا دی جائے گی۔

س:۔ اس روز لوگ متفرق حالت میں پلٹیں گے تاکہ ان کے اعمال ان کو دکھائے جائیں پھر جس نے ذرہ برابر نیکی کی ہوگی وہ اس کو دیکھ لے گا اور جس نے ذرہ برابر بدی کی ہوگی۔ وہ اس کو دیکھ لے گا کس سورۃ کا جزوی مفہوم ہے۔

ج:۔ سورۃ الزلزال آیت ۶۔

آخرت میں خسارے سے بچنے والے لوگ

حضرت ابوذرؓ فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ کعبہ کے سائے میں بیٹھے ہوئے تھے مجھے دیکھا تو فرمایا۔ "رب کعبہ کی قسم وہ بڑے خسارے میں ہیں"۔ میں نے عرض کیا۔ میرے ماں باپ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر قربان وہ کون لوگ ہیں؟ فرمایا۔ "وہ لوگ جو بڑے سرمایہ دار ہیں" سوائے ان لوگوں کے جنہوں نے اپنے آگے پیچھے اور دائیں بائیں (ہر طرف بھلائی کے کام میں) خرچ کیا اور ایسے لوگ کم ہیں"۔ (بخاری و مسلم)

انتقال پر ملال

یہ خبر نہایت افسوس اور غم کے ساتھ بیان کی جاتی کہ ہمارے محترم دوست سلسلہ عالیہ اویسیہ سیالکوٹ جناب شیخ احسن الحق صاحب کی والدہ ماجدہ گزشتہ ماہ رمضان المبارک میں اللہ کو پیاری ہو گئیں۔ (انا للہ وانا الیہ راجعون) جن کا ہمیں بھی اسی طرح افسوس اور غم ہے جس طرح شیخ صاحب کو اپنی شفیق و رحیم والدہ کے دنیا سے رخصت ہونے اور ان کی محبت بھری دعاؤں سے محروم ہونے سے ہوا ہے وہ ایک نیک پارسا اور صوم و صلوٰۃ کی پابند خاتون تھی جن کی تربیت سے جناب شیخ صاحب جیسے نیک خوش اخلاق انسان اور دیانت دار [illegible] آفیسر معاشرے کو [illegible] اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے اور ان کی نیکیوں کو قبول فرمائے اور جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور ان کے پسماندگان غمزدہ کو صبر جمیل کے ساتھ ساتھ مرحومہ والدہ کے اعمال صالحہ کے تسلسل کو قائم رکھنے کی توفیق بھی فرمائے تاکہ ان کی نیکیوں کا اجر و ثواب مرحومہ کو برابر پہنچتا رہے۔ آمین یا رب العالمین

شریک غم محمد [illegible]

ناظم [illegible]

www.naqshbandiaowaisiah.com

ان الدین عنداللہ الاسلام

دین نام ہے پوری حیات کا جس میں معاشیات بھی ہے، جس میں تعلیم وتعلم بھی ہے، جس میں سیاسیات بھی ہیں جس میں جنگ اور صلح بھی ہے ایک فرد سے لے کر خاندان تک، خاندان سے لے کر قوم اور ملک تک اور ملک اور قوم سے لے کر بین الاقوامی معاشرے تک اپنا رول ادا کرنے کا نام دین ہے اور مذہب نام ہے کسی بھی طرز حیات کا جسے کوئی قوم یا کوئی معاشرہ یا کوئی طبقہ اختیار کر لیتا ہے

خطاب:۔ امیر محمد اکرم اعوان
دارالعرفان 11-8-2000

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ان الدین عنداللہ الاسلام

اللہ جل شانہ کے اس ارشاد جلی پر بہت دفعہ گذارشات پیش کر چکا ہوں اس لئے کہ آج کا ہمارا عہد بہت سی غلط فہمیوں کا عہد ہے۔ ہمارے ہاں رسومات فرائض کی جگہ لے رہی ہیں اور ضرورت اور ضروری احکام پس پشت ڈالے جارہے ہیں اسلام کا تعارف ہی بہت سی غلط فہمیوں کا شکار ہے۔ آج کا جو بہت بڑا تعارف ہے اسلام کا وہ یہ ہے کہ آدمی نماز روزہ باقاعدگی سے کرے اللہ اللہ کرے، تسبیحات پڑھے، ہو سکے تو تبلیغ کرے ذکر اذکار کرے اور الگ تھلگ رہے کسی کو کچھ نہ کہے۔ اس کی تبلیغ سے، اس کی عبادت سے، اس کی محنت سے از خود حالات بدل جائیں گے سب کچھ ٹھیک ہو جائے گا۔ اس نظریے کا لفظ اسلام کے ساتھ تطابق نہیں بنتا۔ اس لئے ہمیں پہلے اسلام کو جاننا ہوگا۔ دنیا میں بے شمار مذاہب ہیں اور تھے شاید اگر ہم گننا چاہیں تو شمار نہ کرسکیں۔ ہم معروف مذاہب کو گنیں گے مشہور مذاہب کو گنیں گے لیکن یہاں تو جنگل میں جو قبیلے دنیا سے کٹ کر رہتے ہیں ان کے ہاں بھی ایک مذہب رائج ہے۔ مذاہب اور شے ہوتی ہے اور دین اور شے ہوتا ہے مذہب اور دین میں بہت بڑا فاصلہ ہے۔ دین میں دنیا کے تمام کام عبادات ہیں۔ عبادت کا مفہوم یہ ہے کہ اللہ کی اطاعت کی جائے، اگر نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے فجر کے دو رکعت فرض کے ارشاد فرمائے ہیں تو دو ہی پڑھے جائیں اب اگر میں سمجھوں کہ میں فارغ ہوں مجھے کام کوئی نہیں میرے ساتھ جو پندرہ بیس بندے نماز کے لئے کھڑے ہیں انہیں کوئی کام نہیں تو آج ہم دو کی بجائے چار رکعت پڑھ لیتے ہیں سجدے بھی زیادہ ہو جائیں گے سورتوں کی قرات بھی زیادہ ہو جائے گی، رکوع بھی زیادہ ہو جائیں گے لیکن جب ہم چار پڑھیں گے تو وہ دو بھی باطل ہوں گی نماز ادا نہیں ہوگی اور دین میں ایک نئی بات پیدا کرنے کا جرم ہمارے سر آئے گا۔ جسے بدعت کہا جاتا ہے ہر نیا کام بدعت نہیں ہوتا۔ یہاں تو رواج ہوگیا ہے تا کہ کوئی نئی بات کر بدعت ہوگئی ہر نئی بات بدعت نہیں ہوتی ہر وہ نئی بات جو نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے دین نہ بتائی ہو اس بات کو دین سمجھنا بدعت ہے کسی بھی ایسی بات کو جو شریعت مطہرہ میں موجود نہیں اپنی طرف سے گھڑ کے اسے دین سمجھنا بدعت ہے اور بدعت میں گرفتار شخص کے لئے علماء حق یہ فرماتے ہیں کہ اگرچہ وہ اعلان نہیں کرتا لیکن کام ایسا کرتا ہے جیسے وہ بھی نبی ہو اس لئے کہ دین بتانا انبیاء علیہم السلام کا کام ہے اور اگر آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ بات نہیں بتائی اور وہ اپنی طرف سے بتا رہا ہے تو اس کا مطلب ہے کہ ایک تو وہ تنقیص کر رہا ہے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کہ آپ نے کام مکمل نہیں کیا، یہ خامی رہ گئی اپنی نبوت کا اظہار کر رہا ہے کہ میں اسے مکمل کر رہا ہوں، دوسری مصیبت جو ہوتی ہے بدعت میں وہ یہ ہوتی ہے کہ بدعتی کو توبہ بہت کم نصیب ہوتی ہے اس لئے کہ وہ اسے دین سمجھے بیٹھا ہوتا ہے، دین سے تو توبہ کوئی نہیں کرے گا جس کام کو نیکی سمجھتا ہے اس سے توبہ کیا کرے گا، توبہ کی کبھی طلب ہی پیدا نہیں ہوگی۔ تو بدعتی کو تو یہ کم ہی نصیب

www.naqshbandiaowaisiah.com

ہوتی ہے۔ اس لئے دین کو سمجھنا چاہیے کہ جس طرح اللہ کی عبادت فرض ہے اس سے کہیں زیادہ معاملات دنیا فرض ہیں۔

دین نام ہے پوری حیات کا جس میں معاشیات بھی ہے' جس میں تعلیم وتعلم بھی ہے' جس میں سیاسیات بھی ہیں جس میں جنگ اور صلح بھی ہے ایک فرد سے لے کر خاندان تک' خاندان سے لے کر قوم اور ملک تک اور ملک اور قوم سے لے کر بین الاقوامی معاشرے تک اپنا رول ادا کرنے کا نام دین ہے اور مذہب نام ہے کسی بھی طرز حیات کا جسے کوئی قوم یا کوئی معاشرہ یا کوئی طبقہ اختیار کر لیتا ہے یہ ذھب یذھب سے ہے اور اس سے مراد ہوتی ہے ایک راہ جو قوم متعین کر لیتی ہے کہ ہمیں اس طرح سے رہنا ہے' ہمیں عبادت اس طرح سے کرنی ہے' ہمیں کھانا پینا اس طرح سے ہے' ہمیں لباس اس طرح سے پہننا ہے' یہ جو اقوام عالم کے مختلف اطوار ہیں یہ اقوام عالم کے مذاہب ہیں۔ اس میں وہ اپنی طرح کی رسومات کو عقیدے کے نام پر شامل کر لیتے ہیں۔ اپنا ایک طرز حیات ایک تمدن بنا لیتے ہیں۔ اپنی ایک تہذیب' تہذیب بھی اسی سے مشتق ہے۔ تہذیب یا مذہب ہم معنی ہیں۔ تہذیب میں اگر عقیدہ ملا دو تو مذہب بن جاتا ہے جو تہذیب ہے کسی معاشرے کی' اس میں ایمان کا عنصر بھی شامل کر دو عقیدے کا عنصر بھی شامل کر دو تو مذہب بن جاتا ہے لیکن وہ دین نہیں بنتا۔ دین اسلام ہے اور صرف اسلام دین ہے باقی کوئی مذہب دین نہیں ہے۔ دنیا کا کوئی مذہب حیات انسانی کو محیط نہیں ہے۔ دنیا کا کوئی مذہب لباس سے لے کر سونے جاگنے کے اوقات رزق کمانے سے لے کر خرچ کرنے تک کا محاسبہ اور دوستی سے لے کر دشمنی تک کی حد بندی نہیں کرتا۔ اور پھر صرف یہ مراد نہیں کہ حد بندی ہو جائے دین کے لئے ضروری یہ ہے کہ یہ ساری حدود جو متعین ہوں وہ حق بھی ہوں۔

ان میں کسی تبدیلی کی ضرورت پیش نہ آئے ان کی اصلاح اور ان میں کچھ بڑھانا گھٹانا نہ پڑے حالات انہیں تبدیلی نہ کر سکیں دنیا میں امن ہو تو وہ ضابطہ حیات مفید ہو' اگر ساری دنیا میں جنگ لگ جائے' عالمی جنگ چھڑ جائے تو وہ ضابطہ حیات مفید ہو' اگر دنیا میں سارے موسم بدل جائیں تو ضابطہ حیات مفید ہو' زلزلے آئیں طوفان آئیں ضابطہ حیات وہی مفید ہو۔ امن وچین اور سکون ہو' ہر طرف بہار ہو تو بھی کوئی نیا ضابطہ تلاش نہ کرنا پڑے وہی ضابطہ حیات قابل عمل ہو۔

دوسری بات اس میں یہ چاہیے ہوتی ہے کہ وہ روئے زمین پر بسنے والی مخلوق کے مزاج سے مطابقت رکھتا ہو۔ ایسا ضابطہ نہ ہو کہ امریکہ میں رہ کر اس پر عمل آسان ہو لیکن یورپ میں آئیں تو عمل مشکل ہو جائے یا مغرب میں تو قابل عمل ہو آپ مشرق میں جائیں تو قابل عمل نہ رہے۔ مسلمان ملکوں میں رہیں تو اس پر عمل ممکن ہو اور اگر غیر مسلم ممالک میں چلے جائیں تو اس پر عمل نہ کیا جا سکے۔ وہ دین نہیں ہو گا۔ ہر فرد کی سوچ الگ ہے' ہر فرد کا شعور الگ ہے' ہر فرد کی استعداد الگ ہے' ہر فرد کا علمی معیار الگ ہے' ہر فرد کے سمجھنے کی قوت الگ ہے' دیکھنے کی طاقت الگ ہے' نظر اپنی ہے' فکر اپنی ہے' اب کوئی ایسا ضابطہ حیات جو نہ صرف ان لوگوں کے لئے جو اربوں کی تعداد میں روئے زمین پر موجود ہیں بلکہ جو قیامت تک آنے والے ہیں' یہ انسان کے بس کی بات نہیں۔ ایسے قوانین ایسے ضابطے جو حیات انسانی کو ماں کی گود سے لے کر لحد میں اترنے تک ہر کام میں زندگی کے ہر شعبے میں اور عمر عزیز کے ہر لمحے میں رہنمائی کے لئے موجود ہوں اور حدود متعین کرتے ہوں کہ یہ کر سکتے ہو یہ نہیں کر سکتے یہاں تک جا سکتے ہو یہاں تک نہیں جا سکتے اور وہ پھر ہر انسان سے انسان مزاج کے مطابق بھی ہوں۔ یہ نہیں کہ چوروں' ڈاکوؤں' بدمعاشوں کی جو الٹ سوچ ہے اس کے مطابق ہوں عمومی انسانی مزاج جو ہے نوع آدم کی جو مزاج ہے اور نوع آدم کا مزاج یہ ہے کہ وہ سلامتی سے رہنا چاہتا ہے' نبی آدم کا بنیادی مزاج یہ ہے کہ دنیا کا ہر فرد بنیادی طور پر امن سے رہنے کا آرزومند ہے' دنیا کا ہر فرد بنیادی طور پر اپنی آبرو کے تحفظ کا خواہش مند ہے' دنیا کا ہر فرد بنیادی طور پر اپنی جان اور مال کے تحفظ کا آرزومند ہے' دنیا کا ہر فرد بنیادی طور پر اپنے گھر اپنے خاندان کے لئے ایک تحفظ چاہتا ہے۔ تو اس کا مطلب ہے کہ وہ ضابطہ ہر ایک کو یہ ضرورتیں مہیا کرتا ہو' نہ صرف زندگی کے لئے اس کے بچوں کے لئے اس

کی تعلیم کے لئے اس کے مرض اور امراض میں معاونت کے لئے بے روزگاری میں اس کو روزگار مہیا کرنے کے لئے چوری ڈاکے قتل و غارت تشدد سے اس کو بچانے کے لئے وہ ضابطے ہوں جو ہر شہری کو یہ حقوق فراہم کرتے ہوں اور ایسے ضابطے متعین کرنا اس ہستی کا کام ہے جس نے انسانوں کو پیدا کیا۔ انسان خود انسان کے بنائے ہوئے ضابطے اس کی اپنی ذہنی یا علمی استعداد کے مطابق ہوں گے دنیا میں شاید وہ کتنے لوگوں کو وہ راس نہ آئیں ہم دیکھتے ہیں ہمارے ملک میں آئین بنتے ہیں بڑے تقدس سے ملک کے منتخب شدہ افراد جنہیں کریم آف دی نیشن کہنا چاہیے پوری قوم کے چنے ہوئے لوگ جمع ہوتے ہیں، بڑی محنت بڑی عرق ریزی سے ضابطہ بناتے ہیں اور ابھی وہ پوری طرح نافذ نہیں ہوتا کہ اس میں ترمیم کی ضرورت پڑ جاتی ہے کہ قابل عمل نہیں ہے اس میں یہ تبدیلی چاہیے اب اگر کوئی ایسا ضابطہ جس میں کسی ترمیم کی ضرورت ہی پیش نہ آئے یہ بنانا ان نمائندوں کا کام نہیں۔ یہ وہ بنا سکتا ہے جس نے مخلوق کو پیدا کیا اور اسلام دین ہے یعنی وہ ضابطہ حیات ہے جس میں ہر ایک کے لئے ہر حال میں ہر وقت اس صورت حال میں اللہ کریم سے متعلق رہنا اور مخلوق کے فائدے کے لئے کام کرنا دونوں باتیں بیک وقت موجود ہیں اسلام دین اس لئے ہے کہ یہ پوری دنیوی زندگی کا وہ نصاب بتاتا ہے جس پر عمل کرنے سے بندہ قرب الٰہی حاصل کرتا ہے۔ اسے دنیوی تحفظ بھی ملتا ہے، جان مال آبرو کا تحفظ بھی ملتا ہے، رزق حلال بھی ملتا ہے، سکون قلب بھی ملتا ہے، جو دنیا میں اس وقت ناپید ہو رہا ہے۔ دنیا کا کوئی نظام اپنے ماننے والوں کو اس وقت سکون کا ایک لمحہ نہیں دے رہا امن کی ایک رات نہیں دے رہا، وہ امریکہ ہو برطانیہ یورپ ہو یا فار ایسٹ ہو کہیں بھی دیکھ لیں کوئی لمحہ امن کا یا تحفظ کا کسی کے پاس نہیں ہے اس لئے کہ ان کے پاس دین نہیں ہے اور دین اسلام سلامتی عطا کرتا ہے۔ بندے کے اللہ کے ساتھ تعلق کو سلامتی بخشتا ہے۔ بندے اور اس کے نبی علیہ السلام کے رشتے کو سلامتی بخشتا ہے، اس کی ضروریات کو جان مال آبرو کے تحفظ کو سلامتی بخشتا ہے اس کے بچوں کی تعلیم وتربیت اور بیماروں کے علاج معالجے کو سلامتی بخشتا ہے اس کے ملک کی سرحدوں کے تحفظ کو اور جب ان چیزوں پہ زد پڑتی ہے کوئی ان چیزوں کو تہہ و بالا کرنا چاہتا ہے کوئی ان میں خلل اندازی کرنا چاہتا ہے تو اس کیلئے مسلم کو جہاد کا حکم دیا گیا ہے۔ اسلئے نہیں کہ بندے قتل کر دو اس لئے کہا اگر وہ ان چیزوں سے باز نہیں آتے تو

وقاتلوھم حتی لا تکون فتنۃ

اس وقت تک قتل کرتے جاؤ جب تک فتنہ فرو نہیں ہو جاتا۔ فرو فتنے کو کرنا ہے۔ انسانی قتل عام مقصود نہیں۔ مطلوب یہ ہے۔ کہ اس ضابطہ حیات میں یا دین میں مداخلت کر کے اللہ کی مخلوق کے لئے جو خرابیاں پیدا کی جا رہی ہیں۔ جسے قرآن حکیم فتنہ کہتا ہے اس فتنے کو روکنے کے لئے جہاد ہوگا اور جب بھی مقابل اس حرکت سے باز آ جائے گا جہاد ختم ہو جائے گا۔ اگر وہ باز نہیں آئے گا تو جہاد جاری رہے گا۔ عبادت پہ نور الٰہی کی نوید بخشی۔ دنیوی امور میں اطاعت الٰہی پہ قرب الٰہی کی نوید بخشی لیکن اگر اس ضابطہ حیات کے تحفظ کیلئے میدان قتال میں اترنا پڑا اور کسی کو قتل کرنا پڑ گیا تو فرمایا اس کا اجر و ثواب سمجھنا نہ تمھارے بس میں ہے۔ اور نہ لکھنا فرشتوں کی استعداد میں ہے۔ اس کا اجر فرشتے نہیں لکھتے اور اس کا اجر تم لوگ سمجھ نہیں سکتے ہاں ایک بات سمجھ لو کہ

ہر نفس کے لئے موت ہے۔ کل نفس ذائقۃ الموت۔ ہر نفس کے لئے ہر جان کے لئے موت کا ذائقہ ہے۔ لیکن جس نے اس دین اس ضابطہ حیات اور عقیدہ اور عمل عبادت اور کردار یہ دونوں مل کر اسلام بنتا ہے۔ اس کے تحفظ یا نفاذ کے لئے جاں دے دی فرمایا اس نے موت کو شکست دی۔

ولا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اللہ

اب کتنا خوبصورت امتزاج ہے کہ پہلا من یقتل جو قتل ہوئے قتل کا صدور بدن پہ ہوتا ہے گولی لگتی ہے تلوار لگتی ہے خنجر لگتا ہے گلا کٹتا ہے۔ سینہ پھٹتا ہے خون بہتا ہے یعنی قتل ہونا جو امر ہے۔ ایسا فعل ہے۔ جس کا اطلاق بدن پر ہوتا ہے بدن کے پرخچے اڑ جاتے آگ میں جل سکتا ہے۔ جہاز سے گر سکتا ہے تباہ و برباد ہو سکتا ہے۔ بعض اوقات شہدا کے وجودوں کے ٹکڑے ٹھڑیوں کی صورت میں قبر میں اتارے جاتے

www.naqshbandiaowaisiah.com

ہیں۔اور بعض کے ملتے نہیں۔ اللہ فرماتا ہے۔اس کے بارے میں یہ سوچنا بھی حرام ہے کہ وہ مر گیا۔

ولا تحسبن الذین قتلوا فی سبیل اللہ امواتا۔

یہ سوچنا بھی حرام ہے کہ وہ مر گیا ایسا خیال کرنا بھی حرام ہے کہ وہ مر گیا۔

بل احیاء عند ربھم یرزقون

وہ تو اللہ کے نزدیک زندہ ہے کھاتا پیتا ہے اگر زندگی سے مراد تمھاری یہ ہے کہ ہم اس لئے زندہ ہیں کہ ہم کھاتے پیتے ہیں تو تم سے اچھی نعمتیں کھاتا پیتا ہے تم زمین پہ کھاتے پیتے ہو وہ اپنے پروردگار کا مہمان خاص ہے (احیاء عند ربھم) اپنے پروردگار کے حضور زندہ ہے (یرزقون) کھاتا پیتا ہے سوتا جاگتا ہے۔اب یہ حیات کیسی ہے کہ وجود قبر میں اتار دیا اور وہ بندہ زندہ ہے فرمایا۔(ولکن لا تشعرون) یہ انسانی عقل سے بالاتر کی بات ہے ایک نطفے میں اربوں کھربوں جرثومے ہوتے ہیں ایک جرثومے سے انسان بناتا ہے اس کے دانت بھی بنتے ہیں اس کی آنکھیں بھی بنتی ہیں اس کا عالی دماغ بھی بنتا ہے' اس کا ساوں دھڑکنے والا دل بھی بنتا ہے اس کے مضبوط ہاتھ پاؤں بھی بنتے ہیں اس کی ہڈی بھی بنتی ہے' قد بھی بنتا ہے' شعور بھی بنتا ہے فکر بھی بنتی ہے' کیا میٹریل لگتا ہے اس پہ ایک قطرے کا کوئی کروڑواں حصہ۔ ایسے قادر پہ یہ سوال کہ وہ شہید کس طرح زندہ ہے کیا جہالت کی دلیل نہیں ہے۔جو کچھ ہمارے سامنے روز ظہور پذیر ہوتا ہے' خشخاس سے کم دانہ بیج ہوتا ہے پیپل اور برگد کا' جو سب سے بڑا درخت ہے درختوں میں جو درخت سب سے طویل العمر اور قد میں سب سے اونچا' جسامت میں سب سے بڑا ہے' اس کا بیج خشخاس کے دانے سے باریک ہوتا ہے۔اب اس بیج سے وہ برگد اور پیپل کا ایک عظیم الجثہ اور بڑی چھاؤں والا گھنا درخت پیدا کر دیتا ہے۔ایک دانے سے ایک بوٹا اگاتا ہے۔ میں اپنی بات کر رہا ہوں' اپنے تجربے کی کہ میں نے گندم کے ایک دانے سے اکیس شاخیں ایک پودا بنتا ہوا خود شمار کیا ہے' اپنی زمین میں شمار کیا ہے اس پر اکیس سٹے لگے اور ایک سٹے میں ایک سو بیس سے زیادہ دانے تھے۔ایک سو بیس کو اکیس سے ضرب دے کر دیکھو کہ ایک دانے سے کتنے دانے آئے۔ اور اس کے ساتھ جو گز کا سوا گز کا تنکا تھا اس کا جو بھوسہ آیا وہ الگ ہے۔اب وہ غلے کا ایک ہی دانہ تھا اس میں کیا کچھ اس نے رکھا اس سے کیا کچھ وہ بناتا ہے یہ کارگہہ حیات ہر لمحہ اس کی کاریگری پہ گواہ ہے وہ کسی بزرگ نے کہا تھا۔

ہر گیاہ کہ از زمین روید
وحدہ لا شریک لہ گوید

کہ گھاس کا ہر تنکا جو زمین سے نکلتا ہے اس کی توحید کی گواہی دیتا ہے۔وہ ایک ایسا خلاق ہے' ایسا بے مثل و بے مثال ہے' ایسا قادر اور ایسا حیی و قیوم ہے کہ جو چاہتا ہے وہ کرتا ہے۔ زمین سے جو تنکا اگتا ہے اب بہار ہے ہر تنکے پہ پھول ہیں' ہر پھول کا رنگ الگ ہے' خوشبو الگ ہے' ذائقہ الگ ہے' تاثیر الگ ہے۔ پانی ایک ہے' مٹی ایک ہے' زمین ایک ہے' کیارا زمین کا ایک ہے' بارش ایک ہی ہوئی۔ کسی نے رنگ ڈالا نہ کسی نے مٹھاس ڈالی' نہ کسی نے کڑواہٹ ڈالی' سب کچھ اس سے لے کر آتا ہے۔ایک گل کھلتا ہے خوشبودار بھی ہے میٹھا بھی ہے دوسرا کھلتا ہے کسی کو سونگھا دو تو بے ہوش ہو جاتا ہے۔تو وہ قادر ہے اس نے بنایا ہے اس نے عطا کیا ہے اسلام بحیثیت دین۔

اور یاد رکھیں نیکی کا معیار ہوتے ہیں انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام اگر گوشہ نشینی اور دنیا سے لاتعلقی نیکی ہوتی تو ہر نبی گوشہ نشین ہوتا اور کسی حکومت' سلطنت' سیاست' کسی معاشرت یا بازار کے کام میں مداخلت نہ فرماتا اور سرور انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم جن کی شان امام الانبیاء ہے' وہ معاشرتی قوانین سے شمشیر بکف ہو کر میدان میں نہ اترتے' اس لئے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تو شان یہ تھی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کائنات میں رحمت مجسم تھے۔ اللہ کریم کی طرف سے تو گویا جب دین اسلام پہ زد پڑتی ہے تو یہ اللہ کی مخلوق کے حقوق پہ زد پڑتی ہے۔ اور جب اللہ کے بندوں پہ کوئی فرعون بن کر بیٹھنا چاہتا ہے تو اس کا تدارک کرنا یا اللہ کے بندوں کی گردن ظالموں سے چھڑانے کے لئے دفاع کرنا بھی رحمت الٰہی ہے کہ رحمۃ العلمین صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ راستہ اختیار فرمایا۔تو جو یہ سمجھا جا رہا ہے علماء کو اور ہمارے نیک لوگوں کو اور بزرگوں کو دیا جا رہا ہے فی

الوقت کہ آپ نیک لوگ ہیں پارسا ہیں جی آپ مسجد میں بیٹھیں' آپ بازار کو کیا کہتے ہیں۔ مسجد میں کیا روزی آسمان سے اترتی ہے یا بازار سے بن کر جاتی ہے؟ گوشہ نشین جو رزق کھاتے ہیں وہ اسی معاشرے سے آتا ہے یا آسمان سے الگ اترتا ہے؟ اور اگر معاشرہ جرائم کے نظام پہ چل رہا ہے تو مسجد میں حلال کہاں سے پہنچے گا۔ معاشرہ اگر سودی نظام پہ چل رہا ہے' آپ کے ہر کارخانے میں سود ہے ہر تارکفن بھی سود کا حصہ لئے ہوئے ہے میری یہ قمیض میری یہ تسبیح میں جو دھاگا ہے اس میں سود شامل ہے' جائے نماز کی ان تاروں میں سود شامل ہے' مرنے والے بزرگوں کو جو کفن ہم دیتے ہیں' ہے کوئی جو یہ کہہ سکے کہ اس کفن میں سود کی تر شامل نہیں ہے تو گوشہ نشینی کس کام آئی۔ یہ ساری عمر عبادت کرنے' کھانے کے وقت اسے جو رزق ملے اس میں سود شامل ہو۔

امام احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ساری عمر جہاد کیا اور سلاطین وقت سے اتنی تکالیف اٹھائیں کہ جو شمار سے باہر ہے۔ '' خلق قرآن'' کے مسئلے پر آپ کی کھال کاٹ کر پشت پر کھال کے اندر کنکر بھروا کر بادشاہ اوپر درے مروایا کرتا تھا فرماتے تھے۔ (ایتونی بشیء من کتاب اللہ) تمہارے پاس کوئی دلیل کتاب اللہ سے ہے تو لے آؤ تمہاری مار سے تو میں نہیں مانوں گا۔ یہ جو ہمارے پاس اللہ کا دین پہنچا ہے یہ اللہ کے بندوں کی قربانیوں کا ثمر ہے اگر یہ درے امام احمد نے نہ کھائے ہوتے تو شاید آج ہم تک کس حال میں بات پہنچتی۔ ان کا بیٹا شہر کا امیر مقرر ہوا اور آپ آخری عمر میں الگ تھلگ ہو گئے تھے کسی نے شکوہ بھی کیا کہ یا امام آپ جیسے لوگ اگر کٹ گئے تو معاشرے کا کیا ہوگا تو آپ نے فرمایا میں نے ساری عمر محنت کی لیکن اب سمجھا ہے کہ بھیڑیوں پر تبلیغ اثر نہیں کرتی۔ انسان نہیں رہے' معاشرہ بھیڑیوں سے بھر گیا ہے۔ تھوڑی سی زمین تھی جس پر آپ کاشت کرتے اور اس کے چار حصے کرتے ایک اپنی سال بھر کی ضرورت کے لئے جو غلہ ہوگیا' لباس اور کھانا تین سو پینسٹھ دنوں کا اس چوتھے حصے میں سے ہوگا ایک حصہ غرباء کے لئے' ایک حصہ آئندہ کی کاشت کے لئے اور ایک حصہ اقرباء میں بانٹ دیتے تھے۔ اکثر دریا سے مچھلی پکڑوا لیا کرتے تھے کہ ایک براہ راست رزق حلال مل جاتا ہے جس میں کسی کی مداخلت نہیں ہوتی ان کے بیٹے نے ایک دفعہ دعوت کی' ان کے لئے کھانا بھیجا' خادم لے کر آیا تو فرمایا یہ شاہی ملازم ہے اور میں شاہی خزانے کی چیز کھانا پسند نہیں کرتا۔ اس لئے کہ یہ نظام معاش ان کا شرعی نہیں ہے۔ تو اسے کہیں باہر پھینک دو۔ خادم لے کر چلا گیا یہ خادم کی مرضی اس نے جاکر دریا میں انڈیل دیا بعد میں آپ کو خیال آیا تو اس سے پوچھ لیا بھئی وہ کھانا کیا کیا' دریا میں پھینک دیا فرمایا اب کتنی عمر ہوتی ہے ایک مچھلی کی اتنا عرصہ میرے لئے مچھلیاں نہ لایا کرو کیا خبر اس مچھلی نے وہی کھانا کھایا ہو۔

یہ دین اللہ کے بندوں نے اس طرح کے مجاہدے سے ہم تک پہنچایا۔ زہر کے پیالے پی لئے تازیانے کھائے مار کھائی۔ عاصم ایک ڈاکو ہوا کرتا تھا اور امام احمدؒ اسے ہمیشہ دعا دیا کرتے تھے کہ اللہ اسے معاف کردے تو اسی کے بیٹے نے ایک دن پوچھا کہ حضرت آپ اس کے لئے دعا کرتے ہیں وہ تو اتنا بڑا ڈاکو تھا کہ پورا صوبہ اس کے نام سے لرزتا ہے ایسا بڑا مشہور ڈاکو تھا آپ اس کے لئے دعا کرتے ہیں فرمایا مجھے جس دن گرفتار کرکے لے جایا جارہا تھا تو اونٹ پر انہوں نے مجھے بٹھایا ہوا تھا اور طوق اور زنجیریں منوں کے حساب سے ڈال رکھی تھیں تو وہ راستے میں کھڑا تھا تو اس نے مجھے روکا اور کہا امام میں ڈاکو ہوں بدکار ہوں میرا ایک ہاتھ کٹ گیا ہے اور ایک پاؤں ڈاکے کی سزا میں اور برسوں جیل میں گزارے ہیں اور جو مار کھائی ہے درے کھائے ہیں وہ الگ ہیں لیکن میں اپنی عادتوں سے باز نہیں آیا تو تو امام ہے مسلمانوں کا مار سے گھبرا کر پھسل نہ جانا' سزا سے گھبرا کر حق کے راستے سے ہٹ نہ جانا۔ اگر ہم برائی نہیں چھوڑتے بادشاہ کی سزاؤں سے تو آپ نیکی مت چھوڑ دیجئے گا۔ میں چھوڑتا تو اچھی بات ہوتی' نہیں چھوڑی میں نے آپ چھوڑیں گے تو مخلوق گمراہ ہوگی۔ دندان مبارک محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے شہید ہوئے' رخسار عالی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زخمی ہوئے اور امیر حمزہؓ جیسے سیدالشہداء کے مثلہ کیے گئے' ٹکڑے کیے گئے بدن کے اور جگر اور گردے نکال کر اور

www.naqshbandiaowaisiah.com

دل نکال کر گلے میں ہار پروئے گئے' کان اور ناک کاٹ کر ہار پروئے گئے' یہ ساری قربانیاں کس لئے تھیں کہ اللہ کا دین مجھ تک آپ تک قیامت تک آنے والے لوگوں تک پہنچے۔ اگر اشاعت دین کے لئے امیر حمزہؓ کا ذ جا سکتا ہے' اگر اشاعت دین کے لئے اصحاب بدر کے سینے چھلنی ہو سکتے ہیں' اگر اشاعت دین کے لئے غزوات نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جان نثار اور دنیا کے مقدس ترین انسان جنہیں مثال کے طور پر اللہ پیش کرتا ہے یہ میرے بندے ہیں دیکھو۔ (رضی اللہ عنہم و رضواعنہ) یہ وہ مخلوق ہے جس پر اللہ راضی ہے اور یہ سارے اللہ پر راضی ہیں اللہ اتنا دے گا کہ ان کی کسر نکال دے گا اور یہ سارے بس بس کہہ اٹھیں گے۔ اگر وہ جانیں داؤ پر لگ سکتی ہیں تو میری اور آپ کی جان کی قیمت کیا ہے ہماری حیثیت کیا ہے ہمارے ہونے نہ ہونے سے فرق کیا پڑتا ہے یہی کہ چار دن بعد اولاد کو بھی یاد نہیں ہوتا کہ کوئی بابا جی تھے اتنا ہی فرق ہے نا ہمارا۔ میت رکھی ہوتی ہے اور سگے بیٹوں کو دولت کی اور ورثہ بانٹنے کی فکر پڑی ہوتی ہے اور میت ابھی دفن نہیں ہوئی ہوتی جیبیں تلاشتے ہیں نوٹ بکیں تلاش کرتے ہیں اکاؤنٹ بکیں ڈھونڈتے ہیں میت بعد میں دفن کریں گے کیا یہ نہیں ہوتا۔ آج ہم خود جن بزرگوں اور جن عزیزوں کو اپنے سے چھوٹوں کو جن کو قبروں میں اتار چکے ہیں قبرستان میں جائیں تو شاید ہمیں خود ان کی قبریں تلاش کرنے سے نہ ملیں دفن کر کے ہم فارغ ہوتے ہیں اور پھر بھی کسی کو دفن کرنے قبرستان میں جاتے ہیں چار سال دس سال پندرہ سال بعد تلاش کرنا پڑے تو ہمیں خود نہیں پتہ ہوتا کہ کس کو کس قبر میں دفن کیا تھا یہ حیثیت ہے ہماری۔

تو اگر ہماری جانیں اس کام میں لگ جائیں تو بکے نہ ہوتے ہوئے بھی جان قیمت پڑ جائے گی۔ ایک بے حیثیت کو حیثیت مل جائے ایک لاشے کی ایک چیز بن جائے تو اور کیا چاہئے اور یاد رکھیں وطن عزیز بے شمار شہیدوں کے خون کا ثمر ہے۔ نصف صدی کی شہادتوں پر یہ پھول کھلا ہے۔ وطن کے نام پر جو گل کھلتے ہیں ان میں کھاد نہیں ڈالی جاتی انسانی گوشت لگتا ہے' انسانوں کی ہڈیاں دفن ہوتی ہیں' وہ پانی سے نہیں پھولتے ان میں انسانوں کا خون سینچا جاتا ہے ماؤں کے جگر گوشے اور باپوں کے محبوب بیٹے نثار ہوتے ہیں' بیٹیوں کی عزتیں قربان ہوتی ہیں' شہر جلتے ہیں تب جا کر دین کے نام پر کوئی خطہ زمین وجود میں آتا ہے۔ کوئی بھی اگر گننا چاہے انگریز کی آمد سے لے کر پاکستان بننے تک کی شہادتیں تو شمار نہیں کر سکتا قربانیاں شمار نہیں کر سکتا۔ پاکستان بننے سے آج تک جتنے لوگوں نے اس مقصد کے لئے جانیں دیں وہ نہیں گنے جا سکتے۔ کیا اس سارے کا ثمر یہی ہے کہ وطن عزیز میں مظلوم' مظلوم رہیں اور ظالم ظالم رہیں اور موج میلہ چلتا رہے۔ کیا ہماری جماعتیں' ہماری تحریکیں' ہمارے ادارے اس لئے بنے ہیں کہ باطل کا نظام مسلط رہے اور سارے ملک کے لیڈران کرام جمع ہو کر جمہوریت جمہوریت کا راگ الاپتے رہیں۔ کیا ہے جمہوریت؟ کس کو جمہوریت کہتے ہیں آپ! اور جمہوریت آئی کہاں سے؟ ان آل پارٹیز کانفرنس والوں سے پوچھو جمہوریت آئی کہاں سے' کس نے دی؟

صحرائے عرب میں جب جمہوریت کا علم بلند کیا تھا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے روئے زمین پر جمہوریت نام کی کوئی چیز کسی ملک میں نہیں تھی۔ فرد واحد کی حکومت تھی قبیلے سے گاؤں سے لے کر ممالک تک فرد واحد کی مرضی ہوتی تھی۔ جسے زندہ رکھے جسے مار دے' جسے قید کر دے جسے چھوڑ دے کوئی عدالت کوئی وکیل کوئی دلیل کوئی پیشی کسی کو بولنے کا کوئی حق نہیں ہوتا تھا۔ روم والوں نے اہل روم نے سب سے پہلے ایک اسمبلی سی بنائی اور مقدمے چلانے کا ایک ضابطہ اور ایک قانون بنایا۔ پہلا قانون رومیوں نے دیا لیکن وہ قانون کیا تھا' بادشاہ کو اختیار تھا جو چاہے فیصلہ کر دے۔ گورنر کو اختیار تھا جو چاہے فیصلہ کر دے اور اس پر اگر کوئی بات کرنا چاہے تو اسمبلی کر سکتی تھی۔ جس کا فیصلہ ہو رہا ہے اس کو اپنی حالت بیان کرنے کی اجازت نہیں ہوتی تھی وکیل کا تصور نہیں ہوتا تھا۔ یہ اسلام نے عطا کیا وکالت عربی کا لفظ ہے وکیل بھی اسلام نے دیا کہ جو اپنے حقوق نہیں سمجھتا کسی سمجھنے والے کو معاوضہ دے کر خدمت دے کر اپنے حقوق کے لئے اپنی بات عدالت سے کرے۔ عدالت کو پابند کر دیا کہ شکایت اگر

www.naqshbandiaowaisiah.com

امیر المومنین کے خلاف ہو حضرت علی وجہہ الکریم کے خلاف یہودی شکایت کرے تو قاضی شریح کو اجازت دی طاقت دی حکم دیا کہ علیؓ کے سمن جاری کرو اور یہودی کو کہو شہادت لائے ۔ جمہوریت وہ دی اسلام نے کہ فاروق اعظمؓ جیسا فاتح عالم گلی میں نکلے اور بوڑھی اور کمزور عورت دامن پکڑ لے اور کہے تجھے قیامت کا ڈر نہیں ہے' میرے بچے بھوکے ہیں۔ آپؓ نے فرمایا بی بی تو نے مجھے بتایا تو ہوتا۔ فرمانے لگی اگر مجھی کو بتانا ہے تو تو خلافت کیوں لئے پھرتا ہے' حکومت چھوڑ دے اور گوشہ نشین ہو جا اور اگر تو حاکم ہے' خلیفہ ہے' امیر المومنین ہے تو میں کیوں بتاؤں تو کیوں نہ خبر رکھے میری۔ جمہوریت یہ تھی کہ فاروق اعظمؓ بیت المال گئے بڑھیا کے لئے آٹے کی بوری اور گھی وغیرہ کا سامان نکلوایا اور خدام سے کہا اسے عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) پر لادو' میری پیٹھ پر لادو۔ حضور ہم پہنچا دیتے ہیں راشن پہنچانا مقصد ہے فرمایا' راشن پہنچانا مقصود نہیں ہے اس کی ناراضگی بھی دور کرنی ہے اور میں ذمہ دار ہوں ۔ اپنی پشت مبارک پر لاد کر وہ اللہ کا بندہ جو معلوم دنیا کے تین حصوں پر امن قائم کر چکا ہے اور لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نظام نافذ کر چکا ہے اپنی پشت پر لاد کر لے جاتا ہے' اہلیہ محترمہ کو ساتھ لے جاتا ہے کہ ان بچوں کو پکا کر بھی دو۔

یہ جمہوریت ہے اسلام کی ۔ اسلام کی جمہوریت یہ ہے کہ اکابرین امت نے وصال نبوی صلی اللہ علیہ وسلم پر جمع ہو کر فیصلہ کیا کہ ہمارے ملک کی' ہماری قوم کی باگ ڈور ہونی چاہیے ابوبکر صدیقؓ کے ہاتھ میں کہ ایسا اہل اور کوئی نہیں ۔ یہ فیصلہ اکابرین کا تھا۔ جمہوریت یہ تھی کہ مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں بٹھا دیا اور اعلان کر دیا کہ ہم نے امیر المومنین مقرر کیا ہے ابوبکرؓ کو' اگر متفق ہو تو سارے بیعت کرو' نہیں متفق ہو تو میدان میں آ کر بات کرو۔ سب نے متفقہ اتفاق کیا بیعت ہو گئی ۔ انہوں نے فاروق اعظمؓ کو نامزد کر دیا فرمایا میں مرتے وقت اس یقین کے ساتھ جا رہا ہوں کہ میں اپنے رب کے حضور یہ کہہ سکوں گا کہ میں نے تیرے بندوں کا محافظ ایک اہل شخص کو مقرر کیا ہے لیکن مسلط نہیں کیا' سر عام بیعت لی فاروق اعظمؓ نے یہ جمہوریت ہے کہ اپنی رائے دو۔ چھ بندے مقرر کر دیے فاروق اعظمؓ نے' چھ بندوں نے اپنے میں سے حضرت عثمانؓ کا انتخاب کیا۔ کیا اس پر وہ خلیفہ بن گئے؟ نہیں' خلیفہ بیعت عامہ پر بنے' عوام کی رائے سے بنے ۔ اور مغرب والے بڑے بدمعاش ہیں' جب اسلام کا ظہور ہوا تو مغرب میں وحشت و بربریت تھی۔ امریکہ وائلڈ ویسٹ تھا اور اہل یورپ کو CAVE MEN کہتے تھے۔ یہ غاروں میں رہتے تھے۔ انگریز جو بڑی آج مہذب قوم ہے یہ غاروں میں رہتے تھے۔ انہیں مکان بنانا نہیں آتا تھا۔ اسلام کی ترقی کے بعد انہوں نے اسلام سے چیزیں چھینیں۔ اب ان کے الیکشن میں بھی اس طرح نہیں ہوتا جس طرح یہاں ہوتا ہے جماعتیں اور پارٹیاں پوری دیانت داری سے اپنے اہل لوگوں کو آگے لاتی ہیں اور پہلے اگر کسی نے صدارتی الیکشن لڑنا ہے تو انہیں اسے اپنی جماعت میں لڑنا پڑتا ہے ۔ اگر جماعت کی اکثریت اسے منتخب کرتی ہے تو پھر عوام کے سامنے آتا ہے۔ یہاں کیا ہوتا ہے؟ جماعتوں کے' پارٹیوں کے ٹکٹ ملتے ہیں کہ یہ میرا وفادار ہے' اس نے مجھے اتنی پجارو کی چابیاں دی ہیں اور اس نے اتنے کروڑ جمع کرائے ہیں جماعت کے فنڈز میں۔ لوگوں کے گلے کاٹتا رہے' میرا وفادار ہے ۔ یہاں جماعتوں کے ٹکٹوں کی تقسیم ایسے ہوتی ہے؟ کیا اس طرح نہیں ہوتی ؟ کافر اس لئے حکومت کر رہے ہیں کہ دنیوی اصول خرید و فروخت کے اصول' اس میں دیانت داری' ایک دوسرے کے تحفظ کے اصول انہوں نے اسلام سے سیکھے۔ یہ تو وحشی اقوام تھیں کیا عجیب بات نہیں ہے کہ امریکہ کے موجودہ صدر پر الزام لگے اور ایک وکیل کو جج مقرر کر دیا۔ کوئی باقاعدہ جج نہیں تھا وہ ایک عدالتی وکیل کو مقرر کر دیا کہ تم اس کے جج ہو۔ اس نے بل کلنٹن کو بلایا اور وہ گھنٹوں بیٹھا اس کے سوالوں کے جواب دیتا رہا اور اپنی تفتیش بھگتتا رہا۔

یہاں کیا ہوتا ہے؟ سپریم کورٹ نے وزیر اعظم کو بلا کر دیکھا؟ مار کھائی ججوں نے اور ایک دن وزیر اعظم صاحب تشریف لے گئے تو ان کے مدح خوانوں نے کہا' جی! حضرت علیؓ کی سنت ادا ہو گئی۔ کیا حضرت علیؓ اس طرح عدالت گئے تھے اور ججوں کو

www.naqshbandiaowaisiah.com

مار مار کر بھگا دیا تھا۔

تو حضرات! دین اسلام اللہ کا دین بھی ہے اور دین فطرت بھی ہے' انسانی مزاج کے مطابق بھی ہے۔ زمانہ لاکھ کروٹیں بدل لے انسان کی بنیادی ضرورتیں وہی ہیں۔ کھانا کھانا' کپڑا پہننا' زندہ رہنا' آبرو کی اور تحفظ کے ساتھ رہنا اور دنیا میں رہنے کے ڈھنگ جاننا' طوراطوار سیکھنا یعنی تعلیم' علاج معالجہ معاش کے' روزی کے ذرائع' جان مال کی تحفظ یہ وہ بنیادی ضرورتیں ہیں۔ کوئی گورا ہو یا کالا کوئی شمالی ہو یا جنوبی کوئی مغرب میں ہو یا مشرق میں اور اسلام کی بنیاد انہی احکام سے شروع ہوتی ہے۔ یاد رکھیے نماز پہلے فرض نہیں ہوئی۔ روزہ پہلے فرض نہیں ہوا۔ جہاد بھی فرض نہیں ہوا حقوق العباد فرض تھے اس وقت مکے کی سوسائٹی سے مقاطع اس وقت بھی کیا گیا کہ تمہاری معاش تمہاری عدلیہ تمہارا سیاسی **Setup** مسلمانوں کو منظور نہیں ہے۔ ابھی تو نماز فرض نہیں تھی عبادات دین کا بہت اعلیٰ حصہ ہیں کہ بندہ براہ راست اللہ کے حضور پیش ہوتا ہے لیکن یہ کس لئے ہیں' ان کا مقصد کیا ہے؟ انسان کو حضوری سے جلا ملے' اس کے شعور کو جلا ملے' اس کے دل کو روشنی ملے اور جب وہ پلٹ کر معاشرے میں جائے تو دین کی خدمت کر سکے' دین کا نفاذ کر سکے' دوسروں کے حقوق کے لئے اپنی جان دینے کا جذبہ لے کر جائے۔ اگر عبادات سے یہ ثمر نہیں ملتا تو عبادت بھی رائگاں جارہی ہے۔

حضرات گرامی! بے شمار شہداء کے نامعلوم قبروں پر اور بے شمار شہداء کی ناموس پر ان کے خون رگ جاں پر وطن عزیز برصغیر کے مسلمانوں کو عطا ہوا اور اللہ ہر اس بندے پر رحم فرمائے جس نے خلوص کے ساتھ اس کی تعمیر میں حصہ لیا ہر اس شہادت کو قبول کرے جو دین اور اللہ کے نام پر اس کی راہ میں ہوئی۔ کیا یہ اس لئے تھا کہ کچھ لوگ چودہ کروڑ مسلمانوں کا خون چوسیں اور چوس چوس کر ان کے پیٹ پھٹ جائیں اور لوگ افلاس میں مبتلا ہو جائیں۔ کیا ملک اس لئے تقسیم ہوا تھا کہ امراء کے بچوں کے لئے الگ کالج اور سکول بنا دیے جائیں اور وہاں اچھے اساتذہ بھی ہوں اور تعلیم کا اچھا معیار بھی ہو اور وہ وہاں سے پڑھ کر باہر ممالک میں بھی جائیں اور آ کر پھر وہی حکمران بھی بنیں اور غریب کے لئے نہ تعلیم ہو' نہ سکول ہو۔ امراء کا علاج مفت ہو' باہر کے ممالک تک سرکاری خرچے پر جائیں اور غریب کو قیمتاً بھی ایک گولی اسپرو کی ملنا ناممکن بنا دو اور اگر ملے بھی تو خالص نہیں ہونی چاہیے۔ کیا یہی اسلام تھا یہی دین ہے اور اسی لئے لوگوں نے قربانیاں دی تھیں؟ قربانیاں دینے والے غلط تھے یا ہم لوگوں نے' بعد والوں نے ان کی قربانیوں کو غلط ثابت کر دیا۔ جو لوگ جانیں دیتے ہیں وہ غلط نہیں ہوتے۔ جو لوگ گردنیں کٹاتے ہیں وہ غلط نہیں ہوتے۔ انڈیا کے حکمرانوں نے' ہندو مہاراجوں نے' ریاستوں کے والیوں نے انگریز کی غلامی قبول کر لی اگر بہادر شاہ ظفر بھی قبول کر لیتا تو انہیں بہادر شاہ ظفر کو قید کرنے اور اس کے بیٹوں کو قتل کرنے کی ضرورت نہ پڑتی۔ ہمارے مورخ الزام تو لگاتے ہیں لیکن یہ بات بھول جاتے ہیں کہ اسے کھانے کے وقت اس کے جوان بیٹوں کے سر کاٹ کر طشتری میں رکھ کر اوپر سے غلاف سے لپیٹ کر بھجوائے گئے اور جب اس کے سامنے اوپر سے غلاف اٹھائے گئے اس نے کٹے ہوئے سر دیکھے تو کہا یہ ہماری خاندانی روایت ہے اس سے انگریز مجھے جھکا نہیں سکتا' اس سے انگریز میرا سر خم نہیں کروا سکتے اور جو ساری عمر رنگون میں قید رہا لیکن غلامی کی آزادی قبول نہیں کی اگر والی دکن سے سمجھوتہ ہو سکتا تھا' جونا گڑھ والوں سے ہو سکتا تھا' تین سو بیس ریاستیں ہندوستان میں تھیں جنہوں نے انگریز سے سمجھوتہ کیا اور سردار انگلشیہ کی غلامی کا کلاوہ گلے میں ڈال کر اپنی ریاستی حیثیت برقرار رکھی۔ تین سو بیس ریاستیں' اس بوڑھے کے پاس تو دلی کا تخت تھا' اگر یہ سمجھوتہ کر لیتا تو انگریز کی ساری مشکل حل ہو جاتی۔ لیکن اس بوڑھے نے بیٹے کٹوائے' عمر بھر قید رہا اور غلامی قبول نہیں کی۔ کیا یہ لوگ غلط تھے یا ہم غلط ہیں سب سے بدنام حکمران تو ہمارے بچوں کو جو پڑھایا جاتا ہے بہادر شاہ ظفر ہی ہے نا اس نے ہی سلطنت کھو دی۔ کھو تو دی لیکن اس نے اپنی اسلامی آن تو نہیں جانے دی اور سلطنت بھی اس لئے کھو دی کہ رفقاء کار وہ تھے جن کے پوتے بعد میں جھوٹے نبی بنے۔ میر جعفروں اور میر صادقوں کے دھوکے نے اور مرزا صاحب کے دھوکے نے

www.naqshbandiaowaisiah.com

بہادر شاہ ظفر کو تباہ کیا اسی غلام احمد قادیانی کا دادا تھا۔ بہر حال یہ ایک الگ بحث ہے۔

غرض یہ ہے عرض کرنے کی کہ اس ملک کے حصول کا مقصد تھا نفاذ اسلام اگلے دن ایک دانشور قائداعظم محمد علی جناح کے پیچھے لگا ہوا تھا کہ جناح صاحب تو چاہتے تھے' خواہ مخواہ درمیان میں ملاں آ گئے۔ اس کی بات ختم ہوئی' دوسرے دن دوسرا ایک دانشور تھا ٹیلی ویژن پر اور ہونک ہونک چہرے ہیں جنہیں کوئی جانتا نہیں پہچانتا نہیں' پتہ نہیں کہاں سے تلاش کر بیٹھتے ہیں ٹیلی ویژن والے یا حکومت انہیں کہاں سے نکال لیتی ہے جنہیں وزیر بناتے ہیں ان کی قوم تک پہلے علم میں نہیں ہوتی۔ بھٹو صاحب نے بنائے' کوئی بزنجو آ گیا کوئی دوسرا آ گیا۔ ضیاء صاحب نے بنائے تو کوئی عجیب وغریب نام آ گئے۔ نواز شریف نے بنائے تو اس سے بھی عجیب و غریب نئے نئے نام پتہ نہیں کہاں کہاں سے نکالتے ہیں۔ اب نئی حکومت میں آئے تو اس سے بھی عجیب تر آ گئے تو وہ فرما رہے تھے نہیں سیکولر تو نہیں تھے قائداعظم اور وہ مذہبی بھی نہیں تھے بس ان کا خیال تھا کہ جمہوری ملک بن جائے' یہ جمہوری کیا ہوتی ہے۔ اللہ کے دین سے زیادہ کہیں جمہوریت ہے؟ جہاں ہر متنفس وہ مومن ہو یا کافر اسے زندہ رہنے کا حق ہے' اسے عقیدہ رکھنے کی آزادی ہے' اسے جائز وسائل کے اندر روزی پیدا کرنے کی آزادی ہے' جائز املاک رکھنے کی آزادی ہے۔ اس غیر مسلم کی جان مال آبرو اسی طرح حرام ہے جس طرح مسلمان کی جان مال آبرو حرام ہے۔ اس سے بڑھ کر جمہوریت کا تصور کیا ہوتا ہے۔ آن کے اپنے ہتھکنڈوں کو اور بدمعاشی کو جمہوریت کا نام دے کر دولت کے بل بوتے پر جعلی الیکشن کروا کر طاقت کے بل بوتے پر فرضی ووٹ ڈلوا کر ایک تماشا بنا لینا یہ جمہوریت ہے؟ میں دعوے سے کہہ سکتا ہوں کہ آدھے سے زیادہ بلوچستان میں کسی پولنگ سٹیشن پر کوئی پولنگ صندوق بھی نہیں رکھتا نہ کوئی ووٹ دینے آتا ہے۔ سندھ کے آدھے سے زیادہ حصے پر کوئی الیکشن نہیں ہوتا' جہاں حکومت ہی ڈاکوؤں کی ہے وہاں الیکشن کرانے کون جاتا ہے۔ سرحد میں یہی عالم ہے اور پنجاب کے بھی ایک چوتھائی حصے پر فرضی الیکشن ہوتے ہیں' یہاں بھی ایسے گاؤں' ایسے علاقے میں آپ کو لے جا کر الیکشن دکھا سکتا ہوں جہاں ووٹ لینے والے ہی ووٹ ڈال رہے ہوتے ہیں اور کوئی نہیں آتا کیا یہ جمہوریت ہے۔ آپ جمہوریت کے نام پر کتنی بھی خوبصورت تصویر بنا لیں کیا وہ دین ہوگی؟ اگر نہیں ہوگی تو ہمارا مدعا دین ہے' ہمارا مقصد دین ہے' ہماری منزل دین ہے۔ وہ جمہوریت ہماری منزل ہے جو دین کے اندر ہے۔ وہ حقوق ہماری منزل ہیں جو دین کے اندر ہیں اور حکمرانوں کو چاہیے کہ جہاں اربوں روپے حکمرانوں پر خرچ ہوتے ہیں وہاں غریب کی تعلیم پر بھی ان کا حصہ دیا جائے۔

وطن عزیز میں بنیادی تعلیم کم از کم میٹرک تک مفت ہونی چاہیے۔ ہر بچے کا تعلیمی خرچ حکومت کو ادا کرنا چاہیے۔ ثقافتی طائفوں کے نام پر بھانڈوں اور کنجروں پر اربوں روپے خرچ ہو جاتا ہے' امراء کی عیاشیوں اور بیماریوں کے بہانے سے اربوں روپیہ خرچ ہوجاتا ہے امراء کو ادھار کے نام پر اربوں روپیہ دے کر قرضے معاف کر دیے جاتے ہیں کیا وہ غریب کی بہتری کے لئے خرچ نہیں ہوسکتا؟۔ معاشی نظام و اسلامائز کیا جائے تاکہ جن لوگوں کا سرمایہ بنکوں میں ہے انہیں بنکوں سے منافع ملے اور یاد رکھیں بنک سود پر نہیں چل رہے۔ کم از کم پاکستان کے بنک سود پر نہیں چل رہے اس لئے کہ پچاس سالوں میں جتنے قرضے معاف کیے اربوں روپے کے اتنا تو سود نہیں کیا پھر بھی ہر بنک منیجر کے پاس چار چار آٹھ آٹھ گاڑیاں ہیں اور ان کا بنک کا چپڑاسی اتنی تنخواہ لیتا ہے جو ہمارے جیسا بندہ سوچ نہیں سکتا۔ تو یہ پیسہ کہاں سے آتا ہے؟ بنک چلتے ہیں اپنے پراجیکٹ پر اپنے منصوبوں پر اربوں روپیہ کماتے ہیں اور جن کا پیسہ ہے عام آدمی کے پیسے سے خزانہ بنتا ہے چار فیصد اور پانچ فیصد اور سات فیصد اور وہ بھی سود کے نام پر دیتے ہیں۔

ضیاء الحق مرحوم کے زمانے میں PLS اکاؤنٹ شروع کرایا گیا یہاں اسلام بھی عجیب ہے ہمارے یہاں ایک گاؤں ہے تو ان کا ایک ہی تالاب تھا بارانی علاقہ ہے' بارشی علاقہ ہے' کنواں وغیرہ تھا نہیں' ایک ہی تالاب تھا بڑا سا۔ اب بیبیوں نے کپڑے بھی دھونے ہوتے ہیں' جانوروں نے پانی

بھی پینا ہوتا ہے' اس میں پیشاب بھی کرتے ہیں' گوبر بھی کرتے ہیں' پینے کا پانی بھی چاہیے' اکٹھے ہوئے بجنی کیا کریں تالاب ایک ہے جانوروں نے بھی پینا ہے بیبیاں کپڑے دھوتی ہیں اس میں صابن بھی گھولتی ہیں تو کیا کیا جائے؟ انہوں نے کہا بھائی اور تو کچھ ہو نہیں سکتا اس کے درمیان باڑ لگا دو اس طرف بیبیاں کپڑے دھوتی رہیں، جانور پیتے رہیں اس طرف سے ہم پیتے رہیں گے انہوں نے درمیان میں کانٹے دار ٹہنیاں کھڑی کر کے باڑ لگادی۔اب پانی کا میل باڑ سے رکتا ہے؟ تو ضیاءالحق کے زمانے میں سودی نظام میں ایک باڑ لگا کر PLS اکاؤنٹ متعارف کرایا۔PLS پرافٹ اینڈ لاس شیئرنگ اکاؤنٹس۔ مجھے فیصل آباد ڈویژن کا یقینا علم ہے کہ تین مہینے بعد PLS اکاؤنٹس پر فیصل آباد ڈویژن میں بنک والوں کی میٹنگ ہوئی اور اس کا آمدن اور نفع کا حساب کیا گیا تو جو حساب اگرچہ وہ آدھا تھا باقی شعبہ سود پر ہی چل رہا ہے اور آدھا شعبہ جو ہے وہ حلال چل رہا ہے تو جو پرافٹ ڈسٹری بیوشن آئی وہ تھی 26% پرسنٹ تو بنک والوں نے سر پکڑ لئے کہ اگر 26% دو گے تو سارے اکاؤنٹس سے لوگ پیسے نکلوا کر PLS میں رکھ دیں گے اور آپ کے پاس کوئی اکاؤنٹ نہیں رہے گا۔ اس میٹنگ میں یہ طے ہوا کہ اسے ہمیشہ چھ اور سات فیصد کے درمیان رکھو۔ اب چھ ساڑھے چھ پونے چھ سات پونے سات ہر بار مختلف تقسیم کرتے ہیں لیکن چھ اور سات سے اوپر نیچے نہیں جاتے' حقیقت میں منافع 26% چھبیس تیس 30% تیس فیصد ہوتا ہے۔

تو اگر صرف بنکوں کو اسلامائز کر دیا جائے ان کے جو پرافٹ آتے ہیں ان کا جو منافع آتا ہے اس میں عام آدمی کا حصہ ہو تو جس کے دس پندرہ ہزار بنک میں ہیں اس کو مہینے کی گزارے کی آمدن ہو جائے۔ ہزاروں والے کو نہ ہو تو لاکھ والے کو تو ہو ہی جائے۔ نظام زکواۃ نافذ کیا جائے تو پورے ملک کی زکواۃ قربانی کی کھالیں زمین کی پیداوار پر عشر مویشیوں پر زکواۃ اونٹوں پر زکواۃ بھینسوں پر زکواۃ بکریوں پر زکواۃ گائیوں پر زکواۃ سونے اور چاندی پر زکواۃ اس کا حساب کیا جائے تو ملکی بجٹ سے کم از کم دس گنا زیادہ پیسہ جمع ہوتا ہے' جس سے آرام سے ہر بچے کی تعلیم مفت کی جا سکتی ہے میٹرک تک' جس سے آرام سے سارے دینی اداروں کی ضرورت مکمل طور پر پوری کی جا سکتی ہے' جس سے آرام کے ساتھ ہر بیمار کو مفت علاج مہیا کیا جا سکتا ہے' جس کے ساتھ آرام سے ہر بے روزگار کو پنشن یا معاوضہ یا بے روزگاری الاؤنس دیا جا سکتا ہے' جس سے بے گھر افراد کے گھر بنائے جا سکتے ہیں' آخر کیوں ایسا نہیں کیا جاتا؟ کیا اس لئے کہ طبقہ امراء کو اس کی ضرورت نہیں اور غرباء کی کسی کو فکر نہیں؟ ایسا کیوں نہیں ہوتا اس لئے کہ امراء کو اس کی ضرورت نہیں ان کے بچے اچھے سکولوں میں پڑھتے ہیں' ان کو اچھے ڈاکٹرز نصیب ہیں بلکہ حکومت مفت علاج کرواتی ہے ان کا۔ارے یہ مر جائیں تو سرکاری جہازوں پر شفٹ کیے جاتے ہیں اور ایسے شفٹ کیے جاتے ہیں کہ موسیٰ خان گورنر ہاؤس میں مرے اور ان وفاداریاں دیکھو کہا مجھے دفن ایران میں کرنا یا عراق میں کرنا اس قوم نے تجھے ایک حوالدار سے آرمی چیف بنایا' ایک سپاہی سے آرمی چیف بنایا اور اس پر قوم کا کتنا خرچ آیا ہوگا تجھے مغربی پاکستان کا گورنر بنایا اور تو مرا بلوچستان کا گورنر ہو کر بیاسی پچاسی سال تو قوم پر سوار رہا' اربوں روپے تجھ پر خرچ کر کے ایک عام آدمی سے تجھے ایک بین الاقوامی حیثیت کا بنا دیا اس زمین میں دفن ہونا بھی پسند نہیں کرتا تو اس ملک سے کیا وفا کی ہوگی تو نے جس زمین میں تو اپنی قبر بھی پسند نہیں کرتا اور یہ ایسا عجیب ملک ہے کہ یہ آپ کے اور میرے جو ٹیکس ہم دیتے ہیں ان پیسوں پر' اس لاش کو بھی جہاز میں سوار کر کے وہاں جا کر دفن کیا گیا۔ غریب کے لئے کچھ نہیں' حکومت کا خزانہ خالی ہے۔ جو آتا ہے خالی خزانے سے کھربوں لوٹ کر چلا جاتا ہے' آنے والا کہتا ہے خالی ہے۔ بے نظیر کہتی تھی خزانہ خالی ہے' نواز شریف کہتا تھا خالی ہے' اب نئے والے کہتے ہیں اتنے ارب وہ لے گیا' وہ خالی خزانے سے کیسے لے گیا؟ یہ خالی والا پہلو غریب کے لئے ہے حکمرانوں کے لئے آج بھی بھرا ہوا ہے ٹکے ٹکے کا جو ایک وزیر بنا دیا گیا ہے پرائمری سکول چلانے والے وہ بھی کروڑوں کی امداد دے رہے ہیں وہ کہاں سے لا رہے ہیں انہوں نے تو کروڑوں کا عدد سنا ہوا نہیں تھا انہیں تو کروڑوں کی ضرب

www.naqshbandiaowaisiah.com

تقسیم نہیں آتی تھی۔

تو حضرات گرامی! اللہ کا ذکر بہت بڑی نعمت قرب الٰہی کا سب سے مختصر راستہ' اللہ کی عبادت بہت بڑی نعمت اور خصوصاً صلوٰۃ اور سجدہ قرب الٰہی کا مختصر ترین راستہ۔ لیکن اللہ اس بندی کو اپنا قرب عطا نہیں کرتا جو اس کے بندوں کے لئے مفید نہ ہو۔ اللہ کو ایسے بندے نہیں چاہئیں جو صرف اپنی ذات کے لئے آرام طلب کرتے ہوں۔ اللہ کو وہ چاہئیں جو اللہ کے بندوں کے لئے کام کرتے ہوں۔ یہی امتحان یہی آزمائش اور یہی اسلام ہے جب ہم کہتے ہیں کہ اسلام نافذ کیا جائے تو مراد یہ ہوتی ہے کہ غریب کے بچے کو تعلیم دی جائے' بے روزگار کو روزگار دیا جائے' مفلس کی دست گیری کی جائے' بیماروں کا علاج کیا جائے' بے روزگاروں کو فنڈز دیے جائیں اور یہ ایک طبقہ امراء کہاں سے پیدا ہو گیا؟ بھئی کیا ہم اس زمین کے رہنے والے ایک طرح کے لوگ نہیں ہیں۔ اتنی اتنی سہولتیں ایک طبقے کو کہ اس سے دولت گنی نہیں جاتی' دوسرا اتنا پس گیا ہے کہ وہ روٹی کے ٹکڑے کو ترس گیا ہے تو اسلام سے مراد وہ مکمل ضابطہ حیات ہے جو ہر بندے کو صرف اللہ کا بندہ اور ہر ایک کو اللہ کے حضور جوابدہ کرے گا۔ جو امیر کی دولت کو غریب کے لئے تقسیم کرائے جو اس سے زکواۃ کے نام پر ٹیکس اور جو صدقات کے نام پر اسے مزید تقسیم پر اکسائے جو تعلیم برابر کردے جہاں چیف ایگزیکٹو کا بچہ پڑھتا ہو وہاں غریب کا بچہ اس درجے کی تعلیم حاصل کر سکے یہ اسلام ہے' یہ دین ہے اور صرف دینی تعلیم ہی نہیں' دنیوی تعلیم بھی اتنی ہی اہم ہے۔ انسانی تعلیم کے دو شعبے ہیں ایک وہ رخ جو اس کا اللہ کی طرف ہے اس کے لئے دینی تعلیم ضروری ہے ایک وہ رخ جو مخلوق کے ساتھ تعلق ہے' اس کیلئے دنیوی تعلیم اشد ضروری ہے' دونوں کی اہمیت ہے اپنی اپنی اور مبارک ہیں وہ لوگ جو اس کے لئے جدوجہد کرتے ہیں جو اس کے لئے قربانیاں دیتے ہیں اور یہ مقصد حیات ہے۔

حضرات ہمارا کوئی مقصد کوئی نئی سیاسی جماعت بنانا یا بے شمار ساون کی مینڈکوں میں ایک اور مینڈک پیدا کرنا نہیں ہے ہمارا مقصد ہے کہ اسلام کو بحیثیت دین قبول کیا جائے' بحیثیت مذہب نہیں۔ اب ریاستی طور پر ہمارا مذہب اسلام ہے۔ ایک تہذیب ہے ایک معاشرہ ہے ایک طرح کا رہن سہن ہے لیکن دین نہیں ہے اس لئے کہ عدالت اس کے تابع نہیں ہے' معیشت اس کے تابع نہیں ہے' سیاست اس کے تابع نہیں ہے' تعلیم اس کے تابع نہیں ہے' علاج معالجے کا شعبہ اس کے پاس نہیں ہے' کچھ بھی نہیں ہے صرف عبادات تک محدود ہے۔ ایک مذہب ہے ایک رویہ ہے ایک تہذیب ہے' اسلام رویہ یا تہذیب کا نام نہیں ہے (ان الدین عنداللہ الاسلام) اللہ کے نزدیک اسلام ایک دین ہے جو عقیدے سے لے کر عمل تک ہر ایک شئے کو جامع ہے اور آپ لوگوں سے میری گزارش ہے کہ ہمارے عام آدمی کو جان بوجھ کر تعلیم اور شعور سے بے گانہ رکھا جارہا ہے۔ اس کے بچوں کو علم نہیں ملتا' اسے روزگار کے مواقع نہیں ملتے' اس پر عدل کے نام پر ظلم کیا جاتا ہے' ان لوگوں کو بتاؤ کہ تمہاری جائے پناہ آج بھی دامان رحمت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں ہے' تمہاری جائے پناہ آج بھی اللہ کے قرآن میں ہے' سب کے لئے جائے امان آج بھی اللہ کا دین ہے' ایک تحریک پیدا کردو' ایک موومنٹ پیدا کردو جو اسلام کو دین ماننے سے کم کسی سطح پر راضی نہ ہو۔

اللہ کریم ہم سب کو توفیق دے' ہماری لغزشوں سے درگزر فرمائے' ہماری کوتاہیاں معاف کرے اور ہمارا جان مال خون بھی قبول فرمائے۔

وآخر دعوانا ان الحمدللہ رب العلمین

ضروری اطلاع

جو خواتین و حضرات امیر تنظیم کو خطوط لکھتے ہیں براہ کرم نوٹ فرمائیں۔

(۱) صرف جواب طلب امور کا جواب دیا جاتا ہے بشرطیکہ خط لکھنے والا جوابی لفافہ پر اپنا ایڈریس لکھ کر بھیجے۔

(۲) جو قارئین صرف اخباری خبریں پڑھ کر استفسار کے لئے خطوط لکھتے ہیں وہ مطلع ہوں کہ اخبارات بوجوہ پوری بات نہیں لکھتے جس کی وجہ سے بہت سے سوالات پیدا ہوتے ہیں۔ امیر تنظیم کی ہر تقریر کی آڈیو اور ویڈیو کیسٹ بنتی ہے لہٰذا اگر کسی کو کوئی وضاحت درکار ہو تو وہ متعلقہ تقریر کی کیسٹ سماعت فرمائے۔ اس کے بعد بھی کوئی اشکال باقی رہے تو وہ ضرور لکھے۔

بصورت دیگر جواب نہیں دیا جائے گا۔ (ادارہ)

www.naqshbandiaowaisiah.com

تحریک آزادی کے سپہ سالار امیر شریعت

سید عطاء اللہ شاہ بخاری

تحریر۔ عامر چوہدری

تحریک آزادی پاک و ہند میں جن شخصیات کے کارہائے نمایاں تاریخ میں جلی حروف میں رقم ہیں ان میں ایک ایسی شخصیت کا ذکر بھی ہے جس نے اپنی پوری زندگی برصغیر سے سامراج کے انخلاء کے لئے وقف کردی۔ اس راستے پر آنیوالی دشواریوں کو خندہ پیشانی سے قبول کیا۔ دارورسن کے مرحلے طے ہے جیل کی تنگ تارک کوٹھڑیاں بھی جس کے پایہ استقلال کومتزلزل نہ کرسکیں وہ مرد حر کہ جس نے اپنی خطابت سے فرنگی ایوانوں میں آگ لگادی۔ جس نے انگریز کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بات کرنے کی جرأت عام ہندوستان کے ہر کوچہ بازار میں عام کی، وہ بطل حریت جہاد گزاری کا عظیم سرخیل امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری ہے۔ سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ یکم ربیع الاول ۱۳۱۰ھ ۱۸ دسمبر ۱۸۹۲ء جمعۃ المبارک محلہ کانہ باغ پٹنہ عظیم آباد صوبہ بہار میں بوقت سحر پیدا ہوئے۔ آپ کے والد کا نام سید حافظ ضیاء الدین بخاریؒ تھا۔ ابتدائی تعلیم شاہ جی نے اپنے والد ماجد سے حاصل کی۔ آپ کے اساتذہ میں مفتی حسنؒ اور مولانا نور محمد سہروردیؒ قابل ذکر ہیں۔ آپ بڑے ذہین اور فطین فہم کے مالک تھے۔ حضرت شاہ جی کی آواز میں اللہ تبارک و تعالیٰ نے خاص درد و سوز بھر دیا تھا۔ جب وہ قران پاک کی تلاوت کرتے تو ایسا محسوس ہوتا تھا جیسے آیات کا نزول ہورہا ہے۔ لوگ ان کا قرآن بڑے شوق اور ذوق سے سنتے تھے حتیٰ کہ ان پر عجیب کیفیت طاری ہوجاتی تھی۔ یہ اللہ تبارک تعالیٰ کا شاہ جی کو خاص اعجاز تھا وہ اپنے وقت کے بہت بڑے خطیب تھے لفظ ان کے آگے صف باندھے کھڑے رہتے تھے۔ وہ اکثر ایک ہی موضوع پر ساری ساری رات خطاب کرتے رہتے تھے۔ حتیٰ کہ فجر کی اذان ہوجایا کرتی تھی۔ انہوں نے اپنی خطابت سے برصغیر پاک و ہند کے لوگوں میں آزادی وطن کا صور پھونکا انہوں نے ہندوستان کے چپے چپے میں جاکر انگریز سامراج کے خلاف نعرہ حق بلند کیا۔ شاہ جی برصغیر پاک و ہند کی ملکی سیاست میں اس طرح داخل ہوئے کہ مطلع سیاست پر چھا گئے اور تھوڑے عرصے میں انکی خطابت اور عزم نے انگریزی ایوانوں کو لرزا دیا۔ بلاشبہ تاریخ برصغیر میں شاہ جی کا کردار اپنی حقیقت رکھتا ہے۔ ۱۹۲۱ء میں جب پہلی مرتبہ انگریز سامراج کے خلاف تقریر کرنے کی پاداش میں سزا سنائی گئی تو مقدمہ مجسٹریٹ کی طرف سے حبس دوام کی سزا متوقع تھی مگر سزا صرف تین سال قید بامشقت سنائی گئی۔ شاہ جی نے مجسٹریٹ کی طرف دیکھتے ہوئے شعر پڑھا۔ دار کے حقدار کو قید سہ سالہ ملے ہائے مشکل تھی جو آسان ہوتے ہوتے رہ گئی جب شاہ جی کو جیل میں منتقل کرنے کے لئے سٹیشن لایا گیا تو ہندوستان کی عوام نے دیکھا پاؤں میں لوہے کی بیڑیاں اور ہاتھوں میں ہتھکڑی۔ اس حالت میں جب یہ مرد درویش سٹیشن کی عمارت میں داخل ہوا تو پتھر بھی آبدیدہ ہوگئے۔ برطانوی سامراج کا دشمن، وطن کا سپاہی، قران کا مبلغ، آزادی وطن کے جرم میں آہنی زنجیروں میں جکڑا ہوا یہ کہتے ہوئے آگے بڑھا۔

"عشق اپنے مجرموں کو پا بجولاں لے چلا"

شاہ جی ساری عمر بتان آذری کو پاش پاش کرتے رہے کیسے کیسے بت تھے جو انہوں نے توڑے۔ فرنگی استعمار اور قادیانیت کا بت، معاشی استحصال کا بت، جاہلانہ رسوم و رواج کا بت، شرک و بدعات کا بت، ملمع ساز پیران پارسائی کا بت، سیاست کی جعلی شہ بازوں کا بت۔ بت شکنی کا یہ سارا عمل انہوں نے لا الہ کی تیغ براں سے سرانجام دیا۔ ۱۹۲۹ء میں جب مجلس احرار اسلام کی بنیاد رکھی گئی تو شاہ جی کو اس کا پہلا صدر منتخب کیا گیا۔ شاہ جی نے مجلس احرار اسلام کے پلیٹ فارم سے اپنی جدوجہد کا آغاز کیا۔ اور انگریزوں کے ایوانوں میں اپنی بیباکانہ خطابت سے آگ لگا دی۔

www.naqshbandiaowaisiah.com

مجلس احرار اسلام نے امیر شریعت کی قیادت میں کئی تحریکیں برپا کیں جس میں تحریک مدح صحابہ اور پھر ۱۹۵۲ء میں تحریک تحفظ ختم نبوتؐ۔ ۱۹۳۰ء کے آخری دنوں میں لاہور میں انجمن خدام الدین کا سالانہ اجلاس منعقد ہوا۔ جس کی صدارت دیوبند کے شیخ الحدیث حضرت علامہ انور شاہ صاحب کشمیری نے فرمائی۔ شاہ جی بھی اس جلسہ میں موجود تھے۔ وقت اور حالات کی موجودگی میں علمائے ہندوستان کا تاریخی اجتماع تھا اس جلسہ میں علامہ انور شاہ کشمیری نے شاہ جی کو امیر شریعت منتخب کیا۔ ۵۰۰ سے زائد علماء کرام نے آپ کے ہاتھ پر بیعت کی۔ شاہ جی نے ساری عمر اپنے لفظ امیر شریعت کی پاسداری کی وہ واقعی امیر شریعت ہی تھے وہ اکثر کہا کرتے تھے میری خواہش ہے کہ فرنگی میرا دیس چھوڑ جائے۔

ایک دفعہ کا واقعہ ہے۔ شاہ جی جیل میں سورہ یوسف کی تلاوت کر رہے تھے کہ گورنمنٹ آف انڈیا کا برطانوی نژاد ہوم منسٹر معائنہ کے لئے آپہنچا۔ شاہ جی سے مخاطب ہوکر بولا، شاہ جی آپ اچھے ہیں؟ شاہ جی نے کہا خدا کا شکر ہے۔ دوبارہ پوچھا کوئی سوال؟ شاہ جی نے کہا میں سوال صرف اپنے اللہ سے کرتا ہوں اس نے کہا میں آپ کی کیا خدمت کرسکتا ہوں؟ شاہ جی بولے جی ہاں! میرے ملک سے نکل جاؤ۔ آپ نے ہندوستان کے چپے چپے راس کماری کے ساحل سے لے کر خیبر کی سرحد تک برصغیر پاک و ہند کے لوگوں میں آزادی کی روح پیدا کی۔ شاہ جی تقریر کرتے اور پھر جیل چلے جاتے، رہا ہوتے تقریر کرتے اور پھر جیل چلے جاتے۔ شاہ جی کی زندگی کا ایک حصہ قید و بند کی صعوبتوں میں گزرا۔ شاہ جی اپنے وقت کے بہت بڑے خطیب تھے ان کے بعد برصغیر پاک و ہند کی دھرتی نے ان جیسا کوئی خطیب پیدا نہیں کیا۔ شاہ جی کو بہت سی زبانوں پر عبور حاصل تھا۔ ایک بار وہ بولے "اگر مجھے ریڈیو ماسکو سے تلاوت قرآن کا موقع ملے تو وہاں سے اللہ اللہ کی صدائیں آنا شروع ہوجائیں۔"

علمائے ہندوستان کے اس تاریخی اجتماع پر علامہ انور شاہ کشمیری نے شاہ جی کو امیر شریعت منتخب کیا 500 سے زائد علماء کرام نے آپ کے ہاتھ پر بیعت کی

شاہ جی اپنے وقت کے عاشق رسولؐ تھے انہوں نے تحفظ ناموس رسالتؐ کے لئے جو جدوجہد کی وہ تاریخ کے ماتھے کا جھومر تھے۔ قادیانیوں کی اصل حقیقت اور ان کا تعاقب شاہ جی کی زندگی کا مقصد تھا۔

انہوں نے کہا کہ اگر آج مجھے کوئی اس بات کا یقین دلا دے کہ کل ہندوستان کے کسی قصبے کی کسی گلی میں شریعت اسلامیہ کا نفاذ ہونے والا ہے تو میں آج ہی اپنا سب کچھ چھوڑ کے آپ کا ساتھ دینے کو تیار ہوں لیکن یہ بات میری سمجھ سے بالاتر ہے کہ جو لوگ اپنے جسم پر اسلامی قوانین نافذ کرسکتے ہیں یہ ایک فریب ہے اور میں فریب کھانے کے لئے ہرگز تیار نہیں۔ ادھر مشرقی پاکستان ہوگا ادھر مغربی پاکستان ہوگا۔ درمیان میں چالیس کروڑ ہندو متعصب آبادی ہوگی۔ جس پر ان کی اپنی حکومت ہوگی اور لالوں کی حکومت ہوں۔ لالے دولت والے، لالے ہاتھیوں والے، ہندو اپنی عیاری اور مکاری سے پاکستان کو ہمیشہ تنگ کرتا رہے گا اور اسے کمزور بنانے کی کوشش ہوگی۔ اس تقسیم کی بدولت آپ کا پانی روک دیا جائے گا۔ آپ کی معیشت تباہ کرنے کی کوششیں ہوں گی اور آپ کی یہ حالت ہوگی کہ بوقت ضرورت مشرقی پاکستان مغربی پاکستان کی اور مغربی پاکستان مشرقی پاکستان کی مدد کرنے سے قاصر ہوں گے۔ پاکستان میں چند خاندانوں کی حکومت ہوگی یہ خاندان زمینداروں صنعتکاروں، سرمایہ داروں کے خاندان ہوں گے۔ انگریز کی پروردہ فرنگی سامراج کے خود کاشتہ پودے سرداروں، نوابوں اور جاگیرداروں کے خاندان ہوں گے جو اپنی من مانی کاروائیوں سے عوام الناس کو پریشان کرکے رکھ دیں گے۔ غریب کی زندگی اجیرن ہوگی۔ امیر دن بدن امیر تر ہوجائیں گے اور غریب غریب تر۔

شاہ جی کی سیاسی بصیرت آنے والے حالات کی عکاسی کر رہی تھی اور حقیقت بھی یہی ہے اور جو کچھ ہوا وہ ہر کان نے سنا اور ہر آنکھ نے دیکھا کہ شاہ جی کی باتیں لحظہ بہ لحظہ سچ ثابت ہوئیں۔ پاکستان بن جانے کے بعد شاہ جی استحکام پاکستان کے لئے کوشاں ہوگئے۔ ایک موقع پر انہوں نے فرمایا "میں نے جو کچھ کیا اللہ اور اس کے رسولؐ کے لئے کیا مجھے ایک لحظہ کے لئے بھی اپنی کسی حرکت پر ندامت نہیں۔ میرا دماغ غلطی کرسکتا ہے، لیکن میرے دل نے کبھی غلطی نہیں کی مجھ سے

www.naqshbandiaowaisiah.com

زیدہ وفاداری کا ثبوت مانگنے والے پہلے اللہ اور اس کے رسول کو وفاداری کا ثبوت دیں۔ میں ان لوگوں میں سے نہیں جو انسانی ضمیر کی سوداگری کرتے ہیں میں اس شخص کو دھوپ چھاؤں کی اولاد سمجھتا ہوں جو قوم کو بیچتا ہے ملک سے غداری کرتا ہے وہ جس ہنڈیا میں کھاتا ہے اسی میں چھید کرتا ہے۔ میں نے صرف ایک اللہ کے آگے جھکنا سیکھا ہے میں ان لوگوں کا وارث نہیں جنہوں نے درباروں کی دہلیزیں چاٹی ہیں میں ان کا وارث ہوں جو شہادت کے رستے میں سروں کو ہتھیلی پر لئے پھرتے ہیں۔''

ایک موقع پر فرمایا ''میں ان لوگوں میں سے نہیں جو صدا دیتے پھریں کہ میں توشہ وفاداری لئے پھرتا ہوں میری انگلی پکڑ کر اپنی ساتھ لے چلو جس مقتل میں چاہو مجھے ذبح کردو۔ میں خوش ہوں میری خوشی بے کراں ہے کہ اس ملک سے انگریز نکل گیا۔ میں دنیا کے کسی خطے میں بھی سامراج دیکھ نہیں سکتا میں اس کو قرآن اور اسلام کے خلاف سمجھتا ہوں پاکستان نے جب بھی پکارا واللہ واللہ میں اس کے ذرہ ذرہ کی حفاظت کروں گا۔ مجھے یہ اتنا ہی عزیز ہے جتنا کوئی اور دعویٰ کرسکتا ہے۔ میں قول کا نہیں عمل کا آدمی ہوں اس طرف کسی نے آنکھ اٹھائی تو پھوڑ دی جائے گی۔ کسی نے ہاتھ اٹھایا تو کاٹ دیا جائے گا۔

۱۹۵۳ء میں تحریک تحفظ ختم نبوت میں شاہ جی نے قائدانہ کردار ادا کیا اور اپنے بڑھاپے کے باوجود ملک بھر میں تقریریں کیں۔ عشق محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے باعث وقت کے کے ہلاکو خانوں نے آپکو پابند سلاسل کیا جو سلوک شاہ جی سے جیل میں ہوا وہ قابل تحریر نہیں بلکہ بس اتنا کہوں گا تحریک آزادی کے اس سپہ سالار کو پاکستان بن جانے کے بعد یعنی جیل کے تنگ و تاریک کوٹھڑیاں آباد کرنا پڑیں جو ایک لمحہ فکریہ ہے شاہ جی اپنی بیماری اور بڑھاپے کے باوجود تحریک تحفظ ختم نبوت کے لئے دن رات کوشاں رہے۔ وہ کہا کرتے تھے میرے لئے جیل کی یہ کوٹھڑیاں نئی نہیں ہیں۔ عمر کا ایک حصہ انہی میں گزارا ہے۔

وہ اپنے وقت کے بہت بڑے خطیب تھے، لفظ ان کے آگے صف باندھے کھڑے رہتے تھے، وہ اکثر ایک ہی موضوع پر طلوع فجر تک خطاب کرتے رہتے تھے

تحریک تحفظ ختم نبوت کے جرم میں بہت سے لوگ پابند سلاسل ہوئے بہت سے لوگ اس راستے پر اپنے جانیں نچھاور کر گئے۔

شاہ جی نے اپنی ساری زندگی سادگی سے گزاری انہوں نے ہمیشہ کھدر پہنا سادہ کھایا۔ آپ چاہتے تو بہت مال و زر جمع کرسکتے تھے مگر آپ نے دنیا کی تمام آلائشوں سے اپنے آپ کو دور رکھا وہ ایک داستان تھے جو کبھی نہیں ختم ہوسکتی۔ ایک مرتبہ انہوں نے کہا کون لکھے گا میری سوانح؟ ایک طوفان تھا جو گزر گیا۔ میں نے بنجر زمینوں میں ہل جوتے، تاریک صحراؤں میں سفر کیا اور قبرستانوں میں اذانیں دیں، میں وہاں پہنچا ہوں جہاں دھرتی پانی نہیں دیتی تھی، میں نے ہندوستان کے کروڑوں انسانوں کے دلوں سے انگریز کا خوف نکال کر آزادی کی روح پھونکی۔ یہ تحریک آزادی کا مجاہد، بطل حریت، عاشق رسولؐ، جہاد آزادی کا عظیم سرخیل ۲۱۔ اگست ۱۹۶۱ء شام ۶ بجکر ۵۵ منٹ پر اپنے خالق حقیقی سے جاملا۔

شاہ جی اکثر کہا کرتے تھے ''میں وہاں چلا جاؤں گا جہاں سے لوٹ کر کوئی نہیں آیا، پھر تم مجھے پکارو گے مگر تمہاری پکار تمہارے کانوں سے ٹکرا کر تمہیں ہلکان کردے گی مگر ...... تم مجھے نہ پاسکو گے۔''

شاہ جی نے ایک مرتبہ کہا تھا ''وہ وقت آئے گا تم ہماری قبروں پر آکر روؤ گے اور کہوگے تبھی لوگ سچے تھے۔

شاہ جی صاحب نے اپنی پوری زندگی رب کی دھرتی رب کا نظام نافذ کرنے کی کوششوں میں گزار دی۔ اگر ہم ان کی زندگی پہ نگاہ کریں تو بالکل اسی طرح کا کردار ہمارے امیر ملک محمد اکرم اعوان ادا کر رہے ہیں۔ اس بطل جلیل نے خانقاہوں سے نکل کر رسم شبیری کی طرح ڈالی ہے۔ اور اپنے شیخ حضرت مولانا اللہ یار خان کے مشن کو لے کر تنظیم الاخوان کے پلیٹ فارم پر رب کی دھرتی رب کا نظام کا نعرہ لیکر مسلمانان پاکستان میں ایک نئی روح پھونک دی ہے۔

امیر شریعت کی طرح امیر تنظیم الاخوان کی زیر سایہ انشاء اللہ العزیز نفاذ اسلام اس ملک کا مقدر ہے۔ وہ وقت دور نہیں جب تاریخ اس صوفی اور اس کے مریدین کو شہداء غزوہ ہند اور غازیان غزوہ ہند کے نام سے یاد کرے گی۔

www.naqshbandiaowaisiah.com

فرقہ بندی ہے کہیں اور کہیں ذاتیں ہیں

خطاب۔ امیر محمد اکرم اعوان
لاہور 21-4-2000

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

واعتصموا بحبل اللہ جمیعاً و لا تفرقوا

(آل عمران ۳۔۱)

گزشتہ نصف صدی سے جو بات پیش نظر رہی ہے وہی بات آج پھر ہمارے معاشرے کا موضوع سخن ہے۔ حصول پاکستان اور اس کے لئے عامۃ المسلمین کو میدان میں اُتارنے کا سبب اسلام اور اسلامی نظام کا دعویٰ ہے۔ اسلامی ریاست کا دعویٰ ہے جب ریاست بن گئی حکومت بن گئی ملک مل گیا تو پھر اب پچاس سالوں میں مختلف عوارضات مختلف اسباب، مختلف حیلے اور بہانے، کہیں بین الاقوامی تعلقات، کہیں بین الاقوامی معاشی نظام، کہیں ملک کے اندر مختلف الخیال لوگ، کوئی سرخ، کوئی سبز، کوئی سیاہ، کوئی پیلے تو یہ سارے عوارضات بنتے گئے۔ اس مقصد کو موخر کرنے میں جس کے لئے ملک لیا گیا تھا۔ لوگوں کی ذاتی اغراض پوری کرنے میں کوئی چیز رکاوٹ نہ بنی۔ لوگوں کی عیش و عشرت میں کوئی چیز رکاوٹ نہ بنی۔ ظالم کو ظلم کرنے سے کوئی چیز روک نہ سکی۔ دو طبقے بن گئے۔ اس ملک کے اور اس قوم کے ظالم اور مظلوم۔ مظلوموں کو کم از کم یکجا ہونا چاہئے لیکن عجیب بات یہ ہے یہاں قاعدہ الٹ ہے۔ ظالم اکٹھے ہوجاتے ہیں مظلوم اکٹھے نہیں ہوتے۔ کہیں کوئی دباؤ آتا ہے تو جو لوگ آپس میں بہت لڑائی کرتے ہیں وہ بھی اکٹھے ہوجاتے ہیں۔ اب پیپلز پارٹی اور مسلم لیگ کے اتحاد کی باتیں ہورہی ہیں۔ یعنی جو بالکل آگ اور پانی کی طرح ہوجاتے ہیں۔ آپس میں لیکن جب وہ احتساب اور محاسبے کا وقت آتا ہے اس کے مقابلے میں وہ ایک ہوجاتے ہیں لیکن جو طبقہ ظلم کی چکی میں پستا ہے اسے مختلف خانوں میں تقسیم کردیا جاتا ہے۔ مختلف تنظیمیں بن گئیں، مختلف نام آگئے، پھر مختلف نظریات آگئے، مختلف عقیدے بن گئے اور وہ کبھی اکٹھے نہیں ہو پاتے، آپس میں گتھم گتھا رہتے ہیں۔

> **یہ منطق کم از کم میری سمجھ میں نہیں آئی کہ مریض ٹھیک ہوگا تو اسے دوا پلائیں گے**

ہمارے ملک میں آبادی کے تناسب سے لم سم (Lum Sum) جو ریشو (Ratio) بنتی ہے جنہیں میں ظالم کہہ رہا ہوں جو ہمیشہ اقتدار میں رہتے ہیں جو اقتدار ہی میں پیدا ہوتے ہیں ان کے بچے اعلیٰ سکولوں میں پڑھتے ہیں اور جن کے بچے بالغ نہ بھی ہوں تو بھی وزارت ان کا مقدر ہوتی ہے جن کی عورتیں بھی وزیراعظم بن سکتی ہیں مر جائیں تو ان کی بیویاں جانشین ہوجاتی ہیں اولاد جانشین ہوجاتی ہے یہ طبقہ جو ہے تقریباً اس ملک میں ڈھائی فیصد کے قریب ہے اور ساڑھے ستانوے فیصد وہ طبقہ ہے جو ان کے ظلم کا شکار ہوتا ہے۔ جن پر ٹیکس لگتے ہیں یہ عیاشی کرتے ہیں جن کی زمینیں چھین کر یہ محل بناتے ہیں جن کے وسائل چھین کر یہ اپنے لئے سہولتیں پیدا کرتے ہیں اب اگر مقابلہ آجائے ساڑھے ستانوے فیصد میں اور ڈھائی فیصد میں تو ڈھائی فیصد کی کیا حیثیت ہے۔ اس کا حل یہ نکالتے ہیں آپ ایک خانہ بنی چیز تصور کرلیں یہ اگر سو فیصد ہیں تو اس میں سے ڈھائی فیصد کتنا آئے گا اتنا سا حصہ۔ اب یہ باقی اس سارے کا مقابلہ کیسے کریں پھر یہ بڑی ہوشیاری سے اس سارے کو ورٹیکل کاٹتے ہیں اس طرح تقسیم کرتے ہیں اور کوئی ٹکڑا بھی ایسے نہیں رہنے دیتے جو ڈھائی فیصد ہو سب سے بڑا ٹکڑا پھر ان کا رہ جاتا ہے۔ باقی سارے چھوٹے چھوٹے رہ جاتے ہیں۔

یہ جتنے اسباب و وسائل ہیں ہمیں دین سے دور رکھنے کے لئے ہیں۔ سوال یہ ہی کہ کیا یہ سارے وسائل مہیا ہوں گے اور یہ

سارے سوال حل ہوں گے اور یہ سارے اعتراض رفع ہوں گے تو اسلام نافذ ہوگا تو کیا ایسا ہونا ممکن ہے یہ جتنے اعتراض رفع ہوں گے تو اسلام نافذ ہوگا تو کیا ایسا ہونا ممکن ہے یہ جتنے اعتراضات وعوارض ہیں یہ معاشرے کی بیماریاں ہیں۔ ظلم و جور رشوت خوری اقربا پروری، کافروں کی غلامی یا کافروں سے خیرات لینے کی عادت یہ ساری بیماریاں ہیں۔ معاشرے کی اور اسلام دوا ہے ایسی دوا جو حتمی ہے آخری ہے کامیاب ہے اور جس سے شفا ہوجاتی ہے آب حیات ہے اب یہ منطق کم از کم میری سمجھ میں کبھی نہیں آئی کہ جی مریض ٹھیک ہوجائے گا تو اسے دوا پلائیں گے معاشرہ صحیح ہوجائے گا یہ اعتراضات اٹھ جائیں گے تو اسلام نافذ کریں گے صحیح جب ہوگا تو ہوگا ہی اسلام پھر آپ نافذ کیا کریں گے اور اگر اسلام نہیں ہوگا تو صحیح کس طرح ہوگا تو کیا جب اسلام دنیامیں آیا اور اسلام دنیا پہ چھایا اس وقت کیا دنیا میں معاشی نظام پر کفر کا، شرک کا قبضہ نہیں تھا؟ کیا اس وقت دنیا کا معاشی نظام سودی نہیں تھا؟ کیا اس وقت بڑے بڑے براعظموں پر یا بڑے بڑے ممالک میں کفار مشرکین اور یہود و مجوس اور آتش پرستوں کی حکومتیں نہیں تھیں؟ کیا اس وقت قیصر و کسریٰ جیسے عظیم و جابر حکمران نہیں تھے، جن کے ایک ایک گورنر کے پاس ڈھائی ڈھائی ساڑھے تین تین لاکھ سپاہ ہوتی تھی اور اگر یہ سارے تھے تو اللہ کریم نے کتنی فوج نازل فرمائی کتنے بندے مبعوث فرمائے، کوئی نئی مخلوق پیدا کردی، اس سارے کا جواب اللہ نے صرف ایک ہستی کو مبعوث فرمایا، یا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ روئے زمین پر کوئی شخص ایسا نہیں تھا جو اللہ کا نام جانتا ہو، یا لیتا ہو، یا لے سکتا ہو۔ روئے زمین پر حق و انصاف کی کوئی بات نہیں تھی، روئے زمین پر کفر و شرک کی بڑی بڑی جابر سلطنتیں تھیں اور جواب میں One Man Army ایک ہی بندہ خدائی سپاہ ہے خدائی لشکر ہے۔ ایک ہی بندہ ایسی فوج ہے جسے سارے طاغوت کو توڑنا ہے، کسی تاریخ

اسلام تو یہ ہے کہ اس زمین پر بسنے والی اللہ کی ساری مخلوق کو اللہ کے پیدا کردہ وسائل سے حصہ دیا جائے

میں، سیرت کی کسی کتاب میں، کسی تذکرے میں، کوئی ملا ہے کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ایمونیشن دیا گیا۔ اسلحہ دیا گیا، فوجیں دی گئیں، خزانہ دیا گیا، دولت دی گئی، کچھ بھی نہیں تھا۔ آج کی جو ہماری ضرورتیں ہیں یہ ہیں کہ ہم کمزور ہیں، ہمارے پاس طاقت نہیں ہے، ہم معاشی طور پہ کمزور ہیں، ہمارے پاس سرمایہ نہیں ہے، ہمیں غیر ملکیوں سے سود پر قرضہ لینا پڑتا ہے، تب ہمارے شب و روز گزرتے ہیں، لیکن کیا یہ ساری ضرورتیں وہاں موجود نہیں تھیں تو پھر دیا کیا رب العزت نے۔ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی برکات کا ذکر کرتے ہوئے اللہ کریم فرماتے ہیں۔

وَكُنْتُمْ اَعْدَآءً لوگو! تم سب دشمن تھے زمین پہ دشمن آباد تھا۔ حکومت رعیت کی دشمن تھی اور رعیت حکمرانوں کی دشمن تھی۔ قبیلے قبیلوں کے دشمن تھے۔ خاندان خاندانوں کے دشمن تھے، بھائی بھائیوں کے باپ بیٹوں کے اور اولاد والدین کی دشمن تھی، دوست دوستوں کے دشمن تھے، دوستی کے روپ میں بھی دغا دیتے تھے۔ فرمایا وکنتم اعداء اپنی تاریخ اٹھاکر دیکھو اپنے آپ کو تلاش کرو اس عہد کے بنی آدم کو تلاش کرو تاریخ میں سے کھنگال کر نکالو تمہیں ہر بندہ ہر دوسرے بندے کا دشمن نظر آئے گا، وکنتم اعداء لوگو دشمنی تمہاری رگ و پے میں سرایت کرگئی تھی۔

You were Just Enemies تم دشمن اور صرف دشمن تھے۔ کوئی اور خوبی نہیں تھی تم میں۔ فَاَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِكُمْ۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ انقلاب پیدا کیا کہ تمہارے دلوں میں محبت پیدا کردی۔

فَاَصْبَحْتُمْ اِخْوَانًا۔ اور اللہ نے تم پہ یہ احسان فرمایا کہ گلے کاٹنے والے جاں نثار بن گئے۔ ڈاکے ڈالنے والے اور لوٹنے والے مخیر ہوگئے لٹانے پہ آگئے جو کسی کا لقمہ چھین کر کھانا چاہتے تھے۔ وہ دوسرے کے تحفظ کے لئے جانیں نچھاور کرنے والے بن گئے۔ دشمنی کی جگہ تم میں محبت آئی اور تم سارے بھائی بھائی ہوگئے۔

یہ وہ قوت تھی جو معجزہ تھا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ دشمن جو صدیوں سے ایک دوسرے کے ساتھ دشمنی کرتے اور گلے

www.naqshbandiaowaisiah.com

کاٹتے لڑائیاں لڑتے چلے آرہے تھے۔ وہ دشمن جو ایک دوسرے کے قاتل تھے وہ دشمن جو ایک دوسرے کو قتل کرنا چاہتے تھے وہ ایک دوسرے کے جانثار بن گئے۔ یہ جو اخوت تھی یہ جو بھائی چارہ تھا، صرف یہ محبت اور یہ خلوص اور یہ بھائی چارہ ایسی طاقت بن گیا کہ اس نے کفر کا تختہ الٹ دیا۔ جب مسلمان میدان جہاد میں اترے تب تک ان کے پاس سواریاں نہیں تھیں۔ راشن نہیں تھا۔ پورا اسلحہ نہیں تھا، لیکن یہ جذبہ موجود تھا کہ ہر کوئی چاہتا تھا کہ دوسرے سے پہلے میری گردن کٹے، اللہ نے اسباب بھی مہیا فرما دیئے، سواریاں بھی مہیا فرما دیں، اور مال و دولت مدینہ منورہ کی گلیوں میں ٹھوکریں کھایا کرتا تھا۔ قیصر و کسریٰ کے تاج اور تخت اور ایرانین ایمپائر کے بیش بہا جواہرات اور سونے کے ذخائر وہاں چھینیوں اور ہتھوڑوں سے توڑ توڑ کر غرباء میں تقسیم کردیئے مستحقین کو بانٹ دیئے گئے۔ اصل قوت یہ تھی کہ جو بھی کلمہ پڑھتا تھا۔ اس کے بعد وہ سرنڈر کردیتا تھا۔ ہتھیار ڈال دیتا تھا۔ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قدموں میں۔ اس کی اپنی پسند و ناپسند ختم ہوجاتی تھی۔ اس کی اپنی خواہش ختم ہوجاتی تھی۔ اس کی اپنی آرزو ختم ہوجاتی تھی۔ اس کی آرزو رہ جاتی تھی صرف اور صرف اللہ اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشنودی۔ باقی سارے دولتیں اسے بن مانگے ملا کرتی تھیں۔ حکومت و سلطنت مال و دولت غنا اللہ کا قرب آخرت دنیا تو دنیا اس کے ساتھ آخرت انہوں نے دونوں جہان پالئے لیکن طلب صرف قرب الٰہی کی اور رضائے پیامبر صلی اللہ علیہ وسلم کی رہی۔

اسلام کسی فرد کو اقتدار میں لانے کا نام نہیں ہے، اسلام تو اللہ کی حاکمیت قائم کرنے کا نام ہے

ہم ذرا زیادہ سیانے ہوگئے ہیں، عقل مند ہوگئے ہیں، ہم جمع تفریق کرتے رہتے ہیں، وسائل پہ بحث کرتے رہتے ہیں، دنیوی حالات کا تجزیہ کرتے رہتے ہیں، لیکن اے کاش کبھی ہم نے بھی یہ سوچا ہوتا کہ یہ ساری چیزیں نہ نفاذ اسلام کا سبب ہیں اور نہ نفاذ اسلام کا راستہ روک سکتی ہیں۔ نفاذ اسلام کا سبب ہے وہ محبت اور اخوت جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تقسیم فرمائی اور اسلام کا راستہ روکتی ہے وہ نفرت جو ہمارے دلوں میں وہ کدورتیں جو ہم نے پال رکھی ہیں۔ آپ پوری دیانت داری سے اپنے ارد گرد کے معاشرے کے اپنے قرب و جوار ازوس پڑوس کے حالات کو دیکھیں کتنے گھروں میں آپ کو محبت اخوت اور دوستی ملتی ہے کتنے دلوں میں آپ کو دوستی اخوت اور محبت ملتی ہے۔ اور اگر نہیں ملتی تو کوئی فضا خالی فضا کبھی نہیں رہتی، جہاں محبت نہیں ہے وہاں پھر نفرت ہوگی، جہاں دوستی نہیں ہوگی وہاں دشمنی ہوگی، ایک چیز تو ہوگی اگر ہمیں اپنے ارد گرد اپنے گھر میں اپنے افراد خانہ تک میں محبت اور دوستی نہیں ملتی، گھر کے پانچ بندے ہیں وہ بھی ایک دوسرے کے دشمن ہیں تو نفاذ اسلام کا سبب ہمارے پاس کیا ہے یہ نعرے یہ جذبے یہ جلوس یہ ہماری شہرت کا سبب ہیں ہماری تقریریں اخبار میں آجاتی ہیں اور ہمارے نام کے ساتھ زندہ باد چھپ جاتا ہے اور ہمیں قائد مانا جاتا ہے اور ہمارے لئے سڑکوں پہ نعرے لگ جاتے ہیں لیکن یہ اسلام تو نہیں ہے کسی کو لیڈر بنالینا۔ اپنا لیڈر بنالینا اور اس کے لئے زندہ باد اور مردہ باد کے نعرے لگا دینا یہ اسلام تو نہیں ہے۔

اسلام تو یہ ہے کہ اس زمین پر بسنے والی اللہ کی ساری مخلوق کو اللہ کے پیدا کردہ وسائل سے حصہ دیا جائے۔ انسان تو انسان حیوانوں تک کو ناروا تنگ نہ کیا جائے۔ بحیثیت انسان انسانی حقوق میں کافر بھی برابر کا شریک ہے۔ انسان تو وہ بھی ہے اسلام نے انسانی حقوق کافر کے بھی نہیں چھینے اس کے بچوں کی تعلیم کا بھی اہتمام ہوا۔ اس کے بیماروں کے علاج کا بھی بندوبست ہوا۔ اس کے بھوک اور افلاس کا بھی مداوا ہوا۔ کیا ہمارے معاشرے میں کوئی ایسی فکر ہے کوئی ایسی سوچ کوئی ایسی آرزو کوئی ایسی طلب ہے کم از کم میری دانست میں ہم سے یہ طلب بھی چھن گئی۔ ہم یہ سمجھتے ہیں کہ حکومتیں تبدیل ہوتی ہیں۔ آنے والا حکمران کہتا ہے کہ صلوٰۃ کمیٹیاں بنا دو، اسلام نافذ ہوگیا، بھئی کمیٹی کسی سے کیا صلوٰۃ پڑھائے گی۔ اللہ نے جنہیں توفیق دی ہے وہ نماز پڑھتے ہیں اور جو اللہ اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم سمجھ کر نہیں پڑھتے کمیٹی انہیں کہاں سے پڑھائے گی اور کمیٹی کسی کو پکڑ کر لائے گی تو وہ کوئی نماز ہوگی یا کیا نماز روزہ اسلام ہے نماز روزہ حج و زکوٰۃ ایک حصہ ہے

www.naqshbandiaowaisiah.com

اسلام کا بنیاد ہے اسلام کا عقیدہ۔ اس کے بعد دوسرا حصہ ہے عبادات۔ عقیدہ اسلام کی بنیاد ہے۔ عبادات اس عقیدے کو روشن کرنے کا۔ منور کرنے کا، اس یقین میں زیادتی پیدا کرنے کا سبب ہیں اور حقیقی اسلام ہے اللہ کی زمین پر اللہ کے احکام کی پیروی معاشرت میں معیشت میں سیاست میں عملی زندگی میں لوگوں سے لین دین میں لوگوں سے تعلقات میں لوگوں سے دوستی اور دشمنی میں مظلوم کی مدد اور ظالم کو ظلم سے روکنے میں جان لگا دینا اور پورے خلوص سے لگا دینا یہ اسلام ہے کوئی راستہ چلتے ہوئے راستے پہ کانٹا یا پتھر دیکھ کر ہٹا دیتا ہے۔ تو یہ بھی اسلام ہے کوئی کسی پیاسے کے منہ میں چند قطرے پانی ٹپکا دیتا ہے تو یہ بھی اسلام ہے۔ عقیدہ اسلام میں داخلے کا دروازہ ہے عبادات اپنے آپ کو اس دروازے کے اندر رکھنے کا سبب ہیں۔ اپنے دل کو منور کرنے کا اپنے خیالات کو روشن کرنے کا اپنے ضمیر کو صاف کرنے کا سبب ہیں۔ عبادات اللہ اور بندے کے درمیان رشتہ ہیں۔ اور جب اللہ سے رشتہ استوار ہوجائے تو اللہ کی زمین پر اللہ کی اطاعت کرنے کی توفیق نصیب ہوجاتی ہے۔

لہذا اگر ملک میں اسلام نافذ نہیں ہورہا میری ذاتی رائے میں میں اپنے سمیت کہتا ہوں کہ ہمارے خلوص میں کمی ہے ہم ذاتی دشمنیوں میں الجھ گئے ہم ایک دوسرے کو نیچا دکھانے اور اپنی پارسائی کا جھنڈا گاڑنے میں مصروف ہوگئے۔ کیسی عجیب بات ہے کہ سیاسی جماعتیں متحد ہوجاتی ہیں، کسی نہ کسی وقت آکر سیاسی جماعتوں کا اتحاد بن جاتا ہے جو دین کے نام پہ نہیں ہے جن کے قائدین کے قبلے مختلف ہیں کوئی ماسکو کو مانتا ہے، کوئی واشنگٹن کو مانتا ہے، کوئی چین کا پیروکار ہے، وہ متحد ہوجاتے ہیں۔ عجیب بات ہے جو جماعتیں دینی جماعتیں کہلاتی ہیں انکو ہم نے کبھی متحد ہوتے نہیں دیکھا اور اگر متحد ہوتی ہیں۔ اتحاد بنتے ہیں تو دشمنی پہ بنتے ہیں بھٹو ہٹاؤ پہ اتحاد بن گیا بھلا اس سے اسلام کا کیا تعلق بھٹو ہٹ گیا اتحاد ختم ہوگیا۔ نواز ہٹاؤ پہ اتحاد بن گیا نواز شریف ہٹ گیا اتحاد ختم ہوگیا۔ اس میں اسلام کہاں سے آگیا اسلام تو کسی فرد کے ہٹانے لانے کا نام نہیں ہے اسلام تو اللہ کی حاکمیت

> تم سب کے سب اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھام لو اور تفرقہ میں نہ پڑو

قائم کرنے کا نام ہے اور اس راستے میں جو بھی آئے وہ بھٹو ہو یا نواز شریف وہ ملکی ہو یا غیر ملکی وہ چھوٹی طاقت ہو یا بڑی طاقت اس کے ساتھ ٹکرا جانے کا نام جہاد ہے اور فتح و شکست اللہ کے ہاتھ میں ہے۔ مومن کو شکست نہیں ہوتی مارا جائے تو شہید ہے پھر بھی جیت گیا اور جیت لے تو غازی ہے اور پھر بھی جیت گیا لیکن یہ ٹکرانے کی جہاد کی نوبت تب آتی ہے جب پہلے اخوت اسلامی آجائے اور اخوت اسلامی کا اصول جو قرآن حکیم نے دیا ہے وہ یہ ہے۔ واعتصموا بحبل اللہ جمیعا۔ سارے کے سارے لوگ جو ہو اللہ کی رسی کو پکڑو ہمارے ہاں پتہ ہے ہوتا کیا ہے میں یہ چاہتا ہوں کہ لوگ قرآن کو مانیں، حدیث کو مانیں، لیکن وہ تعبیر مانیں جو میں کرتا ہوں، میرا دوسرا بھائی، دوسرا عالم، دوسرا دینی رہنما یا دینی لیڈر یہ کہتا ہے قرآن کو مانو حدیث کو مانو فقہ اسلامی کو مانو لیکن بین السطور بات یہ ہوتی ہے کہ اس طرح مانو جس طرح میں کہتا ہوں تو بندے تو سارے اللہ کے ہیں میرے تو نہیں پیر صاحب کے دوسرے مولوی صاحب کے تو نہیں اگر میں اختیار رکھتا ہوں کہ میں اللہ کو اللہ کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کے ارشادات کو اپنی دانست کے مطابق صحیح سمجھ کر خلوص سے مانوں تو دوسرے کو بھی یہ حق ہے کہ وہ صدق دل سے جو صحیح سمجھتا ہے وہ مانے اور اگر ہم اس بات پہ آجائیں تو یہ تفرقہ بندی ختم ہوجائے۔ اختلاف صحابہ کرامؓ میں بھی تھا رضوان اللہ علیہم اجمعین۔ تعبیر و تفسیر کا اختلاف صحابہ میں بھی ہوتا تھا۔ اس پہ لڑائی نہیں ہوتی تھی۔ اس لئے فرقے نہیں بنتے تھے اور وہ سمجھتے تھے کہ ہر آدمی کی ایک عقلی استعداد ہوتی ہے شعوری استعداد ہوتی ہے اس کے مطابق وہ مفہوم سمجھتا ہے لیکن جو مراد الٰہی ہے جو مراد رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے اس کے خلاف نہ جائے اس کی حدود سے باہر نہ جائے اس کے اندر رہ کر طبائع میں اختلاف مزاجوں میں اختلاف علمی استعداد میں اختلاف عقل و شعور میں اختلاف جو ہے وہ تعبیر میں بھی تھوڑا بہت اختلاف پیدا کرے گا اور وہ اختلاف

www.naqshbandiaowaisiah.com

حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ میری امت کا ایسا اختلاف اللہ کی رحمت ہے کہ بات کے سارے پہلو روشن ہوجاتے ہیں جو ارشاد باری ہوتا ہے یا جو نبی علیہ الصلوۃ والسلام کا ارشاد ہوتا ہے اس بات کے اگر دس بارہ پندرہ پہلو ہیں تو ان متعین کردہ حدود کے اندر رہ کر اختلاف کرنے والے ان میں سے ایک ایک پہلو کو پکڑ لیتے ہیں اور بات کے سارے پہلو روشن ہوجاتے ہیں اور یہ اللہ کی رحمت ہے لیکن یہ تب ہوتا ہے کہ جب میں یہ سمجھوں کہ مجھے اس سے یہ مراد سمجھ آئی آپ سمجھتے ہیں یہ نہیں میرے خیال میں یہ اچھا ہے آپ وہ مانیں میں یہ مانوں گا اطاعت تو اللہ اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی کرنا ہے ہمارے ہاں یہ نہیں ہم تو کہتے ہیں مانو لیکن جو میں کہتا ہوں مانو نام اللہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ہوتا ہے منوانا ہم اپنی رائے چاہتے ہیں۔ اللہ کا نام اتنا بڑا ہے کہ کوئی دوسرا خدائی کا دعویٰ کرنہیں سکتا۔ نبی علیہ الصلوۃ والسلام کی ذات اتنی عظیم ہے کہ کوئی خود کو ایسا کہہ نہیں سکتا یہ تو مجبوری ہے کہا جاتا ہے اللہ کو مانو اور اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو مانو درپردہ جو بات ہمیں اتفاق و اتحاد سے دور کرتی ہے وہ یہ ہوتی ہے کہ ان مقدس اور عظیم ناموں پر ہم اپنی رائے منوانا چاہتے ہیں جو نہیں مانتا وہ مسلمان ہی نہیں ہے اسے چلو کمزور مسلمان سمجھ لو اسے گنہگار مسلمان لیکن اسے مسلمان تو رہنے دیا جائے۔ کہیں بڑے دور سے ہم چلے پہلے فرقوں میں جھگڑا پھر جماعتوں میں جھگڑا پھر مکاتب فکر میں جھگڑا اب مساجد میں مقابلہ ہے یعنی اب ہم اس بات پر آگئے ہیں کہ اس مسجد والے اس مسجد والے کو مسلمان نہیں سمجھیں گے اس مسجد والے اگلی والے کو اب ملک کی بدنصیبی یہ ہے کہ کوئی ایسا نہیں مانتا جو دوسرے کو مسلمان بھی سمجھتا ہو گویا یہ نفاذ اسلام کا راستہ ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ نفاذ اسلام کے راستے کی رکاوٹ امریکہ نہیں ہے ہندوستان نہیں ہے چین اور روس نہیں ہے، بل کلنٹن نہیں ہے، پرویز مشرف بھی نہیں ہے، میں اور آپ ہیں۔ ہم اپنی اپنی خدائی سے دست بردار ہوجائیں۔ ہم اگر اپنے آپ کو لوگوں سے منوانے کے وہم سے نکل آئیں ہم

نفاذ اسلام صرف وہی لوگ کرسکیں گے جن کی وفاؤں کا قبلہ اللہ اور اللہ کا رسول ﷺ ہونگے

اگر اللہ اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو ماننے والے بن جائیں تو یہ کوئی طاقت کوئی دیوار ہمارا راستہ نہیں روک سکتی ان کی حیثیت کیا ہے اس لئے کہ ان میں کسی میں اخوت نہیں ہے یہ سب ایک دوسرے کے دشمن ہیں یہ بھی سارے اکیلے اکیلے ہیں مقابلہ اس لئے نہیں ہو پارہے کہ ہم بھی انہی میں سے ہیں۔

اب جو حکومت آئی یہ تو بڑے نعرے لیکر آئی تھی کہ لوٹنے والوں کا احتساب ہوگا۔ لوٹنے والے عیش کررہے ہیں۔ احتساب ہورہا ہے دوکانداروں کا، کاشتکاروں کا، غریبوں کا، بے روزگاروں کا، چھابڑی لگانے والوں کا، یہ احتساب ہورہا ہے اور جنہوں نے اربوں لوٹے موج کررہے ہیں جنہوں نے ملک کو کنگال کردیا انہیں کوئی پوچھنے والا نہیں۔ جب اختیارات ملتے ہیں تو سارے فرعون بن جاتے ہیں۔ احتساب احتساب کا بڑا ڈھنڈورا تھا بڑا شور تھا اب احتساب ہو رہا ہے غریب کا پٹرول کی قیمت بڑھا دو ملک بھر میں جتنی بجلی کی امداد گورنمنٹ دیتی تھی وہ بند کردو کسی کا دل ہے تو پیے نہیں تو نہ پیے اب سیلز ٹیکس لگا دو لوگوں کو پوچھو انہوں نے گھر کہاں سے بنائے مکان کہاں سے لئے جو اربوں لوٹ کر لے گئے پہلے وہ تو لے آؤ پھر چھوٹے چوروں کو بھی پکڑ لینا جس نے مرغی چرائی ہے اسے سزائے موت دے دینا لیکن جس نے سارا گھر جلایا ہے اسے بھی تو سزائے موت دیدو وہ لوٹنے والے بھی رفتہ رفتہ اس حکومت کے دست و بازو بن جائیں گے اور احتساب کے لئے پھر وہی مظلوم طبقہ رہ جائے گا دیوار ظالم اور مظلوم کے درمیان ہے۔ تقسیم ظالم اور مظلوم کے درمیان ہے اور مظلوم کو یہ شعور نہیں ہے کہ اس کے لئے دنیا میں کوئی جائے پناہ نہیں ہے سوائے اللہ اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ کے۔ آج بھی اللہ ہمیں توفیق دے کہ ہم واپس اللہ اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں آئیں اور بارگاہ مصطفوی صلی اللہ علیہ وسلم سے وہ محبت وہ اخوت وہ قوت حاصل کریں جس نے قیصر وکسریٰ کو زمین بوس کردیا تھا۔ آج وہ قوت پھر سے روئے زمین کو ہلاکر رکھ دے گی اللہ ہمیں توفیق دے اور قوت عطا کرے۔ سادہ سی بات ہے نفاذ اسلام وسائل سے نہیں خلوص سے ہوگا۔ نفرتوں کدورتوں دشمنیوں سے نہیں اخوت سے ہوگا اور ان لوگوں کو اللہ توفیق دے گا جن کی وفاؤں کا قبلہ اللہ اور اللہ کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہوں گے۔

www.naqshbandiaowaisiah.com

ذکر الٰہی

ہر فرقہ ، ہر طبقہ خیال ، ہر مکتب فکر یہ دعویٰ کرتا ہے کہ جو کچھ ہم کرتے ہیں اگر تم بھی یہ کرو تو اللہ تم سے راضی ہوگا اگر یہ عقاید ہوں اگر یہ نظریات ہوں تو انسان کی اخروی زندگی درست ہو جائے گی ایسی فرقہ پرستی کی فضا میں ضرورت اس بات کی ہے کہ ایک ایسی قدر مشترک تلاش کی جائے جس سے کوئی فرقہ بھی انکار نہ کرسکے

بیان۔امیر محمد اکرم اعوان
ترتیب۔عبدالودود شاہ پشاور

دوسری قسط

پھر جس کی باتیں رب کریم کرے گا، جس بندے کا ذکر اللہ رب العزت کرے گا جس کی بات کرے گا کیا یہ فرمائے گا کہ میں نے اس بندے کو گمراہ کیا؟ کیا خدا کو زیب دیتا ہے۔اللہ رب العزت جس کی بات کرے گا، کیا ارشاد فرمائے گا کہ میں نے فلاں بندے کو اپنی بخشش سے محروم رکھا؟ یہ خدا کی شان کے خلاف ہے۔ یاد رکھو بندے کا ذکر کیا ہوگا۔ بندے کا ذکر ہے اس کا اظہار عجز۔ اپنی بے کسی کا، محتاجی کا اظہار۔رب کا ذکر بندے کے متعلق کیا ہوگا،اس کی عطا،اس کی بخشش،اس کے جود و کرم کا اظہار رب کا ذکر ہوگا۔بندہ جس وقت بھی اللہ کی طرف متوجہ ہو کر اللہ اللہ کرنا شروع کردے گا اس کا ذکر کیا ہوگا اپنے عجز کا، اپنی نیاز مندی کا، اپنی احتیاج کا، اپنی بے کسی کا، اپنی کسمپرسی کا اظہار اپنے رب کے سامنے کرتا ہے۔ یا اللہ تجھ جیسا مجھے اور کوئی نہیں، یا اللہ کوئی میرے کام نہیں آسکتا کوئی میری مصیبت دور نہیں کرسکتا۔کوئی میری پریشانی کو ہٹا نہیں سکتا۔اللہ سارا کام میں نے تیرے سپرد کیا ہے۔میں تیری بارگاہ میں آیا ہوں۔فرمایا "اذکرکم" میں تمہاری باتیں کیا کروں گا۔رب کی بات کیا ہوگی اللہ کا ذکر ہی یہ ہوگا کہ اس کی طرف سے عطا، بخشش، راحت، کرم، جود و سخا اس بندہ کی طرف متوجہ ہو جائے گا۔ایک مصیبت جو ہمارے دور کی ہے وہ یہ ہے اور میں ایسی چیز عرض کر رہا ہوں جو قدر مشترک ہے اور کسی مکتبہ فکر کو کوئی اعتراض نہیں۔ اور یہ

> **جو ہدایت حاصل کرنا چاہتا ہے وہ میری نہ مانے، مولوی کی نہ مانے، پیر کی نہ مانے، مدرس کی نہ مانے مگر خدا کی تو مانے گا**

میں آپ کو دعوے کے ساتھ بتا رہا ہوں کہ کوئی شخص بھی جو ہدایت حاصل کرنا چاہتا ہے۔ وہ میری نہ مانے، مولوی کی نہ مانے، پیر کی نہ مانے، مدرس کی نہ مانے مگر خدا کی تو مانے گا۔ خداوند عالم نے جب دعوت عام دے رکھی ہے، کوئی قید نہیں لگائی۔کوئی شخص مرد، عورت، عالم، جاہل، پردیسی یا مقامی، ان پڑھ ہے یا فاضل ہے فرمایا۔ میرا ذکر شروع کردے۔ اللہ اللہ شروع کردے۔اذکرکم اس کی باتیں میں اپنی بارگاہ اقدس میں کرتا رہوں گا۔اللہ کا باتیں کرنا یہ ہے کہ رحمت باری اس شخص کی طرف متوجہ ہو جائے گی۔ جہاں جہاں کمزوریاں ہیں ان کی خانہ پری کرتا چلا جائے گا۔ وہ اگر چور ہے تو نیک بن جائے گا' فاسق و فاجر ہے تو پارسا بن جائے گا، جاہل ہے تو عالم فاضل بن جائے گا، ڈاکو ہے تو انصاف پسند بن جائے گا اگر چوڑ ہے تو پارسا اور عابد بن جائے گا۔لیکن بنے گا تب جب وہ اللہ کا نام اس جذبے سے لے کہ اس کا جواب بارگاہ اقدس سے آئے۔ ظاہر ہے اللہ کریم نے تو، معاذ اللہ نقل کفر۔کفر نہ باشد۔خدا تو جھوٹ نہیں نا بولتا۔اگر کسی کے اللہ اللہ کرنے کا جواب اللہ کی طرف سے نہ آئے تو اسے یہ سمجھ لینا چاہئے کہ میں اللہ اللہ کرتا ہی نہیں اور پھر اس نسخے میں ایک بڑی اور عجیب بات ہے کہ کوئی عبادت، دنیا کی کوئی بڑی عبادت سوائے خلوص کے قبول نہیں ہوتی۔نماز کے لئے خلوص نیت شرط ہے، روزہ کے لئے خلوص نیت شرط ہے، حج کے لئے خلوص نیت شرط ہے، زکوٰۃ کے لئے خلوص نیت شرط ہے، جہاد کے لئے بھی نیت کا خالص ہونا شرط ہے، احد کے میدان میں ایک شخص بڑی بےجگری سے لڑ رہا ہے کافروں کو ٹکڑے ٹکڑے کررہا ہے۔صحابہؓ نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ یہ شخص

www.naqshbandiaowaisiah.com

نہایت بے جگری سے لڑ رہا ہے تو آپ ؐ نے فرمایا یہ شخص دوزخی ہے۔ معاذ اللہ۔ لڑ رہا ہو رسول ؐ اللہ کی فوج میں شامل ہو کر حمایت رسول اللہ ؐ کی کر رہا ہو اور ہو بھی میدان جہاد میں، تو غازیوں کے تو پاؤں پر بھی جو مٹی پڑتی ہے وہ بھی ان کو جنتی بنانے کے لئے کافی ہوتی ہے اور دوزخ کی آگ کو حرام کر دیتی ہے۔ صحابہ کرامؓ حیران ہو گئے۔ ششدر رہ گئے۔ جرات نہ ہوئی کسی کو عرض کرنے کی کہ اس سے اگلی بات بھی کوئی عرض کرے۔ حتیٰ کہ دیکھتے رہے کہ اس شخص کے ساتھ کیا معاملہ ہوتا ہے۔ زخموں سے چور ہو کر گرا جس وقت تو زخموں کی تاب نہ لا سکا اور اپنے ترکش سے تیر نکال کر سینے کے نیچے رکھا اور اس پر گر کر خودکشی کر کے مر گیا۔ صحابہ کرامؓ نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ نے سچ فرمایا تھا۔ اس کو شہادت نصیب نہیں ہوئی۔ خودکشی کی اور حرام کی موت مرا۔ آپ ؐ نے فرمایا ''وہ اللہ اور اللہ کے رسول ؐ اور اللہ کے دین کی خاطر لڑ بھی نہیں رہا تھا۔ وہ لڑ ہی اس لئے تھا کہ لوگ کہیں بڑا دلیر اور بڑا بہادر ہے۔ نیت کے اندر خلوص نہیں تھا۔ تمام عبادات کے لئے خلوص نیت ضروری ہے لیکن ذکر الٰہی ایک ایسی شے ہے کہ اللہ اللہ کوئی ریاکارانہ طور پر بھی شروع کر دے تو اللہ کے نام کا کمال یہ ہے کہ اس بندے کے اندر بھی خلوص آ جاتا ہے۔ کرتا رہے چھوڑے نہیں۔ شروع کر لے تو بس کرتا رہے چھوڑے نہیں۔ اللہ اللہ کرتا رہے۔ مسلسل ذکر الٰہی خلوص بھی خود ہی لے آئے گا۔ اس کا کام ہے جس طرح صابن کا کام ہے میل کچیل صاف کرنا۔ اگر کوئی شخص طریقہ استعمال جانتا ہو تو اسی صابن سے ڈھیر سارے کپڑے دھو لے گا۔ لیکن اگر کوئی بے سلیقہ آدمی آنکھیں بند کر کے بھی صابن لگاتا رہے وقت تو زیادہ لگے گا، محنت زیادہ لگے گی، صابن زیادہ لگے گا مگر میل تو کاٹ کر چھوڑے گا۔ یہ صابن کا خاصہ ہے۔ اسی طرح ذکر الٰہی کا خاصہ یہ ہے کہ کرتے رہو کرتے رہو یہ ریا کو بھی دل سے نکال کر خلوص پیدا کر دیتا ہے۔ کافر اگر اللہ اللہ شروع کر دے نا کافر، اس کو بھی ایمان نصیب ہو جاتا ہے۔ دو چیزیں ایک جگہ نہیں رہتیں۔ اللہ کا نام اور کفر بیک وقت ایک دل میں اور ایک زبان پر نہیں رہتے۔ کبھی ہو ہی نہیں سکتا کہ اللہ اللہ کرتا ہو اور اس کے دل میں کفر بھی رہ جائے۔ کفر کا تو یہ بیج تک نکال کے رکھ دیتا ہے۔ لیکن شرط یہ ہے کہ کرے تو پھر کرتا رہے۔ کسی کی نہ مانے۔ کسی بھی مکتبہ فکر سے تعلق رکھتا ہو۔ اللہ کی الوہیت میں تو کسی طبقے کو اختلاف نہیں، اللہ کے ذکر میں تو کسی کو اختلاف نہیں۔ لوگوں کی مصیبت ایک اور بھی ہے لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ یہ جو ذکر اذکار ہے نا اس کی تو ہمیں ضرورت ہی نہیں۔ عام لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ میرا عقیدہ ہی صحیح ہے۔ اپنی طرف سے ہر شخص اس بات پر قائم ہے کہ میرا نظریہ ہی صحیح ہے اور میں جو عمل کرتا ہوں وہ ہی صحیح ہے تو پھر مجھے فالتو وقت ذکر پر لگانے کی کیا ضرورت ہے۔ کیا دنیا میں ایسا کوئی شخص پیدا ہو سکتا ہے جس کا عقیدہ اور عمل جناب محمد رسول اللہ ؐ جیسا ہو۔ خالق کائنات نے جتنی کائنات تخلیق کی اس نے ایک ہستی اپنی مخلوق میں ایسی پیدا فرمائی جس جیسی کوئی دوسری ہستی پیدا فرمائی ہی نہیں۔

رخ مصطفےٰ ہے وہ آئینہ کہ اب ایسا کوئی آئینہ
نہ ہے میری چشم خیال میں نہ دکان آئینہ ساز میں

رب العالمین ؐ نے محمد رسول اللہ ؐ کو بے مثل پیدا فرمایا۔ خالق اپنی خالقیت کے اندر بے مثل ہے اور پوری مخلوق کے اندر یکتا ہے جناب محمد رسول اللہ ؐ، اگر فضائل و مراتب کی بات آئے اور ساری کائنات کی فضیلتیں کوئی آدمی اکٹھی کر سکتا ہو، تمام اولیاء اللہ کی ولایت اکٹھی کر لے۔ تمام صحابہ کرام کی صحابیت جمع کر لے۔ تمام انبیاء کی نبوت کا مینار بنائے عرش و فرش کی عظمت جمع کر لے۔ کرسی کی، لوح محفوظ کی، جنت الفردوس کی، یعنی خدا کے بعد جتنی بھی قابل عزت چیزیں ہیں سب کی عظمت یکجا کر لے تو جہاں ساری عظمتوں کی انتہا ہو گی وہاں سے عظمت مصطفیٰ کی ابتدا ہو گی۔ (جاری ہے)

اگر کسی کے اللہ اللہ کرنے کا جواب اللہ کی طرف سے نہ آئے تو اسے یہ سمجھ لینا چاہئے کہ میں اللہ اللہ کرتا ہی نہیں اور پھر اس نسخے میں ایک بڑی اور عجیب بات ہے کہ کوئی عبادت، دنیا کی کوئی بڑی عبادت سوائے خلوص کے قبول نہیں ہوتی۔ نماز کے لئے خلوص نیت شرط ہے، روزہ کے لئے خلوص نیت شرط ہے، حج کے لئے خلوص نیت شرط ہے، زکوٰہ کے لئے خلوص نیت شرط ہے،

www.naqshbandiaowaisiah.com

عدل واحسان

عبادت سے مراد صرف سجدے نہیں ہیں' صرف تسبیحات نہیں ہیں' صرف فرائض نہیں ہیں' اور فرائض صرف نمازیں روزہ ہی نہیں ہے' ہر وہ حکم جو قرآن کی آیت سے ثابت ہوتا ہے وہ فرض عین ہوتا ہے۔

خطاب:۔ امیر محمد اکرم اعوان
دارالعرفان 9-8-2000

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ان اللہ یامر بالعدل والاحسان وایتآی ذی القربی و ینھی عن الفحشآء والمنکر والبغی ج یعظکم لعلکم تذکرون .(النحل ۹)

ہمارے ہاں بہت سی چیزیں غلط العام رائج ہوگئی ہیں اور انہیں صحیح تسلیم کر لیا گیا ہے۔ غلط العام ایک اصطلاح ہے' بعض زبانوں میں جو الفاظ غلطی سے رائج ہو جاتے ہیں جب ان کا رواج بہت زیادہ ہو جاتا ہے تو انہیں قبول کر لیا جاتا ہے' عام استعمال ہونے لگتے ہیں لیکن انہیں اصطلاحاً صحیح یا ٹھیک نہیں کہا جاتا بلکہ ان کے لئے اصطلاح ہے" غلط العام" غلط تو غلط ہی رہتا ہے لیکن جو غلطی عام ہو جائے بہت سے انگریزی کے الفاظ اردو میں ہیں اردو کے اپنے بہت سے الفاظ ۔ مثلاً ایک لفظ ہے "جُہد وجُہد" وہ ہمیشہ "جُہد وجُہد" استعمال ہوتا ہی اصل لفظ ہے "جُہد وجُہد" لیکن آپ تقریروں میں سنیں گے لوگوں کی زبان سے سنیں گے تو "جدوجہد" کہتے ہیں یہ بالکل الٹ کر دیا ہے لیکن وہ غلط العام ہے ہر بندہ اسی طرح بولتا ہے۔

اسی طرح ہمارے ہاں نیکی کا جو ایک تصور بن گیا ہے وہ غلط العام ہے۔ اس بندے کو سمجھا جاتا ہے جس کا ہونا نہ ہونا دوسروں کے لئے برابر ہو رات دن اللہ اللہ کرے گوشہ نشین ہو جائے' بھوکا رہے' پیاسا رہے' اللہ کا شکر کرے' بیمار ہو جائے تو اللہ کا شکر کرے' صبر شکر سے وقت گزار کے مر جائے تو وہ نیک آدمی گردانا جاتا ہے۔ زندگی کا مقصد اگر صرف عبادت ہی ہے تو یہ بات تو فرشتوں نے تخلیق آدم سے قبل عرض کی تھی کہ اللہ اگر تو عبادت کے لئے کوئی اور مخلوق پیدا کرنا چاہتا ہے۔

" و نحن نسبح بحمدک و نقدس لک"

تو ہم تو ہر حال میں تیری تقدیس بیان کرتے ہیں تسبیح کرتے ہیں اور تو قادر ہے اگر ہم کم ہیں تو ہمارے جیسے اور بے شمار پیدا کردے چونکہ اس سے پہلے زمین پر جنات آباد تھے وہ قتل و غارت گری کرتے تھے شورشیں کرتے تھے تو اس تجربہ کی روشنی میں انہوں نے عرض کی کہ یہ بھی ان پہلوں کی طرح قتل و غارت گری کریں گے ایک دوسرے کے گلے کاٹیں گے۔

"ویسفک الدماء" خون کے دریا بہا دیں گے تو فرمایا" انی اعلم مالا تعلمون" میں وہ باتیں جانتا ہوں جو تمہارے علم میں نہیں ہیں تم نہیں جان سکتے۔

"وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون"

میں نے جنوں اور انسانوں کو اپنی عبادت کے لئے پیدا کیا۔ عبادت کا ترجمہ پھر مفسرین نے کیا ہے "انی لیعرفون" کہ عبادت سے مراد ہے عظمت الٰہی سے آشنا ہوں اور اس کی اطاعت کا حق ادا کریں۔ عبادت سے مراد صرف سجدے نہیں ہیں' صرف تسبیحات نہیں ہیں' صرف فرائض نہیں ہیں' اور فرائض صرف نمازیں روزہ ہی نہیں ہے' ہر وہ حکم جو قرآن کی آیت سے ثابت ہوتا ہے وہ فرض عین ہوتا ہے۔

"کتب علیکم الصیام" تم پر روزے فرض کیے گئے روزہ فرض ہے۔ "واتوا الزکوٰۃ" زکوٰۃ کا حکم براہ راست ملا فرض ہے' جہاد کا حکم براہ راست ملا اس کے ساتھ شرائط ہیں شرائط کے ساتھ فرض ہو جاتا ہے' فرض عین ہو جاتا ہے۔ فرض کفایہ ہو جاتا ہے' حالات بدلتے

ہوتے ہیں۔ اسی طرح جو احکام براہ راست قرآن کی آیات سے ثابت ہوتے ہوں انہیں کہتے ہیں منصوص احکام یعنی نص قرآنی سے ثابت ہوں اور وہ احکام جو منصوص ہوتے ہیں وہ فرض ہوتے ہیں اب یہاں وضاحت فرما دی کہ اللہ کریم کس بات پہ راضی ہیں۔

"ان اللہ یامر بالعدل والاحسان" اللہ کریم تمہیں حکم دیتا ہے عدل کرنے کا۔ عدل ہوتا ہے کہ کسی کے ساتھ ظلم نہ ہو ظلم کا متضاد ہے عدل احسان ہوتا ہے خلوص دل سے اور دل کی گہرائی سے بات کرنا۔ احسان کا ترجمہ پوچھا گیا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کہ مااالاحسان یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا" ان تعبداللہ کانک تراہ فان لم تکن تراہ فانہ یراک او کما قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم" کہ احسان یہ ہے کہ تو اللہ کو رو برو دیکھے اور اگر اتنا حوصلہ اتنی ہمت نہ ہو تو یہ یقین پختہ ہو کہ میرا رب مجھے دیکھ رہا ہے۔ اگر یہ بھی نہیں تو پھر احسان نہیں۔ "ان اللہ یامر بالعدل" اللہ تمہیں حکم دیتا ہے عدل کا کسی کے ساتھ کسی طرح کا ظلم نہ کرو، بچو ظلم سے عدل کرو والاحسان اور جو کام کرتے ہو وہ خلوص سے کرو، ٹھونک بجا کر کرو یہ نہیں ہو کہ تم کہہ کچھ اور رہے ہو دل میں کچھ اور ہے۔ چاہتے کچھ اور ہو اظہار کچھ اور کرتے ہو۔ جسے آج کے دور میں کہا جاتا ہے کہ یہ سیاست ہے یا یہ لوگ بڑے مہذب (Civilised) ہیں زبان سے کسی کو ناراض نہیں کرتے۔ زبان سے راضی رکھنا مقصود نہیں ہے دل سے راضی رکھنا مقصود ہے۔ جنہیں جسے راضی رکھنا چاہتے ہو جس سے پیار کرتے ہو محبت کرتے ہو جس میں یہ اہلیت ہے جو حق پہ ہے جس کا ساتھ دینے کا حکم ہے اس کا خلوص سے دو اور جس کا نہیں دے سکتے اسے بھی پتہ ہو کہ تم اس کے ساتھ نہیں ہو۔ اس کے درمیان جو جگہ ہے اسے قرآن حکیم نفاق اور منافقت کہتا ہے اور کفر سے شدید سزا ہے نفاق پر۔

"ان المنفقین فی الدرک الاسفل من النار" منافقین یقیناً دوزخ میں سب سے نچلے خانے میں ہوں گے اور مفسرین اس آیہ کی شرح میں لکھتے ہیں کہ کافروں کے دوزخ میں جلنے سے ان کے زخموں میں جو پیپ ہو گی اور ان کا جو خون بہے گا وہ سارا نیچے جمع ہو گا اور وہ منافقین کی غذا ہو گی اتنا ناپسند کیا گیا ہے نفاق کو۔ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کریم تھے آپ جانتے تھے کہ یہ منافق ہے پھر بھی اس کے جنازے کے لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم راضی ہو گئے تو اللہ کریم نے فرمایا کہ اس کے لئے اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم ستر بار بھی دعا کریں گے اسے میں معاف نہیں کروں گا ستر سے مراد عربی زبان میں محاوراتی زبان میں لاتعداد ہوتا ہے ستر کی گنتی مراد نہیں ہوتی جب ہم اردو میں کہیں تو ہم کہتے ہیں ہزاروں بار کیا یا سینکڑوں بار کیا تو جب کثرت بیان کرنی ہو عربی میں کہتے ہیں یہ کام ستر بار کیا۔ اللہ نے فرمایا کہ آج کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کسی منافق کے لئے نہ دعا کریں گے نہ اس کی قبر پر تشریف لے جائیں گے نہ جنازہ پڑھیں گے قرآن میں حکم آ گیا۔

آپ اندازہ کیجئے کہ نفاق کتنا جرم ہے کہ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم چونکہ اللہ کی رحمت مجسم ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کریم فرما رہے ہیں لیکن اللہ نے منع فرما دیا۔ فرمایا یہ بات جب میں نے قبول نہیں کرنی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لب ہائے مبارک سے نکلے کیوں آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے لئے دعا نہیں فرمائیں گے تو احسان اس خلوص کا نام ہے جس میں نفاق نہ ہو۔

"وایتای ذی القربی" اللہ نے انسانوں میں تعلقات، رشتہ داریاں، قرابتیں، ان کے ایک دوسرے پر حقوق، پڑوسی کا پڑوسی پر حق، والدین کا اولاد پر حق، اولاد کا والدین پر حق، میاں کا بیوی پر، بیوی کا میاں پر لیکن ہم ون سائیڈڈ ہو گئے ہیں۔ والدین کے حقوق بیان ہوں گے اولاد کا حق والدین پر کیا ہے یہ کوئی نہیں بیان کرے گا۔ میاں کے بیوی پر حقوق بیان ہوں گے کہ اگر سجدہ روا ہوتا تو میاں کو کیا جاتا لیکن بیوی کا حق کیا ہے یہ کوئی بیان نہیں کرتا۔ حقوق سب کے ہیں اور سب کے حقوق کی نگہداشت اتنی ہی اہم ہے جتنی کسی ایک کی۔ والدین کے بھی ہیں، اولاد کے بھی ہیں، میاں کے بیوی پر ہیں، بیوی کے میاں پر ہیں۔

اسی طرح سے معاشرے کا ماحول کا ایک حق ہے ہم پر کہ ہم اسے آلودہ نہ کریں، اس کی پاکیزگی کا دھیان رکھیں۔ پڑوسیوں کا حق ہے کہ اگر ہمارے گھر کھانا پکا ہے تو پڑوسی بھوکا نہیں سونا چاہیے وہ دوست ہے یا دشمن وہ راضی ہے یا ناراض۔ اسی طرح امیر پر غریب کا حق ہے، مستحقین کے اپنے اپنے حقوق ہیں ایک حق شہر کا ہے، علاقے کا ہے، ملک کا حق ہے۔ اہل ملک پر،

www.naqshbandiaowaisiah.com

اہل وطن پر یعنی قوم کا حق ہے قوم کے افراد پر کہ قومی مفادات کو ترجیح دیں۔ تو یہ جو قرابتیں اور حقوق مقرر فرما دیے ہیں رب العلمین نے کہ یہ حقوق ادا کرو یہ نیکی ہے۔نیکی یہ ہے۔کس نے ظلم کو کہاں روکا' کسی نے کتنا عدل معاشرے میں رائج کیا' کسی نے کتنے لوگوں کوظلم سے بچا لیا' کتنے مظلوموں کو بچا لیا' کتنے ظالموں کوظلم کرنے سے روک دیا یہ نیکی ہے۔تو پھر یہ نماز روزہ یہ گوشہ نشینی اور ذکر اذکار اورر تسبیحات اور تلاوت یہ کیا ہیں؟ان کا تعلق معاشرے سے نہیں فرد کی ذات سے ہے کہ اپنے دل کو اتنا پالش کرے اور اس میں اللہ کی تجلیات اس طرح سموئے کہ جوحقوق ہیں معاشرے کے وہ ادا کرنے کے قابل ہو جائے۔ جس دل میں ظلمت ہوتی ہے' جو دل خود تاریک ہوتا ہے۔وہ دوسروں کے حقوق کی پرواہ نہیں کرسکتا۔ اسے احساس اور ادراک ہی نہیں رہتا۔ جس طرح اندھیرے یا تاریکی میں چیزیں بھائی نہیں دیتیں اسی طرح جب دل میں تاریکی آتی ہے تو حقوق کا احترام ختم ہو جاتا ہے۔

حقوق نظر ہی آنا بند ہو جاتے' احساس مردہ ہو جاتا ہے کہ کس کا حق مجھ پر کیا ہی اور میں کیا کر رہا ہوں۔ دل کو روشن رکھنے کے لئے اللہ کا قرب تلاش کرنے کے لئے' معاشرے میں مفید ہونے کے لئے اللہ کی مدد درکار ہوتی ہے۔وہ مدد حاصل کرنے کے لئے اللہ کی رحمت درکار ہوتی ہے۔ وہ رحمت حاصل کرنے کے لئے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تائید درکار ہوتی ہے۔وہ تائید وہ برکات وہ توجہ حاصل کرنے کے لئے عبادت کی جاتی ہے عبادت کی نقد اجرت یہ ہے کہ جب آپ عبادت کریں' جب آپ ذکر کریں' جب آپ تلاوت کریں' جب آپ درود پڑھیں' جب آپ تسبیحات پڑھیں' جب آپ مراقبات کریں تو نتیجہ دل میں ایک جرات رندانہ' ایک احساس ایک شعور پیدا ہو کہ معاشرے میں میں کیا پارٹ ادا کر سکتا ہوں۔ کون سا ظلم ہے جو میں روک سکتا ہوں ورنہ کم از کم اپنے آپ کو تو ظلم سے روک لو۔ یہ وہ کام ہے جو ہر متنفس کرسکتا ہے کہ خود تو ظلم نہ کرے کسی کو یہ جرات ہوتی ہے کہ ایک خاندان کو' اپنی فیملی کو' اپنے گھر کو تو ظلم سے روک لے' کوئی محلے کو' کوئی شہر کو اور اگر یہ لوگ مل جائیں تو معاشرے کوظلم سے روک دیتے ہیں۔یہ وہ کام ہے جس کے لئے محمد رسول اللہ نے زرہ پہن لی اور تلوار اپنے دست اقدس میں لی۔ جو رحمت عالم مبعوث ہوئے تھے ان کی تلوار خوں چکاں کیوں ہے؟'ظلم کو روکنے کے لئے مظلوم سے ظالم کا ہاتھ روکنا بھی رحمت کا ظہور ہے اور اظہار رحمت کا طریقہ ہے ورنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کہاں اور قبضہ شمشیر کہاں۔ ہمارے ہاں یہ غلط فہمی ہوگئی ہے کہ جس بندہ کی معاشرے میں کوئی حیثیت نہ ہو' کسی کو اس سے کوئی خطرہ نہ ہو' اس سے ظالم بھی خوش ہو مظلوم بھی راضی رہے' ہر ایک کو دعا دے' اندر بیٹھ کر عبادت کرتا رہے' نماز پڑھتا رہے وہ بہت پارسا ہے۔ وہ پارسا نہیں ہے وہ بوجھ ہے زمانے پر۔اس کے جواز کے لئے یا اس کی اہمیت کے لئے ہم بعض اولیاء اللہ کا تذکرہ درمیان میں لے آتے ہیں۔

سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ کسی نبی علیہ السلام کی سوانح میں کوئی نبی گوشہ نشین نہیں ملتا۔

اگر کوئی نبی گوشہ نشین نہیں ہوا تو گوشہ نشینی نیکی کیسے ہوگئی۔

اگر گوشہ نشینی یہ حالات سے قطع تعلقی نیکی ہوتی تو سب سے پہلے سزاوار تھے انبیاء علیہم السلام کہ وہ یہ نیکی کرتے' جو دنیا کو نیکی ہی سکھانے کے لئے مبعوث ہوئے تھے' کوئی نبی گوشہ نشین ملتا ہے آپ کو؟ اسی طرح صوفیوں میں کچھ لوگ ہوتے ہیں جو مجذوب ہو جاتے ہیں یا وہ رہیں جو پیدائشی پاگل ہوتے ہیں یا دنیا میں آ کر کسی وجہ سے پاگل ہو گئے وہ مجذوب نہیں ہوتے مجذوب وہ ہوتے ہیں جو باقاعدہ برکات نبوی صلی اللہ علیہ وسلم حاصل کرتے ہیں' اللہ اللہ سیکھتے ہیں اور پھر کبھی برداشت نہیں کر پاتے تو دماغ ساتھ چھوڑ جاتا ہے' شعور نہیں رہتا وہ جذب غالب آ جاتا ہے وہ مجذوب ہوتے ہیں۔ لیکن مجذوب ہونا کمال نہیں ہے کمزوری ہے۔ اگر کمال ہوتا تو نبی مجذوب ہوتے کوئی نبی مجذوب نہیں ہوا۔ نبی صاحب حال ہوتے ہیں حالات کو برداشت کرتے ہیں اور جو امتی مجذوب ہو جاتا ہے وہ اپنی کمزوری کی وجہ سے ہوتا ہے اور شرعا اس کی حیثیت صرف اتنی ہے کہ ہم اسے بھلا برا نہ کہیں'

www.naqshbandiaowaisiah.com

اس کا معاملہ اللہ پر چھوڑ دیں لیکن وہ اس قابل نہیں ہوتا کہ ہم اس کی بات مانیں ۔اس بندے کو جو کبھی تھا اب وہ پاگل ہو گیا ہے تو اسے اللہ پر چھوڑ دیں ہر پاگل مجذوب نہیں ہوتا۔ کچھ اہل اللہ اور صوفیاء جنگلوں میں جا کر بس گئے کیوں چھوڑ دیں آبادیاں؟ اگر آپ تحقیق کریں گے تو آپ کو پتہ چلے گا کہ صرف وہ ولی اللہ جنگلوں میں گئے جن کے لئے شہروں میں رہنا حکمرانوں نے مشکل کر دیا اور جنہیں جبرا شہروں سے نکال دیا گیا۔ جنگل میں جانے سے پہلے ان کی زندگی دیکھیں تو ان کے گرد اتنی مخلوق جمع ہوئی اور اتنے لوگوں کی انہوں نے اصلاح کی کہ حاکم وقت کو خطرہ پیدا ہو گیا کہ یہ میری بادشاہت کا تختہ الٹ دے گا' اس شخص کو لوگوں سے الگ کیا جائے ۔ خواجہ ابوالحسن خرقانی ہوں بایزید بسطامی' یہ وہ ہستیاں ہیں جنہیں حکمرانوں نے اپنی حکومت کے لئے خطرہ سمجھتے ہوئے شہروں سے نکال دیا تھا اور جنگل میں بھی ان سے ملنے پر پابندیاں لگا دیں ۔ تب انہوں نے بقیہ وقت جنگل میں گزارا لیکن اللہ کی بے نیازی دیکھو ۔

حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے یہ باقاعدہ تحقیق کروائی تھی کہ جو صوفی جس مقام پر مخلوق سے الگ ہوا یا کر دیا گیا مقامات سلوک میں اس سے آگے ترقی نہیں ہوئی ۔جس مقام پر تھا خواہ پچاس سال جنگل میں رہ کر واصل باللہ ہوا اسی مقام پر فوت ہوا آگے مقامات میں ترقی نہیں ہوئی ۔ ثواب بڑا ملے گا' درجہ بڑا ملے گا لیکن ثواب الگ شے ہے اور منازل و مقامات الگ شے ہیں ثواب تو کسی کو عام نجات والے کو بھی بہت سا مل سکتا ہے ۔ثواب تو جسے احدیت نصیب ہے اسے بھی بڑا ملتا ہے لیکن جو فنا فی اللہ میں واصل باللہ ہوتا ہے اور جو پھر بالائے عرش اور عالم امر میں جا کر ملتا ہے تو ہر منزل کی اپنی جداگانہ لذت ہے نا ایک گھر ایک عام آدمی کے پاس ہے اور ایک گھر گورنر کے پاس بھی ہے دونوں کو گھر ہی کہتے ہیں لیکن کتنا فاصلہ ہے گھروں میں ۔ یہ حساب ہوتا ہے مراقبات اور منازل کے ساتھ ثواب کا ۔ سپاہی کو جو آلاؤنس ملتا ہے کہتے اسے بھی آلاؤنس ہی ہیں۔ وہ بھی ثواب ہے وہ بھی ثواب ہے لیکن فاصلہ کتنا ہے نام ایک ہے۔اگرچہ انہیں حکمرانوں نے جبری آبادیوں سے نکال دیا لیکن ترقی درجات کا سبب تو تھا مخلوق میں عدل کا قیام' لوگوں کا ظلم سے تحفظ' اللہ کی زمین پر فساد کو روکنا اور اس حوالے سے قرب الٰہی پانا۔ جب وہ کام ختم ہو گیا جس پر بنیاد ترقی کی تھی تو وہاں ترقی رک گئی۔ یہ جو حوالے دیتے ہیں یہ تصوف کے ساتھ ایک بہت بڑا ظلم ہوا ہے' صوفیوں کے ساتھ ایک بہت بڑی زیادتی ہوئی ہے کہ جتنے سوانح نگار ہیں صوفیوں کے وہ خود صوفی نہیں ہیں اور جو خود صوفی تھے انہوں نے کسی کی سوانح لکھنے کا تکلف ہی نہیں کیا۔ اب جب ہم ان کے حالات پڑھتے ہیں تو جن باتوں کو وہ اپنی کمزوری سمجھتے تھے انہیں سوانح نگار کرامت لکھتا ہے اور وہ باتیں جو واقعی ان کی کرامات تھیں ان کا سوانح نگار کو پتہ ہی نہیں' ان کو شمار ہی کوئی نہیں کرتا۔ صوفیاء کے ساتھ بہت بڑی زیادتی یہ ہوئی ہے کہ ان حالات لکھنے والا کوئی صوفی نہیں تھا اور تصوف کو لکھنے والا سرے سے تصوف سے آشنا ہی نہیں تھا۔ان کے نزدیک تو تصوف یہ ہے کہ کپڑے اتار دو' جھنگڑا ڈالو' سر میں مٹی ڈال لو' بے ترتیب لباس پہن لو اول فول بکتے پھرو' یہ کیا ہے؟ یہ تصوف ہے ۔ان کے نزدیک الن فقیر صوفی ہے۔ وہ الن فقیر کے مرنے پر بڑے کالم اور صفحے کے صفحے اخباروں کے آئے کہ تصوف کا ایک باب بند ہو گیا۔ خواہ اسے تصوف کی ابجد کا پتہ ہی نہ ہو کہ تصوف ہوتی کیا بلا ہے اور ایک وہ موٹی سی مراثن وہ گاتی پھرتی ہے وہ تصوف کی ترجمان ہے ان دانشوروں کے نزدیک کیا نام ہے اس کا؟ عابدہ پروین' آپ سب بھی جانتے ہیں باذوق لوگ ہیں نا۔ ذوق تو آپ کا بھی سلامت ہے ۔تو جتنا عابدہ پروین کو جانتے ہیں آپ کے لئے ضروری ہے اہل اللہ کو اللہ کے بندوں کو اور ان کے حالات کو اس طرح سے جانیں۔

زمانے میں تبدیلیاں بڑا وقت چاہتی ہیں اور زمانہ کروٹ لینے میں صدیاں لگا دیتا ہے ۔زمانہ میری اور آپ کی طرح نہیں ہے ۔میرے پاس' آپ کے پاس گنتی کے دن ہیں' زمانے کے پاس لمبی فرصت ہے قیام قیامت تک۔ وہ میری اور آپ کی طرح بھاگتا نہیں ہے وہ اپنے مزے سے اپنا کام کرتا رہا ہے اور اس سے کروٹ لینے تک قوموں کی قومیں نابود ہو چکی ہوتی ہیں نئی نئی

www.naqshbandiaowaisiah.com

زمینیں برآمد ہو چکی ہوتی ہیں سمندر سے اور نئی پہاڑ سمندر میں ڈوب چکے ہوتے ہیں اور کیا سے کیا ہو جاتا ہے تو آرام سے وہ ایک کروٹ لیتا ہے لیکن کچھ لوگ ایسے وقت پہ آجاتے ہیں جب زمانہ کروٹ لے رہا ہوتا ہے تب تک جو لوگ ہوتے ہیں وہ مکلف ہوتے ہیں اس بات کے کہ لوگوں کو تیار کرتے رہیں انہیں آمادہ کرتے رہیں انہیں علم فراہم کرتے رہیں انہیں جذبہ فراہم کرتے رہیں لیکن جو لوگ عین اس موقع پہ آجاتے ہیں جب زمانہ کروٹ لے رہا ہوتا ہے تو ان پر فرض ہو جاتا ہے کہ اب اس کروٹ کو صحیح پہلو پہ بدلیں۔ اگر وہ ظلم کی طرف جانا چاہ رہا ہے تو اس کے آگے دیوار بن جائیں خواہ اس کے نیچے کچلے جائیں اگر وہ روک نہیں سکتے تو نیچے پس تو جائیں اتفاق کی بات یہ ہے کہ برصغیر کی تاریخ میں ایک کروٹ تھی جب پاکستان بنا اور پھر ایک کروٹ تھی جب بنگلہ دیش بنا جو لوگ پاکستان بنانے کے وقت تھے انہوں نے قیمت ادا کی اس کروٹ کے نیچے آکر پسے گھر اجڑے اپنے نوجوان بیٹیاں اجڑتی لٹتی دیکھیں بیویاں مرتی دیکھیں گھر جلتے دیکھے انہوں نے یہ قربانی قبول کی اور ایک آزاد ریاست مسلمانوں کے لئے وجود میں آگئی۔ لیکن جب بنگلہ دیش بنا ہم سارے جو اس وقت موجود تھے ہم قربانی نہیں دے پائے ہم مزے سے دیکھتے ہی رہے کہ زمانہ کیا کرتا ہے اور زمانے نے ہمیں پیس کے رکھ دیا۔ اب ہم اس کے لئے بھٹو صاحب کو الزام دیں اس کے لئے یحییٰ خان کو الزام دیں اس کے لئے جماعت اسلامی کو مورد الزام ٹھہرائیں اس کے لئے مجیب الرحمن کے گلے پڑیں اس کے لئے اندرا گاندھی کا نام لیں سوال یہ ہے کہ ہم نے کیا کیا تھا ہمارا رول کیا تھا۔ ذوالفقار علی بھٹو نے زیادتی کی ہوگی اندرا گاندھی نے زیادتی کی ہوگی عوامی لیگ نے زیادتی کی ہوگی یہ تو ان کا کردار ہے نا۔ ہم نے کیا کیا تھا؟ کچھ بھی نہیں۔ ہم تماشا دیکھتے رہے جو ہونا تھا ہو گیا۔ اگر اس وقت بھی ہم اس طرح جانیں دیتے جس طرح تقسیم ملک کے وقت دی تھیں تو کیا ایسا ہوتا؟

یہ تیسری کروٹ اب زمانہ بڑی جلدی لے رہا ہے اکہتر کے بعد دو ہزار میں پھر اسے خیال آگیا کروٹ بدلنے کا اور اس کا بڑا سبب بنا ہے وہ نعرہ جو عوام میں ہر آدمی کی زبان پہ چل گیا ہے کہ نظام بدلا جائے نظام صحیح نہیں ہے اب دونوں قوتیں مقابل ہیں۔ جو بدی کی قوت ہے وہ چاہتی ہے کہ تبدیلی کے نام پر نظام یہی رہے اس کی دو چار چولیں ٹھوک ٹھاک کر کس کر اس کو پھر مسلط رکھا جائے۔ ذرا اسے تگڑا کر کے جس میں صدیوں پھر لوگ جکڑے رہیں۔ چال یہی ہو نظام یہی ہو اس کی جو چولیں کمزور ہیں وہ بدل دی جائیں جو پرزہ گھسایا جا چکا ہے وہ تبدیل کر دیا جائے جو کوئی لکڑ کہیں سے یا کوئی لوہا کہیں سے ٹوٹ گیا ہے اسے نئی پٹی لگا دی جائے اور اسے مضبوط کر کے ایسا کسا جائے کہ قوم کا ایک ایک فرد الگ الگ خانے میں ہو اجتماعی سوچ ہی ختم ہو جائے۔ ہر کسی کو اپنے ٹیکسوں کی فکر ہو اپنی روٹی کی فکر ہو اپنے مرنے اور جینے کی فکر ہو۔ یہ قوم کا جو نظم ہے اسے درمیان سے نکال دو اور افراد پہ حکومت کرو۔ اس طرف ہمارے پارسا لوگوں کا کیا حال ہے یہ اب بھی ایک دوسرے کی ٹانگ کھینچنے میں لگے ہوئے ہیں۔ جماعت اسلامی کا خیال ہے کہ اکیلے ہم پاکستانی ہیں باقی سب بے ایمان ہیں۔ پیپلز پارٹی کا خیال ہے کہ موجود تو ہم مسلمان ہیں دوسرے سارے بدمعاش ہیں۔ مسلم لیگ کا خیال ہے کہ اکیلے ہمارا ہے باقی تو دنیا میں کوئی ہے ہی نہیں باقیوں کے پاس کیا ہے؟ پھر یہ جتنے سٹیج پر لوگ ہیں یہ سارے بھی محض زمانے کی اس کروٹ میں اپنے کو بے دست و پا نہیں کرنا چاہتے بلکہ اس کروٹ کے ساتھ مل کر لوگوں پر سوار ہونے کی سوچ رہے ہیں۔ یہ آپ کی آل پارٹیز کانفرنس کا خلاصہ ہے یعنی جتنی سیاسی جماعتیں متفق یا متحد ہوتی ہیں اس بات پر ان کا اتحاد نہیں کہ مظلوم کو ظلم سے نجات ملے اس لئے نہیں کہ ظالم کا ہاتھ رک جائے اس لئے نہیں کہ بیماروں کو دوا ملے اس لئے نہیں کہ غریب کے بچے کو تعلیم ملے اس لئے نہیں کہ عام آدمی کو کھانا ملے بلکہ اس لئے کہ اس قوم پر جو ایک طبقہ مسلط ہونے کو ہے اس میں ہمیں بھی شامل کیا جائے۔ ہمیں عام آدمیوں کے ساتھ کسی خانے میں قید نہ کر دیا جائے۔ کوئی تبدیلی کے لئے یہ رکاوٹ نہیں ہیں بلکہ اس میں شامل ہو کر قوم پر سوار ہونا چاہتے ہیں۔

اب ذمہ داری ہے ان لوگوں کی

www.naqshbandiaowaisiah.com

جو خود کو مخلص کہتے ہیں' خود کو اللہ اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کا دعویدار کہتے ہیں' راتوں کو جاگتے ہیں خالی پیٹ رہتے ہیں' زمین پہ سوتے ہیں' ساری محنت اور مجاہدہ کرتے ہیں کہ ہمارا دل روشن ہو دماغ روشن ہو وجود ہمارا اللہ کی اطاعت پہ لگے' ان کی اب باری ہے کہ اپنے اس کمال کا اظہار کریں۔ میدان میں اتریں عام آدمی کو بتائیں اور آنے والی تبدیلی کو مثبت انداز پر تبدیل ہونے پر مجبور کردیں۔ اس لئے نہیں کہ یہ لوگ حکمران بن جائیں اس لئے کہ جو حکومت بھی ہو وہ عادل ہو وہ کھری کھری ہو عام آدمی کے حقوق کے تحفظ کے لئے ہو لوگوں پر ظلم کرنے کے لئے نہ ہو۔ اب یہ وقت سستی اور کوتاہی کا نہیں ہے ورنہ زمانہ پھر سے ایک چال قیامت کی چل جائے گا۔ اور جب یہ جلدی جلدی بدلتا ہے تو پھر ایک کروٹ ایسی لے لیتا ہے جہاں سے پھر یہ صدیوں بعد اٹھتا ہے۔ اب اس کے جلدی جلدی بدلنے کی وجہ صرف نفاذ اسلام کا نعرہ ہے یہ جو تلملا رہا ہے نا زمانہ تو ارباب اقتدار و اختیار اس نعرے سے کسی طرح جان چھڑانا چاہتے ہیں اس لئے یہ تبدیلیاں جلدی جلدی آ رہی ہیں۔ اگر یہ کسی جگہ سیٹل ہو گئے کسی جگہ ان کے قدم جم گئے تو پھر شاید تبدیلی کے لئے پھر صدیاں درکار ہوں۔ تو حق یہ ہے' اب عبادت یہ ہے کہ باطل کے خلاف حق کی آواز اس زور سے بلند کی جائے یا پھر اہل حق کے لئے کربلا بن جائے اور کوئی باقی نہ بچے اور یا باطل کو اپنی روش تبدیل کرنی پڑے۔ اور کوئی راستہ نہیں ہے میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ سو سالہ محنت جس کا ثمر آپ مٹھی بھر لوگ ہیں آپ کے پیچھے کم از کم ایک صدی کی محنت ہے۔ اب اس سرمائے کو خرچ کرنے کی باری ہے ضائع نہیں کرنا ہے۔ ایک ایک جان بھی چلی جائے لیکن مقصد پہ جائے۔ ایک بال بھی بلا مقصد ضائع نہیں ہونا چاہیے۔ ایک ناخن بھی بلا مقصد نہیں کٹنا چاہیے اور ساری جماعت کٹ جائے مقصد پہ سودا مہنگا نہیں ہے آپ کی ذمہ داری ہے کہ اجتماع ختم ہو تو قریہ قریہ گاؤں گاؤں پورے ملک میں ایک جذبہ بیدار کردیں' ایک تحریک چلا دیں' ایک موومنٹ جس میں اتنی جان ہو کہ زمانے کو غلط کروٹ لینے سے روک دے دوسری طرف ساری کافر طاقتیں ہیں' سارے منافق اس طرف ہیں اور سارے بے وقوف مسلمان سادے بھی اسی طرف ہیں۔ پرایوں سے کیا گلا' اپنے بھی اس طرف ہیں' جن میں شعور نہیں ہے' کافر مخالف ہے' منافق دھوکا دے رہا ہے اور بہت سے ایسے جو مسلمان ہیں' اپنی سادگی میں' الفاظ کے چکر میں آ کر ذاتی رنجشوں میں آ کر ایک دوسرے کی ناراضگیوں میں آ کر ادھر کھنچے ہوئے ہیں۔ کتنی عجیب بات ہے کہ بے شمار جماعتیں نفاذ اسلام کے دعوے پہ زندہ ہیں' کسی ایک سے امید نہیں ہے کہ نفاذ اسلام کے لئے میدان میں اترے۔ کیا عجیب بات نہیں ہے؟ اقتدار کے لئے سارے لڑیں گے لیکن یہ کہہ دیا جائے کہ اقتدار اقتدار نہیں ملے گا لیکن آؤ اسلام نافذ کرائیں' کوئی نہیں آئے گا۔ تو اب میں سمجھتا ہوں کہ ان لوگوں کی ذمہ داری ہے جنہیں اللہ نے یہ شعور بخشا ہے آگہی بخشی ہے' یہ عظمتیں بخشی ہیں' جو اس دنیا کی باتیں کرتے ہیں بالائے عرش کی باتیں کرتے ہیں' قرب الٰہی کی باتیں کرتے ہیں' مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی باتیں کرتے ہیں اب دیکھتے ہیں اپنی باتوں میں کتنے سچے ہیں۔

اللہ کریم آپ سب کو ہمت اور توفیق دے اور اللہ سب کو قبول فرمائے۔

و آخر دعونا ان الحمدللہ رب العلمین

ضروری اطلاع

جو خواتین و حضرات امیر تنظیم کو خطوط لکھتے ہیں براہ کرم نوٹ فرمائیں۔

(۱) صرف جواب طلب امور کا جواب دیا جاتا ہے بشرطیکہ خط لکھنے والا جوابی لفافہ پر اپنا ایڈریس لکھ کر بھیجے۔

(۲) جو قارئین صرف اخباری خبریں پڑھ کر استفسار کے لئے خطوط لکھتے ہیں وہ مطلع ہوں کہ اخبارات بوجوہ پوری بات نہیں لکھتے جس کی وجہ سے بہت سے سوالات پیدا ہوتے ہیں۔ امیر تنظیم کی ہر تقریر کی آڈیو اور ویڈیو کیسٹ ملتی ہے لہذا اگر کسی کو کوئی وضاحت درکار ہو تو وہ متعلقہ تقریر کی کیسٹ سماعت فرمائے۔ اس کے بعد بھی کوئی اشکال باقی رہے تو وہ ضرور لکھے۔ بصورت دیگر جواب نہیں دیا جائے گا۔ (ادارہ)

www.naqshbandiaowaisiah.com

درود شریف کی فضیلت

ڈاکٹر لیاقت علی خان نیازی

درود پاک نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعریف کا دوسرا نام ہے جو روحِ رواں گلستان، بھٹکے ہوؤں کا رہنما، دونوں جہانوں کا آسرا، افضل المخلوقات اور سیدالکائنات ہیں۔ درود پاک تاجدارِ انبیاء حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاں نذرانہ عقیدت، عظمت شان، ایمان کامل کا اعلان، اوصاف جمیلہ کی تعریف و توصیف، انتہائی محبت و عقیدت اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اعزاز و اکرام کا دوسرا نام ہے۔

سورت الاحزاب کی آیت نمبر ۵۶ میں ارشاد ربانی ہے:

اِنَّ اللّٰہَ و ملٰئکتہٗ یُصلّون علی النبی یاَیّھا الّذین اٰمنوا صلّوا علیہ و سلّموا تسلیماً۔

ترجمہ ''اللہ اور اس کے ملائکہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجتے ہیں، اے لوگو جو ایمان لائے ہو، تم بھی ان پر درود و سلام بھیجو۔''

درود پاک کی اقسام:

درود پاک کی کئی قسمیں ہیں مثلاً درود ابراہیمی، درود خضری، درود تنجینا، درود مقدس، درود اکبر، درود شاذلی، درود کوثر، درود محمود، درود نصرت، درودِ مقرب، درود مکرم درودِ شفاعت وغیرہ۔

درود شریف کی فضیلت و اہمیت:

درود پاک کی فضیلت پر بے شمار کتابیں اور مضامین تحریر کئے گئے ہیں مثلاً ڈاکٹر سید حامد حسن بلگرامی کا مضمون صلوٰۃ و سلام، الامام اسماعیل بن اسحاق المالکی کی فضل الصلوٰۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، محمد منصور الزمان صدیقی کی تصنیف درود شریف کی فضیلت، حضرت مولانا محمد اشرف علی تھانوی کی زادالسعید، مولانا محمد یوسف فقیر دہلوی کی فضائل درود شریف اور علامہ عالم فقری کی کتاب فضائل و برکات درود شریف، درود پاک کی کتب میں علامہ بوصیریؒ کا قصیدہ بردہ شریف ایک منظوم درود پاک ہے۔

یہ درودں کے چراغ اور سلاموں کے دیئے
اہل ایماں کو شب غم میں ضیا دیتے ہیں
(خواجہ عابد نظامی)

قدرت اللہ شہاب نے اپنی شہرۂ آفاق کتاب ''شہاب نامہ'' کے صفحات ۱۱۵۲۔۱۱۵۴ پر درود پاک کے مختلف فضائل ان الفاظ میں بیان فرمائے ہیں:

''ساری کائنات میں ایک اور صرف ایک ایسا عمل ہے جو اللہ تعالیٰ، فرشتوں اور انسانوں کے درمیان یکساں طور پر مشترک ہے۔''

''درود شریف پڑھنے والے کو اپنی استعداد اور خلوص کے مطابق صاحب درود کی توجہ کا شرف ضرور حاصل ہوتا ہے۔ اگرچہ ہزاروں افراد ہزاروں مختلف مقامات پر ایک ہی وقت درود شریف پڑھ رہے ہوں۔ ان سب پر فرداً فرداً بیک آن صاحبِ درود کی توجہ کا منعکس ہونا نہ کوئی عجیب بات ہے اور نہ کوئی مشکل امر ہے۔ چراغ اگر چھوٹا ہو تو اس کی روشنی پھیلانے کے لئے اسے ایک کمرے سے اٹھا کر دوسرے کمرے میں پہنچانے کی ضرورت ہوتی ہے لیکن سورج کی شعاعیں ہر جگہ بیک وقت یکساں طور پر بآسانی پہنچتی رہتی ہیں۔ شرط صرف اتنی ہے کہ رخ سورج کی جانب ہو۔

دنیاوی اصطلاح میں درود شریف کی مثال شاہی ڈسپیچ بکس (Despatch Box) کی سی ہے جو دعا اس ڈسپیچ بکس میں بند ہوکر اللہ تعالیٰ کے دربار میں پہنچے، اس کی جانب خصوصی اور فوری توجہ منعطف ہونا زیادہ قرین قیاس ہے۔''

درود شریف کی فضیلت

(احادیث کی روشنی میں)

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس نے مجھ پر ایک بار درود پاک پڑھا اللہ تعالیٰ اس پر دس

رحمتیں بھیجتا ہے اور اس کے دس گناہ معاف کردیتا ہے اور اس کے درجات بلند کردیتا ہے۔ (نسائی شریف)

حضرت ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ قیامت کے روز وہ شخص میرے سب سے زیادہ قریب ہوگا جس نے مجھ پر کثرت سے درود پاک پڑھا ہوگا۔ (ترمذی شریف)

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص مجھ پر ایک مرتبہ درود بھیجے گا اللہ تعالیٰ اس پر دس مرتبہ رحمت نازل فرمائے گا۔ (مسلم شریف)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ جو شخص نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک بار درود پاک پڑھے اس پر اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے ستر رحمتیں نازل فرماتے ہیں۔

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے دن بھر میں مجھ پر ہزار بار درود پاک پڑھا وہ مرے گا نہیں جب تک کہ وہ جنت میں اپنی آرام گاہ نہ دیکھ لے گا۔

حضرت ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے پاس اس انداز میں تشریف لائے کہ آپ کا چہرہ مبارک بہت ہشاش بشاش تھا۔ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا کہنا ہے کہ میں نے آپ سے سبب دریافت کیا تو آپ نے فرمایا کہ میں کیوں نہ خوش ہوں کہ ابھی ابھی میرے پاس جبرائیل علیہ السلام آئے تھے انہوں نے کہا کہ اللہ نے فرمایا ہے کہ اے محبوب! کیا آپ اس بات پر راضی نہیں ہیں کہ آپ کا کوئی امتی آپ پر ایک بار درود پاک پڑھے تو میں اور میرے فرشتے اس پر دس رحمتیں بھیجیں اور میں اس کے دس گناہ معاف کردوں اور اس کے لئے دس نیکیاں لکھ دوں۔

سیدنا ابوکاہل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابوکاہل! جو شخص مجھ پر ہر دن اور ہر رات تین تین مرتبہ میری محبت اور میری طرف شوق کی وجہ سے درود پاک پڑھے تو اللہ تعالیٰ پر حق ہے کہ اس کے اس دن اور رات کے گناہ بخش دے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ دعا آسمان اور زمین کے درمیان معلق رہتی ہے اس میں سے کچھ بھی اوپر نہیں جاتا یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں ہدیہ پیش نہ کیا جائے۔ (ترمذی شریف)

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو مجھ پر ایک بار درود پاک پڑھے اس کے لئے اللہ تعالیٰ ایک قیراط اجر لکھتا ہے اور قیراط احد پہاڑ جتنا ہے۔ (القول البدیع)

حضرت رویفع رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے مجھ پر یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھ کر یہ کہا خداوندا! انہیں قیامت میں اپنا قرب خاص عطا فرما۔ اس درود پڑھنے والے کیلئے میری شفاعت واجب ہوئی۔ (مسند امام احمد)

حضرت عمار بن یاسرؓ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ایک فرشتہ میری قبر پر مقرر کر رکھا ہے جس کو ساری مخلوق کی باتیں سننے کی قدرت عطا فرمائی ہے۔ جو شخص مجھ پر درود پاک بھیجتا رہے گا وہ فرشتہ مجھ کو اس کا اور اس کے باپ کا نام لے کر درود پہنچاتا رہے گا کہ فلاں کا بیٹا ہے اور اس نے آپ پر درود پڑھا ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب دو مسلمان مصافحہ کرتے وقت درود پڑھتے ہیں تو ان کے جدا ہونے سے پہلے رب غفور و رحیم ان کے سب کے سب گناہ معاف کردیتا ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جمعرات کے دن اللہ تعالیٰ آسمانوں سے فرشتے روانہ کرتا ہے ان کے پاس سونے کے قلم اور چاندی کے کاغذ ہوتے ہیں۔ وہ جمعرات کے دن اور جمعہ کی شب میں جو حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھتا ہے اس کا نام لکھ لیتے ہیں۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ایک مرتبہ سحری کے وقت کچھ سی رہی تھیں تو سوئی گر گئی اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سوئی تلاش کرنے لگیں۔ اچانک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے۔ آپ کی روشنی سے سارے گھر میں روشنی ہوگئی اور سوئی مل گئی۔ اس پر حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی یا رسول اللہ! آپ کا چہرہ مبارک کتنا روشن ہے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ویل یعنی ہلاکت ہے اس بندے کے لئے جو مجھے قیامت کے دن نہیں دیکھ سکے گا۔ عرض کی یا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہ کون ہوگا جو حضور کو نہ دیکھ سکے گا؟ آپ نے فرمایا وہ بخیل ہے عرض کیا بخیل کون ہے؟ فرمایا جس نے میرا نام مبارک سنا اور مجھ پر درود پاک نہ پڑھا۔ (القول البدیع)

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی حدیث بھی نقل ہے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میرے اوپر روشن رات اور روشن دن میں کثرت سے درود بھیجا کرو اس لئے کہ تمہارا درود مجھ پر پیش ہوتا ہے اور میں تمہارے لئے دعا و استغفار کرتا ہوں۔

درود شریف کے آداب:

درود شریف کے آداب حسب ذیل ہیں:

(۱) درود شریف ایک ایسا وظیفہ ہے جو ہر وقت پڑھا جا سکتا ہے یعنی درود پاک پڑھنے کی نہ کوئی تعداد مقرر ہے اور نہ وقت۔

(۲) درود پاک پورے ذوق و شوق اور لگن سے پڑھنا چاہئے۔

(۳) درود پاک پڑھنے والے کا جسم اور لباس صاف ہونا چاہئے۔

(۴) درود شریف باوضو پڑھا جائے۔

درود شریف کے فضائل

(ایک اجمالی خاکہ)

مختلف کتب میں درود شریف پڑھنے سے حسب ذیل فیوض و برکات ہوتی ہیں اس کے فائدے بے شمار ہیں:

(۱) درود شریف پڑھنے سے تکالیف دور ہوتی ہیں۔

(۲) بیماریوں سے شفا ملتی ہے۔

(۳) خوف اور ڈر سے نجات ملتی ہے۔

(۴) تنگی سے نجات ملتی ہے۔

(۵) دشمن پر فتح نصیب ہوتی ہے۔

(۶) رضائے الٰہی اور عفت کا حصول۔

(۷) مال میں برکت اور پاکیزگی ہوتی ہے۔

(۸) طہارت ذات نصیب ہوتی ہے۔

(۹) سکون قلب اور فارغ البالی نصیب ہوتی ہے۔

(۱۰) تمام امور میں برکات ہوتی ہیں۔

(۱۱) اموال و اسباب اور اولاد در اولاد (چار پشتوں تک) برکات کا نزول ہوتا ہے۔

(۱۲) قیامت کی ہولناکیوں سے نجات ملتی ہے۔

(۱۳) دنیا کی ہلاکتوں سے چھٹکارا ملتا ہے۔

(۱۴) زمانے کی سختیوں سے خلاصی ہوتی ہے۔

(۱۵) بھولی ہوئی اشیاء یاد آ جاتی ہیں۔

(۱۶) غربت ختم ہو جاتی ہے۔

(۱۷) مومن پل صراط سے جھپکتے ہی گزر جائے گا۔

(۱۸) مسلمانوں کے دلوں میں درود شریف پڑھنے والے کی محبت پیدا ہوتی ہے۔

(۱۹) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سچی محبت دل میں جاگزیں ہو جاتی ہے۔

(۲۰) روز قیامت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مصافحہ کا شرف حاصل ہوگا۔

(۲۱) خواب میں تاجدار انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے جمال کا دیدار نصیب ہوتا ہے۔

(۲۲) ملائکہ درود شریف پڑھنے والے سے محبت کرتے ہیں اور مرحبا کہتے ہیں۔

(۲۳) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے جواب سلام کے حصول کا شرف حاصل ہوتا ہے۔

الغرض درود پاک کی لذیذ ترین خاصیت یہ ہے کہ عشاق کو دولت زیارت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ملتی ہے۔ درود پاک بے شمار فیوض و برکات کا موجب ہے۔ یہ ایسی اہم ترین عبادت ہے جو ہمیشہ قبول ہوتی ہے۔

ہزار بار بشویم دہن زمشک و گلاب
ہنوز نام تو گفتن کمال بے ادبی است

دعا مغفرت کی درخواست

(۱) سلسلہ عالیہ کے پرانے ساتھی عبدالمجید خان صاحب ابوالحسنی والے کے ... محمد شریف خان صاحب قضائے الٰہی سے وفات پاگئے ہیں۔

(۲) سلسلہ عالیہ کے پرانے ساتھی غلام جیلانی امیر جتی پور کی بہو ڈاکٹر نثار احمد کی اہلیہ اکتوبر ۲۰۰۰ میں قضائے الٰہی سے وفات پاگئی ہیں۔

(۳) سلسلہ عالیہ کے پرانے ساتھی سید عمران علی شاہ کے والد سید ارشاد علی شاہ تحصیل و ضلع سیالکوٹ قضائے الٰہی سے وفات پاگئے ہیں۔

(۴) سلسلہ عالیہ کے پرانے ساتھی سرفراز احمد ... قضائے الٰہی سے وفات پاگئے ہیں۔

(۵) سلسلہ عالیہ کے پرانے ساتھی محمد نعیم کے دادا محمد نذیر جھروٹ کلاں ضلع ... قضائے الٰہی سے وفات پاگئے ہیں۔

(۶) سلسلہ عالیہ کے پرانے ساتھی رانا محمد اشرف کی والدہ ماناںوالہ فیصل آباد قضائے الٰہی سے وفات پاگئی ہیں۔

www.naqshbandiaowaisiah.com

میکڈونلڈ کا برگر

از۔ ڈاکٹر ظہور الحق

برگر ایک امریکن فاسٹ فوڈ آئٹم ہے جو کہ اب پاکستان میں بھی بڑی تیزی سے مقبول عام ہو رہا ہے۔ جب یہ امریکہ میں شروع ہوا تو اسے ہیم برگر (HAMBURGER) کہا جاتا تھا اور اس میں ایک سلائس HAM یعنی سور کے گوشت کا ہوتا تھا پھر جب امریکیوں کو معلوم ہوا کہ HAM اتنی اچھی چیز نہیں جتنی وہ سمجھتے ہیں تو اس کی جگہ چکن سلائس یا فش سلائس نے لے لی جس طرح امریکن لوگ پہلے سور کی چربی یعنی LARD کو اچھا سمجھتے تھے اور آلو کے ٹکڑے یعنی FRENCH FRIES اس میں تلتے تھے لیکن جب انہیں معلوم ہوا کہ اس کے نقصانات بھی ہیں تو انہوں نے لارڈن کی جگہ مکئی کا تیل استعمال کرنا شروع کیا لیکن چونکہ پاکستانی قوم ابھی تک ذہنی طور پر انگریزوں کی غلام ہے اس لئے انگریزوں اور ان کے بھائی امریکنوں کی ہر ادا اسے پسند ہے اور چاہے لباس ہو یا خوردنی اشیاء، ہر بات میں ان کی نقل کرنا فخر سمجھتی ہے۔

یہی وجہ ہے کہ امریکن فوڈ چین کے کسی بھی ریسٹورنٹ کو پاکستان میں بڑی پذیرائی ملتی ہے اور پاکستانی لوگ اس میں جا کر یا اس سے لے کر کھانا کھانے میں بڑا فخر محسوس کرتے ہیں اور اس کے لئے زیادہ رقم خرچ کرنا بھی انہیں ناگوار محسوس نہیں ہوتا۔ تین فوڈ چین یعنی میک ڈونلڈ، پیزا ہٹ اور کے ایف سی یعنی کنٹکی فرائڈ چکن کی کئی شاخیں پاکستان میں کھل چکی ہیں اور پاکستانیوں سے بیش بہا رقوم بٹور کر اپنے یہودی آقاؤں کی جیبیں بھر رہی ہیں۔ پاکستانی قوم ہے کہ ان پر دل و جان سے فریفتہ ہے اور قطع نظر اس کے کہ ان کے کھانوں میں حلال اجزاء ہیں یا حرام، بڑے جوش و خروش سے انہیں آباد کر رہی ہے۔ یعنی اسلام اور ایمان کو نقصان ہوتا ہے تو ہوتا رہے لیکن امریکی اور یہودی آقاؤں کی تقلید اور غلامی میں فرق نہ آئے۔

پاکستانیوں کے اسی بھاری مینڈیٹ کے حامل سابق وزیراعظم نے دوران اسیری میک ڈونلڈ کا برگر کھانے کی خواہش ظاہر کی تھی جو کہ پاکستانی عوام کے مزاج کے پس منظر میں کوئی عجیب بات نہیں لیکن اس کی اسلامی نقطہ نظر سے کوئی مطابقت نہیں۔

راقم الحروف نے ۱۹۸۷ء میں المرشد کے صفحات میں ایک مضمون بعنوان امریکہ میں کھانے پینے کی احتیاط لکھا تھا اور اس میں چند ڈبل روٹیوں کے نام لکھے تھے جن میں لارڈ شامل نہیں کیا جاتا لیکن ۱۹۹۶ء میں جب مجھے دوبارہ امریکہ جانے کا اتفاق ہوا تو یہ دیکھ کر مجھے بڑی حیرت ہوئی کہ ڈبل روٹیوں کے وہ تمام برانڈ مارکیٹ سے غائب ہو چکے ہیں اور پچاس میں سے ایک برانڈ بھی ایسا نہیں جو حرام اجزاء سے پاک ہو۔ یہودیوں کی فوڈ کی سیکشن میں ایک ڈبل روٹی ایسی ملی جس میں لارڈ نہیں تھا۔ الغرض اب امریکہ میں رہنے والوں کے لئے یہ ضروری ہو گیا ہے کہ یا تو وہ ڈبل روٹی نہ کھائیں یا پھر اس میں لارڈ کی ملاوٹ برداشت کریں یہ پس منظر اس لئے بیان کیا گیا ہے کہ میک ڈونلڈ کے برگر میں استعمال ہونے والے بن امریکہ سے درآمد کئے جاتے ہیں۔ جبکہ مقامی اشیاء میں سے صرف آلو، پیاز اور ٹماٹر استعمال کئے جاتے ہیں باقی سب غذائی اجناس امریکہ سے درآمد کر کے مہنگے داموں پاکستانیوں کو کھلائی جاتی ہیں۔ جن کے حلال یا حرام ہونے کے بارے میں اندازہ لگانا چنداں مشکل نہیں۔

گزشتہ سال لاہور میں میک ڈونلڈ کی چھٹی برانچ کا آغاز ہوا اور اس کے لئے ۹۹۔۱۲۔۳۱ کی شام اور رات منتخب کی گئی یعنی New year night کو یہ جشن منایا گیا۔ ان دنوں رمضان المبارک کا آخری عشرہ تھا اور اس رات رمضان کی ۲۳ اور ممکنہ لیلۃ القدر تھی۔ روزے کی وجہ سے افتتاح افطاری کے وقت ہوا اور پھر سحری تک یہ خوشیاں اور شور و غل گانا بجانا

www.naqshbandiaowaisiah.com

وغیرہ جاری رہا۔ اس ایک رات میں یہاں ۱۶ لاکھ روپے کی Sale ہوئی۔ میک ڈونلڈ کے سب سے چھوٹے برگر کی قیمت ۸۹ روپے تھی اور چھوٹے سے کھانے کی قیمت ۱۵۰ روپے کے قریب تھی اگر فرض کیا جائے کہ زیادہ لوگوں نے کم سے کم ۱۰۰ روپے فی کس خرچ کیا تو اس رات اس دو کنال رقبہ پر مشتمل ریسٹورنٹ میں ۱۶ ہزار سے زائد لوگ آئے۔ ارد گرد کی تمام سڑکیں گاڑیوں کی پارکنگ سے بھر گئی تھیں۔ یہ رش صرف ٹاؤن شپ اور ماڈل ٹاؤن کے لوگوں کا تھا کیونکہ دوسرے علاقوں میں تو پہلے ہی میک ڈونلڈ کے دوسرے ریسٹورنٹ موجود تھے۔ مذکورہ ریسٹورنٹ ماڈل ٹاؤن لنک روڈ پر کھولا گیا تھا۔ اسی سے یہ اندازہ کرلینا دشوار نہیں کہ عام پاکستانی امریکن فوڈ کا کس قدر شوقین ہے اور حلال و حرام کے مسائل سے بے نیاز ہے۔

افسوس اس بات کا ہے کہ عام لوگوں نے دین کو ثانوی حیثیت دے دی ہے اور عملی زندگی میں اس کو ملحوظ رکھنا چھوڑ دیا ہے۔ بلکہ دین کو صرف عبادات اور رسومات تک محدود سمجھ لیا ہے اور روزمرہ کی طرز زندگی دین سے بالکل عاری ہے۔ حالانکہ اسلام میں رزق حلال اور طیب کو بنیادی حیثیت حاصل ہے اور اس کے بغیر عبادات بھی مقبول نہیں ہوتیں۔

چونکہ میک ڈونلڈ کے برگر یا دوسری فوڈ میں حرام اجزاء کی کثرت ہوتی ہے۔ اس لئے اس کے ریسٹورنٹ بے حیائی کے اڈوں کا کام بھی دیتے ہیں۔ اس کی کھانے کی میزوں پر لوگ ایک دوسرے کا انتظار بھی کرتے ہیں، یہیں سودے بھی طے ہوتے ہیں اور باہر نکل کر گاڑیوں میں بیٹھ کر منزل مقصود کی طرف روانگی بھی ہوجاتی ہے اور یہ سب کچھ حکومت کی اجازت اور سرپرستی سے ہوتا ہے بلکہ حکومت کے نزدیک اس میں کوئی برائی نہیں۔ اگر کوئی اللہ اور رسول کی بات کرے تو اس میں برائی کے کئی پہلو تلاش کرلئے جاتے ہیں اور اسے روکنے کی ہر ممکن کوشش کی جاتی ہے لیکن اگر کوئی بے حیائی اور برائی کے کام کرنا چاہے تو اسے ہر طرح کی اجازت بلکہ حکومتی کارندوں کی مدد حاصل ہے۔ ملائشیاء میں دیکھنے میں آیا ہے کہ میک ڈونلڈ میں جا بجا حلال کے بورڈ لگے ہیں۔ یعنی میک ڈونلڈ کو حلال اجزاء استعمال کرنے کا پابند بنایا گیا ہے لیکن پاکستان میں ایسا کوئی بورڈ نظر نہیں آتا شاید اس لئے کہ عام لوگوں کے ذہنوں سے حلال و حرام کی تمیز ہی اٹھ گئی ہے۔

اسلام کی حاکمیت کیلئے
ہر قربانی دیں گے
منجانب نورالرحمٰن لودھی، حفیظ الرحمٰن لودھی
رحمان آئلز
لال ملز چوک، فیکٹری ایریا فیصل آباد فون نمبر 618946-624353

من الظلمت الی النور

محمد ریاست

میرا سلسلے میں آنے کا ذریعہ حوالدار علی اکبر صاحب راولپنڈی بنے۔ ہم ایک فون میں تھے آزاد کشمیر کے بارڈر پر تعینات تھے کہ ایک دن ملاقات ہوئی۔ یہ چند دن ہوتے تھے۔ کسی خفیہ ایجنسی سے چھٹی پر آئے تھے۔ دوران بات چیت بیعت کی بات چلی تو میں نے کہا کہ میں حضرت شریف سے پیر ہارون الرشید صاحب سے بیعت ہوں تو انہوں نے کہا کہ ختم ولی کامل مردے منارہ میں رہتا ہے اور اللہ یار خان نام ہے۔ حضور کے ہاتھ پر بیعت کراتا ہے چنانچہ سنتے ہی ایک لہر سی دوڑ گئی دل میں جستجو رہی آخر ہم عرصہ پورا کر کے لاہور پہنچ آئے تو یہ تقریباً ۱۹۸۱ء کا زمانہ تھا اور کشمیر میں ۱۹۷۶ء میں یہ بات ہوئی تھی۔ لاہور میں میری پوسٹنگ خفیہ ایجنسی میں ہوئی شہروں میں عام زندگی گزرنے لگی تو وہاں ایک شناسا کے پیر صاحب آتے تھے حسین شاہ نام تھا جو ابھی جہان برزخ میں ہیں ان سے بیعت ہوا انہوں نے مجھے ہر وقت خفی ذکر اور ہر نماز کے بعد درود پڑھنے ایک خاص وظیفہ دیا چنانچہ تقریباً چند دن کے بعد مجھے پھر کشف سا شروع ہو گیا وہاں تصور شیخ تھا اور شیخ صاحب تصور کرتے ان کی جو پوچھ وہ بتاتے وہ چیز ٹھیک ہوتی۔ حالات زندگی ایسی تھی کہ نماز باجماعت تہجد وغیرہ تلاوت رات کو کم سونا۔ ہم سے تھوڑی سال سے پیچھے ہی تھے والی تو شروع سے ہی رہی تھی۔ چنانچہ ایک روز مجھے اپنے علاقے کا ایک آدمی مل گیا۔ باتوں کا سلسلہ چل نکلا تو اس نے کہا کہ حضرت جی میرے پیر ہیں اور ان دنوں لاہور آئے ہیں، چنانچہ اجتماع کے دنوں میں میں نے رخصت پر گیا اور منارہ آ گیا۔ وہاں حضرت جی سے ۹۔ منارہ ملکوں میں بیعت ہوا۔ تصوف کا علم بالکل نہیں تھا، چنانچہ اس دن کے بعد میں نے ذکر کی ہر محفل میں حصہ لیا مولانا فضل الرحمن قائم پورہ قبرستان کی مسجد میں ذکر مغرب کرتے تھے اور اکبر صاحب سے بھی ملاقات ہوتی رہتی تھی لیکن مجھے کسی نے ابھی تک بھی نہیں کرائی مجھے پتہ ہوتا تو کس کو کہتا لیکن مجھے معلوم ہی نہ تھا۔ بیعت ہونے کے بعد یہ احساس ہونا شروع ہو گیا کہ وہ حال نہیں رہا لیکن ہمت نہیں ہاری ایک دن لاہور ہی میں تھا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ چاند ہے آسمان پر اور اس کو دل چیر بیٹھے ہیں لیکن دونوں سے بھی اس کی روشنی آ رہی ہے مجھے نہیں معلوم یا تو خیر یہ کہ نظارے ہوتے اس کے بعد ہم بلوچستان چلے گئے وہاں پر آخری ذکر کی محفل ہوئی میں حضرت جی کے ہاتھ نصیب ہوئی جو کہ ۱۹۸۳ء میں تھی۔ بلوچستان میں میری حالت ایسی تھی کہ ڈیوٹی کے دوران بھی یہ خواہش ہوتی کہ تبلیغ اور دین کی بات کا کام کروں۔ میں نے وہاں فوجی جوانوں کو نماز باجماعت سکھانا شروع کر دی اور رات گیارہ بجے تک لوگ مجھے سنتے اور میری زبان نہ رکتی۔ دین بیان کرتا۔ حتیٰ کہ نماز عشاء کے بعد لوگ سو جاتے تو دو چار صاحب ذکر کی مار لیتے لیکن حضرت جی کی محفل کا اثر تھا کہ زندگی کی گاڑی دین کے راستے اپنی منزل کو رواں دواں تھی پرسکون اور ذہن تمام فتور سے خالی۔ ۱۹۸۴ء کے بعد نہ جانے کیا ہوا ذکر ختم زبان بند لیکن دین کی بات چیت ختم مراد محافل لیکن بے جگانہ رہا۔ عرصہ ۹ سال ایسے ہی گزر گیا۔ ایک دفعہ انجمن سرفروشان اسلام کے لوگ ذکر کے لئے مجھے دعوت دینے آئے ذکر کا نام ان کر میں وہاں گیا تو ان کا طور طریقہ مجھے پسند نہ آیا۔ ان سے بھی مراد بھی ہو جاتا بخشش تو عام میں ان سے گیا تھا کیونکہ شرک و بدعت پر عمارت کھڑی تھی اور پیر صاحب بڑے جاہل تھے (ریاض احمد گوہر شاہی) وہاں معلوم ہوا کہ فلاں مسجد میں لوگ سے ذکر کرتے ہیں وہاں گیا تو والد

www.naqshbandiaowaisiah.com

تبلیغ اللہ سے ملاقات ہوئی۔ ۹۲ء کا زمانہ تھا اس دن سے ان کے ساتھ ذکر کرتے رہتے اور دعا ہے کہ قیامت کے دن اسی ذکر و کرتے ہوئے اٹھایا جائے چنانچہ انہوں نے مجھے سلسلہ عالیہ کی کتب پڑھنے کے لئے دیں۔ وہ پڑھ کر مجھے احساس ہوا کہ میں تو سب پڑھ چکا ہوں، روتا رہتا، کتنا بدقسمت تھا کہ حضرت جی سے کچھ حاصل نہ کر سکا۔

چند ہی ماہ گزرے تھے کہ والد صاحب نے افضل نعیم صاحب راولپنڈی سے جا کر ملے تب مراقبات کرائے اور مناروں سے دوبارہ تعلق نصیب ہوا۔ موجودہ استاد المکرم سے بیعت ہوا۔ اور کچھ عرصہ پر تو رات وہ وہ ہے مجھے ایک چھڑی کی چوٹ پسلیوں میں محسوس ہوئی اور آواز آئی یہ وقت ضائع کرنے کا نہیں ہے پونے کا ہے میں جاگ گیا پھر کروٹ بدل کر سونا چاہا کہ پھر حضرت مدظلہ کی آواز آئی وقت کھونے کا نہیں پونے کا ہے اٹھو چنانچہ اٹھ گیا تہجد شروع کر دیئے جو کہ تا حال قائم ہیں۔ انشاء اللہ ابھی بھی قائم ہیں پنجگانہ تہلیل ذکر دونوں وقت قائم انشاء اللہ ذکر تو خوراک کی طرح سمجھا جاتا ہے۔ پھر میری روحانی بیعت ۹۵ء میں ہوئی مراقبات فنا بقا کرائے گئے مجھے جو کچھ نصیب ہوا موجودہ شیخ سلطان الاولیاء سیدی حضرت جی امیر محمد اکرم اعوان کے قدموں کی خاک سے نصیب ہوا۔

حضرت جی مدظلہ کی زندگی سخاوت اور نفاذ اسلام کی موومنٹ نے اتنا جسم میں جذبہ بھر دیا ہے کہ صرف اس آواز کی انتظار میں پچھلے سال کی ضروری چھٹی بھی ضائع کر دی ہو کہ میں نے رکھی تھی کہ اسلام آباد آئیں گے تو چھٹی لے کر وہاں حاضر ہو جاؤں گا۔ واپس آ گیا تو ٹھیک وہاں رہ گیا تو خوش نصیبی، لیکن ابھی تک کچھ بھی نہیں ہوا موجودہ نظام اور اس طرز کی حکومتوں سے نفرت حضرت جی مدظلہ کا سحر انگیز بیان اور بیانوں میں آ جانے والی تقریر نے پورے جسم و قیمہ بنا کر رکھا ہوا ہے۔ جذبات بہت ہیں لیکن ادب کا پاس ہے ورنہ دل چاہتا ہے خط لکھ دوں کہ حضرت! حضور کی بدر کی ۳۱۳ کی سنت کو دوبارہ زندہ کریں۔ آئیں میدان شہادت کھولیں ہماری موت آنے والوں کو دعوت دی جائے کہ نفاذ اسلام کی خاطر فلاں جماعت آئی تھی اور ختم ہوئی۔ سب شہید ہو گئے۔ اس طرح یہ پروگرام شاید چل نکلے تو بھی کامیابی ہے۔ ابھی اس امید میں سوئے ہیں کہ شاید کل ہی پروگرام مل جائے اسی انتظار میں زندگی گل ہو رہی ہے لیکن ظلم کی رات لمبی ہوتی جا رہی ہے۔

باقی میرے جیسے انسان کی کیا جرأت حضرت جی یا حضرت جی مدظلہ کے بارے میں لکھا جائے انکی زندگی کھلی کتاب ہے اور ہم جیسے بدھو کیا لکھیں گے ہم نے آپ کا حکم مانا اور جو کچھ ہمارے پاس تھا لکھ دیا اگر کوئی حرف کام آ سکے تو سلسلہ عالیہ پر جان بھی قربان ہے۔

آخر میں دعا ہے کہ خداوند عالم رحمت عالم کے دین کے نفاذ کے لئے قبول فرمائے اور ہماری جانوں کا نذرانہ قبول فرما کر ہمارے سلسلہ عالیہ کو یہ شرف بخشے۔ آمین ثم آمین

متوجہ ہوں

1- المرشد کے قاریوں اور لکھاریوں سے گذارش ہے کہ "المرشد" کو بہتر سے بہتر بنانے کے لئے تجاویز لکھیں جو کہ ایڈیٹر کی ڈاک میں شائع بھی کی جایا کریں گی اور ممکن حد تک عمل بھی کیا جائے گا۔

2- قلمکار حضرات تحریریں صاف ستھری اور ایک لائن چھوڑ کر خوبصورت لکھ کر بھیجا کریں۔

3- "المرشد" میں "من الظلمت الی النور" کا سلسلہ شروع کیا گیا ہے جس میں روحانی بیعت والے حضرات اپنے حالات و واقعات لکھ کر ہمیں بھیجیں۔ ضلعی امیر، ضلعی صدر الاخوان اپنے علاقہ کے صاحب مجاز کے حالات جلد از جلد لکھ کر بھیجیں۔ آنے والے لوگوں کے لئے مشعل راہ ہوں گے۔

4- "المرشد" کے سلسلہ میں خطوط، مضامین درج ذیل ایڈریس پر بھجوائیں۔

ماہنامہ "المرشد" ریلوے کالونی چوک عبداللہ پور، عقب ویگن سٹینڈ دارالعرفان، فیصل آباد فون نمبر 041-542284

www.naqshbandiaowaisiah.com

الوداع

قوم نے 53 سال کے عرصے میں بارہا ایسے برگزیدہ حکمران منتخب کئے جن کی نظیر تاریخ انسانی میں نہیں ملتی جو ہر لحاظ سے بے نظیر ثابت ہوئے۔ قوم نے اس صدی کے آخر میں جو بے نظیر کھیپ منتخب کی انہوں نے حق پرستی اور بندہ پروری کے مختلف نمونے دکھا کر اس صدی کو جو الوداع کیا اس کی چند مثالیں پیش کی جاتی ہیں

تحریر۔ پروفیسر عبدالرزاق

سکوں محال ہے قدرت کے کارخانے میں
ثبات ایک تغیر کو ہے زمانے میں

مہمان ایک ایسا لفظ ہے جس کے مفہوم میں اعزاز احترام اور محبت کے جذبات سموئے ہوئے ہیں گویا اس کے خمیر میں رکھ دیئے گئے ہیں گو ان جذبات میں شدت کی کمی بیشی کے اعتبار سے درجات مختلف ہوتے ہیں۔

انسان کے لئے اس کا عزیز ترین مہمان زندگی ہے اور زندگی وقت کے اجزاء سے مرکب ہے اور وقت کی اکائیاں حوالات کے اعتبار سے مختلف ہیں مثلاً منٹ، گھنٹہ، دن، ہفتہ، مہینہ، سال اور صدی۔ اور وقت کی حوالات میں اختلاف کی وجہ سے ہر اکائی کے استقبال اور وداع کے وقت جذبات کی شدت میں فرق ہوتا ہے۔

لطف یہ ہے کہ اس مہمان سے استقبال اور وداع دونوں میں لذت ہوتی ہے استاد غالب نے خوب کہا ہے کہ

وداع و وصل جداگانہ لذتے دارد
ہزار بار برو صد ہزار بار بیا

دیکھئے انسان ان دونوں تقریبات کو کس شوق اور جذبے سے مناتا ہے ہر شخص اپنے وسائل اور معاشرے میں اپنا مقام دیکھ کر ہر سال اپنا یوم پیدائش مناتا ہے جس کو سالگرہ کی تقریب کہتے ہیں اسی طرح بعض بزرگوں کے یوم وفات جو اس مہمان کی رخصت کا دن ہوتا ہے کس عقیدت مندی اور احترام سے مناتے ہیں اس کا نام کہیں سالگرہ ہوتا ہے اور کہیں عرس کہا جاتا ہے۔ افراد سے ہٹ کر قوموں کو دیکھو تو وہ بھی ہر سال اپنی ایسی تقریبات بڑی شان و شوکت سے مناتی ہیں۔ سال کے بعد بڑی اکائی صدی ہے جس کو منانے کے لئے کہیں تیسری چوتھی نسل کو موقع ملتا ہے اتفاق سے ہمیں یہ موقع ملا ہے اور دیکھو بیسویں صدی 31 دسمبر 2000ء کو ختم ہوئی اور اکیسویں صدی یکم جنوری 2001ء کو شروع ہوئی لیکن پہلے مہمان کو الوداع کہنے کا سلسلہ ایک سال پہلے شروع ہو گیا جو کہ 1999ء کو ختم ہوا۔ بیسویں صدی کو الوداع کہنے کی تیاریاں شروع ہوگئیں اور برابر ایک سال تک یہ سلسلہ جاری رہا۔ اس کی اہمیت کے اعتبار سے یہ ضروری معلوم ہوتا ہے کہ ہم دیکھیں کہ بیسویں صدی ہمارے لئے نہایت قابل احترام صدی ہے کہ ہمیں اس میں ایک دشمن قوم کی غلامی سے نجات ملی اور ہمیں ایک نظریاتی سلطنت کا تحفہ ملا۔ جس کے لئے قوم نے برسوں چیخ چیخ کر آسمان سر پر اٹھائے رکھا کہ پاکستان کا مطلب کیا؟ خود ہی جواب دیا لا الہ الا اللہ اور اس جواب کو ترجمان حقیقت نے اپنے مخصوص رنگ میں یوں پیش کیا کہ

سروری زیبا فقط اس ذات بے ہمتا کو ہے
حکمراں ہے اک وہی باقی بتان آذری

اور اتفاق ایسا ہوا کہ اس چیخنے والی قوم کو اختیار دیا گیا کہ تم اپنی پسند سے ایسے حکمران کا انتخاب کرلو جو تمہارے اس آزاد ملک میں لا الہ الا اللہ کی بہار تمہیں دکھا دیں اور اس دیانت دار اور مخلص قوم نے 53 سال کے عرصے میں بارہا ایسے برگزیدہ حکمران منتخب کئے جن کی نظیر تاریخ انسانی میں نہیں ملتی جو ہر لحاظ سے بے نظیر ثابت ہوئے۔ قوم نے اس صدی کے آخر میں جو بے نظیر کھیپ منتخب کی انہوں نے حق پرستی اور بندہ پروری کے مختلف نمونے دکھا کر اس صدی کو جو الوداع کیا اس کی چند مثالیں پیش کی جاتی ہیں تاکہ اس کی قدردانی کا حق ادا ہو سکے جس نے یہ برگزیدہ الوداعی پارٹی کا تحفہ آنے والوں کو دیا۔

یوں تو اس بیش بہا تحفے کے نمونوں

کہ صدی کے آخری دس برسوں پر مشتمل ہے لیکن اس سے پہلے دو عظیم انسانوں کے قیمتی

اور اس باغ میں لا الہ الا اللہ کی بہار دکھانے کے لئے جو مالی منتخب ہوئے، وہ سب شرابی تھے

خیالات پیش کر دینا ضروری معلوم ہوتا ہے کیونکہ ان کا تعلق اسی تحفہ سے ہے۔

(۱) نوائے وقت (8-9-86) ایک عظیم شخصیت میر علی احمد تالپور کا بیان:

''میں اس بات سے اتفاق نہیں کروں گا کہ پاکستان نظریہ اسلام کے تحت وجود میں آیا۔ اگر ایسا ہوتا تو غلام محمد، سکندر مرزا، ایوب خان، یحیٰی خان اور بھٹو جیسے لوگ برسر اقتدار نہ آتے۔''

پنجابی میں ایک مثل مشہور ہے۔

مدتاں پچھوں چن چڑھیا اوہ وی ڈنگ پھڑنگا۔ یعنی مدت کے بعد چاند نظر آیا وہ بھی ٹیڑھا میڑھا۔ برسوں چیختے رہے پاکستان کا مطلب کیا لا الہ الا اللہ اور اس باغ میں لا الہ الا اللہ کی بہار دکھانے کے لئے جو مالی منتخب ہوئے وہ اپنی انفرادی حیثیت کے لحاظ سے ہزار خوبیوں کے مالک لیکن سب میں ایک قدر مشترک پائی جاتی ہے کہ سب شرابی تھے اور ایک بزرگ تو اپنے اس فن میں عالمی چیمپئن تھے یعنی لا الہ الا اللہ کی بہار دکھانے کے لئے یہ ضروری سمجھا گیا کہ حکمران لازما شرابی ہو۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

ان حقائق کی روشنی میں تالپور صاحب کا بیان بڑا وزنی معلوم ہوتا ہے۔

(۲) جنگ لاہور (7-10-88) صدر کا بیان

اب یہاں فاسق فاجر، بددیانت، غیر متقی لوگ انتخاب نہیں لڑ سکیں گے۔''

صدر صاحب کے بیان کی جان لفظ ''اب'' ہے یعنی 47ء سے 88ء تک تو یہی کچھ ہوتا رہا اب کوئی غیر متقی اوپر نہیں آئے گا۔

رائے صاحب کا بیان:

''موجودہ اسمبلی میں 95 فیصد جرائم پیشہ لوگ ہیں۔''

بات مستند ہے کیونکہ ولی را ولی می شناسد اور صدر صاحب کے ''اب'' کی بھی تصدیق ہوگئی۔ لیجئے اب کلیجہ تھام کے اپنے حکمرانوں، برگزیدہ مسلمان حکمرانوں کے حق پرستی اور بندہ پروری کے الوداعی

موجودہ اسمبلی میں 95فیصد جرائم پیشہ لوگ ہیں

نمونے ملاحظہ ہوں۔

(۱) نوائے وقت: 5-6-91

صوبہ سرحد کا سابق وزیر امان اللہ کنڈی 5 کروڑ روپیہ کی ہیروئن سمیت پکڑا گیا۔

(۲) نوائے وقت: 25-8-91

ذوالفقار اعوان ایم پی اے کروڑوں روپے غبن کرنے کے الزام میں گرفتار کیا گیا۔

(۳) نوائے وقت: 29-8-91

اغوا برائے تاوان کے 5 اور ناجائز اسلحہ کے 5 مقدمات میں مفرور ملزمان PDA کے MNA خورشید شاہ اور MPA مظہر الحق کے ناقابل ضمانت گرفتاری وارنٹ جاری کر دیئے گئے۔

(یہ کوئی عام حکمران نہیں ہیں ایک سید ہیں دوسرے حق کے مظہر ہیں)

(۴) نوائے وقت 8-10-91

اخلاق احمد گلوکار کے علاج کے لئے وزیراعظم نے 30 لاکھ روپیہ کی منظوری دی۔ (تاکہ صحت یاب ہو کر لا الہ الا اللہ کے کھیت کی آبیاری کرتا رہے)

(۵) نوائے وقت: 6-5-92

''ارکان اسمبلی اس قابل نہیں کہ وہ اس معزز ایوان میں بیٹھیں۔ یہ لوگ تو ہمارے معاشرے کا مافیا ہیں۔''

(یاد رہے کہ یہ سب صدر کے 88 کے بیان کے بعد برسراقتدار آئے ہیں لہذا یہ متقی ہرگز نہیں بلکہ سکہ بند پاکستانی متقی ہیں)

(۶) نوائے وقت: 25-8-92

(الف) پنجاب اسمبلی کے ارکان اور انکے بیوی بچوں کے لئے غیر ملکی علاج پر ایک کروڑ 31 لاکھ روپے خرچ ہوئے۔

(ب) بے نظیر 99 آدمیوں کو لے کر بیرون

www.naqshbandiaowaisiah.com

ملک دورے پر گئیں اس پر 24 لاکھ سے زائد خرچ ہوئے۔

(یہ خبر کوئی نئی نہیں کہ ہمیشہ جمعہ تنخ تال ہو یوں بھی ہوتا ہے کہ تنخ تت تال ہو)

(۷) نوائے وقت: 14-8-98

''سابق صدر نے اپنے دور اقتدار میں 37 ہزار 461 ایکڑ اراضی ہتھیانے کے لئے بلوچستان ہائیکورٹ کے ایڈیشنل جج سے مقدمے کا فیصلہ اپنے حق میں کرایا۔ اپیل کی میعاد گزرنے تک فائل اپنے پاس رکھی۔

(یاد رہے کہ یہ کوئی عام صدر نہیں تھے بلکہ اسلامی جمہوریہ کے تہجد گزار صدر تھے۔ بعض شاعر لوگ بھی عجب ستم ظریف ہوتے ہیں ایسے ہی ایک شاعر نے کہا ہے۔

شاید کوئی بزرگ تہجد گزار تھے
مسجد میں آئے جیب ہماری کتر گئے

(۸) نوائے وقت: 15-9-98

''قائداعظم نے کبھی شریعت کا نام نہیں لیا وہ سیکولر ریاست کے حامی تھے۔ قائداعظم نے کہا تھا میں کوئی پاگل ہوں جو شریعت کے چکروں میں پڑوں۔

بینظیر 99 آدمیوں کو لیکر بیرون ملک دورے پر گئی اس پر 24 لاکھ سے زائد خرچ ہوئے

(بیان حنیف رامے)

(قائداعظم واقعی پاگل نہیں تھے جبھی تو انہوں نے ''رامے'' لکھے یا واجپائی جیسے لوگوں کے سامنے کبھی شریعت کا نام نہیں لیا۔

(۹) نوائے وقت: 15-1-98

اخلاق احمد گلوکار کے علاج کے لئے وزیراعظم نے 30 لاکھ روپیہ کی منظوری دی

(الف) قیام پاکستان کے وقت شریعت کے نفاذ کا نعرہ لگایا جاتا تو پاکستان وجود میں نہ آتا۔ (شیخ لیاقت آل پارٹیز کانفرنس)

(ب) قائداعظم نے سیکولر ازم کی بات کی تھی۔ (پلیجو)

(واقعی قائداعظم بڑے دانا تھے وہ جانتے تھے کہ جو لوگ اللہ ورسول کا نام سننا بھی گوارا نہیں کر سکتے انکے سامنے شریعت کا نام لینا تو ایسا ہے جیسے بھینس کے آگے بین بجانا)

مگر جہاں وہ دیکھتے تھے کہ مخاطب کوئی سچ مچ کا مسلمان ہے وہاں حق بیان کرتے تھے۔

(الف) مثلاً ''مفتی اعظم اور مولانا ظفر احمد نے قائداعظم کو حصول پاکستان پر مبارک باد دی تو قائداعظم نے فرمایا مولانا اس مبارک کے مستحق تو آپ ہیں کہ آپ کی کوششوں سے یہ کامیابی ہوئی (حیات مفتی اعظم ص142)

(ب) ان دونوں نے کہا آپ اعلان کر دیں کہ پاکستان میں اسلامی نظام جاری ہوگا اس پر قائداعظم نے فرمایا:

''میں پاکستان کے مقدمہ میں مسلمانوں کا وکیل تھا اللہ تعالیٰ نے اس مقدمہ میں ان کو کامیاب کیا۔ پاکستان ان کو مل گیا اب میرا کام ختم ہوا۔ اب مسلمانوں کو اختیار حاصل ہے کہ جس طرح کا چاہیں نظام قائم کریں اور چونکہ پاکستان میں اکثریت مسلمانوں کی ہے تو اس کے سوا کوئی دوسری صورت ہو ہی نہیں سکتی کہ یہاں اسلامی نظام اور اسلامی ریاست قائم ہو (حیات مفتی اعظم ص148)

(لیجئے دونوں قسم کی شہادتیں آپ کے سامنے ہیں اور گواہ بھی دونوں طرف کے ... نامعلوم شخصیتیں نہیں فیصلہ کر لیجئے حقیقت کیا ہے۔)

(۱۰) نوائے وقت: 6-11-98

''سابق صوبائی وزیر پیر مظہر الحق کو احتساب جج نے دو سال قید اور 10 لاکھ جرمانہ کی سزا دی۔

(سرکاری زمین کوڑیوں کے بھاؤ الاٹ کے جرم میں)

(۱۱) نوائے وقت: 14-11-98

''صوبائی وزیر میر منور تالپور کو 6 کروڑ 7 لاکھ کی بدعنوانی ثابت ہونے پر 3 سال قید سخت اور 2 کروڑ جرمانہ سندھ ہائی کورٹ نے سزا سنائی۔''

(۱۲) نوائے وقت: 12-11-98

''صوبائی وزیر میر منور علی تالپور

www.naqshbandiaowaisiah.com

کرپشن پر احتساب بنچ نے 3 سال قید اور 15لاکھ جرمانہ کی سزا دی۔''

(۱۳) نوائے وقت: 10-2-99

بیت المال میں کروڑوں کا غبن:

''پونے تین کروڑ بیت المال 2 کروڑ 24لاکھ ، صوابدیدی فنڈ اور 8 کروڑ جہاز کی خریداری میں غبن کئے گئے وزیراعلیٰ وٹو، داماد اور برادر نسبتی گرفتار'' وٹو نے اوکاڑہ وساوے والا، دیپالپور، حویلی لکھا اور لاہور میں ذاتی ملازمین کے نام بیت المال سے کروڑوں روپے نکلوا کر ہضم کر لئے۔ ملازمین نے خود ہی بیان دے دیئے۔ 16 کروڑ کا جہاز 24 کروڑ میں خریدا گیا خریداری کے لئے ڈالر حاصل کرنے میں بھی 2 کروڑ روپے خورد برد کئے۔''

(۱۴) نوائے وقت: 11-4-99

''عابدہ حسین (مرکزی وزیر) بجلی چوری کے سکینڈل میں ملوچ ہوئیں۔ بجلی چوری ثابت۔ عابدہ حسین سے استعفیٰ لے لیا گیا۔

(۱۵) نوائے وقت: 11-4-99

''واپڈا مہم کے نتیجہ میں ایک وفاقی اور ایک صوبائی وزیر کو مستعفی ہونا پڑا۔''

(۱۶) احتساب بنچ نے 15اپریل کو فیصلہ سنایا۔

''سابقہ وزیراعظم بے نظیر اور اس کے شوہر نامدار کو احتساب بنچ نے پانچ پانچ سال قید 86لاکھ ڈالر جرمانہ اور کل جائیداد ضبط کرنے کی سزا دی۔ (کرپشن کے جرم

[illegible]

میں)''

(چھوٹے میاں سو چھوٹے میاں بڑے میاں سبحان اللہ)

(۱۷) اوصاف: 24-4-99

''مسلم لیگ P P Pاور ANP کے 49ارکان پارلیمنٹ پر بجلی چوری کا الزام۔''

(۱۸) نوائے وقت: 24-4-99

''49 بجلی چور ارکان پارلیمنٹ۔

کنکشن کاٹ دیا۔

(چور اچکا چوہدری تے غنڈی ... پردھان۔ جیوے جیوے پاکستان)

(۲۰) نوائے وقت: 25-4-99

''وٹو کے سمدھی سے سرکاری ٹریکٹر ٹرالی برآمد کر لی گئی۔''

(۲۱) جنگ: 7-5-99

''عوامی ٹریکٹر سکیم میں بے نظیر اور زرداری نے 20 کروڑ ڈالر کمیشن لیا۔''

(۲۲) نوائے وقت: 4-5-99

''بے نظیر کا ایک اور سکینڈل۔ سعودی کمپنی التوفیق سے ہاؤسنگ پراجیکٹ میں سوملین ڈالر کمیشن لینے کا انکشاف...''

(۲۳) نوائے وقت: 6-10-99

''احتساب بنچ نے بینظیر کے ناقابل ضمانت وارنٹ گرفتاری جاری کر دیئے۔''

(۲۴) نوائے وقت: 8-10-99

''49 بجلی چور ارکان پارلیمنٹ۔ نام سینٹ میں پیش کر دیئے گئے۔ وزیر داخلہ چوہدری شجاعت حسین کو 158 ملین کا ڈیٹکشن بل بھجوایا گیا۔ آفتاب شیر پاؤ، پیر مظہر الحق، پیر غلام رسول جیلانی بھی چور نکلے۔''

نام سینٹ میں پیش کر دیئے گئے۔ وزیر داخلہ چوہدری شجاعت حسین کو 158 ملین کا ڈیٹکشن بل بھجوایا گیا۔ آفتاب شیر پاؤ، پیر مظہر الحق، پیر غلام رسول جیلانی بھی چور نکلے۔''

(۱۹) نوائے وقت: 25-4-99

''چیئرمین کشمیر کمیٹی چوہدری سرور بھٹی بجلی چور نکلے۔ فوج نے جرمانہ کر کے

''پیپلز پارٹی اور مسلم لیگ کے ادوار حکومت میں ملک کو دونوں ہاتھوں سے لوٹا گیا۔'' (صدر لغاری)

(۲۵) ایک سابقہ انتخابی مہم میں بینظیر نے واشنگٹن کے مجمع میں تالیوں کی گونج میں کہا!

''ہاتھ کاٹنے کی سزا اور سو دُروں کی سزا ظالمانہ اور وحشیانہ ہے۔'' قرآن میں

www.naqshbandiaowaisiah.com

درج دو عورتوں کی گواہی ایک مرد کے برابر ہوتی ہے میں تسلیم نہیں کرتی۔"

(پیپلز پارٹی مارکہ اسلام کا تقاضا یہی ہے)

"بلوچستان کے سابق وزیر تعلیم سردار مہر الرحمن کھیتران کو کرپشن پر 9 سال قید 1 کروڑ 18 لاکھ جرمانہ۔"

چڑا چکا چوہدری تے غنڈی رن پردھان۔ جیوے جیوے پاکستان

(۲۶) نوائے وقت: 5-6-2000

"سابق وزیر اعلیٰ پنجاب منظور وٹو کو 5 سال 8 ماہ قید اور ۱ لاکھ روپیہ جرمانہ 21 سال کے لئے نااہل (کرپشن میں)"

(۲۷) نوائے وقت: 7-4-2000

"وزیر اعظم نواز شریف کو دو بار عمر قید 30 لاکھ جرمانہ۔ جائداد ضبط۔"

(۲۸) نوائے وقت: 13-4-2000

"سابق وزیر سندھ عبداللہ شاہ مفرور، جائیداد قرق۔"

(۲۹) نوائے وقت: 2-5-2000

"95ء سے اب تک 37800 معززین نے قرضے معاف کرائے۔"

(۳۰) (ایضاً) سندھ میں کرپٹ سیاستدانوں کے خلاف 1200 کیس تیار ہیں۔ (گورنر)

(۳۱) نوائے وقت: 11-6-2000

"امریکی ایجنڈے پر کام نہیں کر رہے۔ پاکستان کو پراگریسو اور سیکولر سٹیٹ بنایا جائے گا۔ (وزیر داخلہ)

(فوجی اسلام کی پہلی قسط)

(۳۲) نوائے وقت: 23-7-2000

"نواز شریف کو ہیلی کاپٹر کیس میں 14 سال قید 2 کروڑ جرمانہ اور 21 سال کے لئے نااہل۔"

(۳۳) نوائے وقت: 4-8-2000

(۳۴) نوائے وقت: 10-8-2000

حبیب الرحمٰن تنولی سابق صوبائی وزیر کو 5 سال قید 5 لاکھ جرمانہ اور 21 سال کے لئے نااہل (کرپشن میں)

(۳۵) نوائے وقت: 19-8-2000

بلوچستان کے سابق صوبائی وزیر علی محمد رند کو 3 سال قید 9 لاکھ جرمانہ اور 21 سال کے لئے نااہل۔

(۳۶) نوائے وقت: 25-8-2000

سابق صوبائی وزیر تعلیم ذوالفقار ڈھلوں کار چوری کے الزام میں گرفتار۔ (اور کیا گدھی چوری کرتے)

(۳۷) نوائے وقت: 1-9-2000

(الف) صوبہ سرحد کے وزیر اعلیٰ سردار مہتاب کو 14 سال قید 2 کروڑ جرمانہ 21 سال کے لئے نااہل (کرپشن)

(ب) جاوید علی سیکرٹری خوراک کو 14 سال قید 2 کروڑ جرمانہ۔

(۳۸) نوائے وقت: 17-9-2000

کوئٹہ۔ سابق صوبائی وزیر مہر محمد علی کو 9 سال قید بامشقت 3 کروڑ روپیہ جرمانہ 21 سال کے لئے نااہل۔

(۳۹) نوائے وقت: 21-9-2000

سابق وزیر اعلیٰ سرحد آفتاب شیر پاؤ کو 3 سال قید بامشقت اور دائمی وارنٹ گرفتاری۔

(۴۰) کائنات: 2-10-2000

نائب تحصیلدار راجہ محمد حنیف کو 10 سال قید 3 کروڑ جرمانہ اور 488 کنال زمین ضبط۔

(۴۱) نوائے وقت: 3-10-2000

عبدالرحمٰن کھیتران سابق صوبائی وزیر کو 5 سال قید 4 3 لاکھ جرمانہ اور 21 سال کے لئے نااہل (کرپشن)

(۴۲) نوائے وقت: 5-10-2000

صوبائی وزیر مہر خالق علی جمالی کو 5 سال قید بامشقت 3 4 لاکھ جرمانہ اور 21 سال کے لئے نااہل (کرپشن)

(۴۳) نوائے وقت: 8-10-2000

وزیر اعظم نوازشریف کو دو بار عمر قید 30 لاکھ جرمانہ، جائیداد ضبط

سابق وزیر مواصلات اعظم ہوتی کو 14 سال قید سخت 2 کروڑ جرمانہ 21 سال کے لئے نااہل (کرپشن)

(۴۴) نوائے وقت: 12-10-2000

نواز خاندان نے 13 سالہ اقتدار میں 1 کھرب 93 ارب کی کرپشن کی۔

رپورٹ نیب کو بھجوا دی گئی (ملت پارٹی)
اس عنوان کے تحت جو راؤنڈ فگر میں بیان کیا گیا اس کی اصل مقدار نیچے بیان ہوئی 1 کھرب 93 ارب 12 کروڑ 54 لاکھ 17 ہزار 228 روپے یعنی کرپشن کی مقدار صرف اندازے سے نہیں بتائی بلکہ بنیوں کی طرح کوڑی پیسہ پائی تک حساب کیا گیا۔ ظاہر ہے کہ ایسا حساب وہی کر سکتا ہے جو کسی حیثیت سے شریک حال ہو اور ملت پارٹی کے کرتا دھرتا وہ ہیں جو خیر سے برسوں ملک کے صدر رہے ہیں۔ بہرحال اس کا تجزیہ کیا جائے تو 10 ارب 72 کروڑ 91 لاکھ 89 ہزار 846 روپے سالانہ کرپشن یعنی 89 کروڑ 40 لاکھ 98 ہزار 153 روپے ماہوار یعنی 2 کروڑ 98 لاکھ 3 ہزار 271 روپے روزانہ

بہت عمدہ سکور ہے اور مستند بھی معلوم ہوتا ہے۔ کیونکہ اس کی بنیاد ایک مشہور مقولہ پر ہے کہ ولی را ولی می شناسد۔

(۴۵) نوائے وقت: 17-10-2000
بلوچستان کے سابق وزیر حاجی بہرام خان کو 7 سال قید 1 کروڑ جرمانہ 21 سال کے لئے نا اہل (کرپشن) جمعیت (ف) کے نمائندے ہیں۔

نہ من تنہا دریں میخانہ مستم
جنید و شبلی و عطار شد مست

(۴۶) نوائے وقت: 26-10-2000
احتساب بیورو نے بے نظیر کے 150 کروڑ ڈالر کے اثاثوں کی تفصیل شائع کر دی۔

نائب تحصیلدار راجہ محمد حنیف کو 10 سال قید 3 کروڑ جرمانہ اور 488 کنال زمین ضبط

(۴۷) نوائے وقت: 31-10-2000
سابق وزیر خوراک میر محمد علی رند 3 سال قید 3 کروڑ جرمانہ 21 سال کے لئے نا اہل۔

(زاہد نگاہ کم سے کسی رند کو نہ دیکھ)

(۴۸) نوائے وقت: 19-11-2000
نصرت بھٹو کو عدالت میں پیش نہ ہونے پر 2 سال قید بامشقت، نصرت بھٹو کے خلاف ڈیڑھ بلین ڈالر کے غیر قانونی اثاثے بنانے کے الزام میں 16 بار وارنٹ جاری کئے گئے مگر تعمیل نہیں ہوئی۔ جائیداد بھی قرق کرنے کا حکم۔ وارنٹ گرفتاری بھجوا دیئے گئے۔

(۴۹) نوائے وقت: 21-11-2000
بلوچستان کے سابق وزیر فائق علی جمالی کو 9 سال قید اڑھائی کروڑ جرمانہ 21 سال کے لئے نا اہل۔

(۵۰) نوائے وقت: 1-12-2000
سابق وزیر پٹرولیم انور سیف اللہ کو ایک سال قید 50 لاکھ جرمانہ اور 21 سال کے لئے نا اہل۔

(۵۱) نوائے وقت: 11-12-2000
نواز شریف خاندان جلا وطن ہو کر سعودی عرب پہنچ گئے۔

جائیداد کی تفصیل یہ ہے!
(۱) 30 کروڑ روپیہ بنک ڈیپازٹ
(۲) 5 فیکٹریاں
(۳) ماڈل ٹاؤن اور مری کی رہائش گاہیں
(۴) 2 پلاٹ
(۵) 60 ایکڑ اراضی

اسلامی جمہوریہ پاکستان کے امیر المومنین کے پاس قوم سے کہنے کو کچھ نہیں کل کر یہی کچھ یہاں باقی رہ گیا تھا یورپ امریکہ اور دوسرے ملکوں میں جو جائیداد بنائی یا جو بنک ڈیپازٹ ہے وہ اللہ ہی جانتا ہے۔ البتہ جو یتیم رہ یہاں رہ گئے ہیں ان کے لئے رائیونڈ کے محلات بخش دیئے گئے ہیں۔

(۵۲) نوائے وقت: 13-12-2000
ایف آئی اے کے سابق ڈپٹی ڈائریکٹر چوہدری شریف کو 11 سال قید 10 کروڑ روپیہ جرمانہ اور 21 سال کے لئے نا اہلی کی سزا۔ عدم ادائیگی جرمانہ کی صورت میں مزید 7 سال قید۔

(۵۳) نوائی وقت: 18-12-2000
نواز شریف کی جلا وطنی سے 70 کروڑ پاؤنڈ کے اثاثوں کا سراغ مل گیا۔ نواز شریف کے لندن 7 اپارٹمنٹس، سوئٹزرلینڈ، آسٹریا میں اکاؤنٹس موجود ہیں۔

www.naqshbandiaowaisiah.com

(۵۴) نوائے وقت: 24-12-2000

ترجمان وزارت داخلہ پاکستان کا بیان۔

''پاکستان ایک اسلامی ملک ہے اور ہر شخص اسلامی تعلیمات پر عمل کرتا ہے۔''

(۵۵) نوائے وقت: 31-12-2000

جنرل یحییٰ نے ایوان صدر کو شراب اور شباب کا کلب بنائے رکھا۔ صدارتی محل میں راتیں گزارنے والی خواتین میں بازار حسن کی عورتوں سے لیکر بعض جرنیلوں کی بیویاں بھی شامل تھیں۔ جن عورتوں کی یحییٰ کے ساتھ خصوصی دوست تھی ان میں میڈم نور جہاں کا نام بھی شامل ہے۔

یوں لگتا ہے کہ سیریل نمبر 54 الوداعی سلام کا آخری آئٹم ہوگا اور یہ ایسی ریسرچ ہے جو اس اسلامی ملک کی وزارت داخلہ کے بغیر کسی اور کے بس کی بات نہیں اور یہ گزشتہ 53 حوادث کی واضح تردید ہے. مگر آخری جز جو نمبر 55 پر درج ہے کے آنے پر ترجمان وزارت داخلہ کی ریسرچ پر زندہ باد کا نعرہ لگانے کی صورت پیدا ہوگئی ہے۔

حضرت جی کا ارشاد ہے کہ پاکستان اسلامی ملک ہے واقعی اسلامی ملک وہی ہوتا ہے جس کا صدارتی محل شراب و شباب کا کلب ہو اور بازار حسن کی پاکباز عورتوں کو یہاں رات گزارنے کے لئے لایا جائے۔ یحییٰ پر ہی موقوف نہیں اس اسلامی ملک میں ایسے مثالی مسلمان حکمران اور بھی رہ چکے ہیں، غلام محمد، سکندر مرزا، ایوب خان اور بھٹو وغیرہ اس اسلامی ملک کے نمونے کے مسلمان حکمران رہ چکے ہیں مگر جس اسلام کے ساتھ اس ملک کی نسبت جوڑی جاتی ہے وہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا لایا ہوا اسلام نہیں، ہاں یہ میڈ ان پاکستان اسلام ہے۔

دوسرا ارشاد ہے ''ہر شخص اسلامی تعلیمات پر عمل کرتا ہے'' معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ترجمان بھی جنرل یحییٰ کی سنت پر عمل کرتے ہوئے نشے میں وحشت ارشاد فرما گئے ہیں۔ اول تو یہ سارے شرابی حکمران اسلامی تعلیمات پر عمل کرتے ہوئے شراب پیتے رہے پھر اسلامی تعلیمات پر عمل کرتے ہوئے راتیں گزارنے کے لئے بازار حسن کی پاکباز عورتوں کو ایوان صدر میں منگواتے رہے، پھر یہ حکمران اسلامی تعلیمات پر عمل کرتے ہوئے ملک کی دولت لوٹ لوٹ کر بیرونی ممالک کے بنکوں میں جمع کرتے رہے اور وہاں جائیدادیں بناتے رہے۔ واقعی اسلامی تعلیمات پر عمل کرنے کا نمونہ تو اوپر ہی سے شروع ہونا تھا۔ عوام کا کیا کہنا ہر شخص اسلامی تعلیمات پر عمل کرتا نظر آتا ہے۔ اسلامی تعلیمات کے مطابق چوریاں ہورہی ہیں۔ دن دیہاڑے تالے ٹوٹ رہے ہیں۔ بسیں لوٹی جارہی ہیں۔ ڈاکے ڈالے جارہے ہیں۔ دفتروں میں اسلامی تعلیمات پر عمل کرتے ہوئے رشوت کا بازار گرم ہے۔ غبن ہورہے ہیں اور ایسی حلال کمائی سے کوٹھیاں بنا کر اوپر لکھا جارہا ہے۔ ہذا من فضل ربی۔ یعنی اسلامی تعلیمات پر عمل کرتے ہوئے اپنے رب کو دھوکا دینے میں بھی فخر محسوس کیا جارہا ہے۔ پھر سرکاری P.T.V اسلامی تعلیمات پر عمل کرتے ہوئے فحاشی اور بے حیائی پھیلانے کا حق ادا کررہا ہے۔ پھر سینماؤں میں اسلامی تعلیمات پر عمل کرتے ہوئے دعوت عام دی جارہی ہے

''میرے دل تک میں بداں ہوگئی''

پھر اس میدان میں ترقی کی معراج پر پہنچ کر دعوت دی جارہی ہے کہ

''آ لگ جا سینے نال تھاو کرکے''

واقعی یہاں ہر شخص اسلامی تعلیمات پر عمل کررہا ہے، مگر اسلام چودھویں صدی کی ایجاد ہے اور پاکستان میڈ ہے۔

ممکن ہے ترجمان صاحب نے جو اسلام کا لفظ بولا کاتب سے کتابت کی غلطی ہوگئی ہو انکی مراد شاید ''اس لام'' ہو۔ کاتب نے اسلام لکھ دیا ہو۔

لام نستعلیق کا ہے اس بت کافر کی زلف
ہم تو کافر ہیں اگر بندے نہ ہوں اس لام کے

اب ماننا پڑے گا کہ واقعی یہ سب ''اس لام'' کی بہاریں ہیں۔

ایک بات واضح نہیں ہوسکی'' کہ جنرل یحییٰ سے جن عورتوں کی خاص دوستی تھی ان میں مادام نور جہاں کا نام بھی آتا ہے'' کیا یہ مادام نور جہاں وہی ہے جس کو اب ملکہ ترنم کہتے ہیں اور جس کا پورے ملک میں سوگ منایا جارہا ہے یا وہ کوئی اور تھی۔

اگر یہی ہے تو اس میں یہ کوالیفکیشن مزید علیہ۔ اس کا دوہرا سوگ منایا جائے۔